تربیتِ اولاد

www.KitaboSunnat.com

تالیف: الشیخ محمد منیر قمر صاحب حفظہ اللہ

ناشر
توحید پبلیکیشنز، بنگلور (انڈیا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حقوق اشاعت بحق ناشر محفوظ ھیں

❖ نامِ کتاب — تربیتِ اولاد

❖ تالیف — فضیلۃ الشیخ ابوعدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ

❖ کمپوزنگ — آنسہ نادیہ قمر

❖ ری کمپوزنگ — ابوسفیان عزیزی

❖ کورڈیزئننگ — ابومصباح شاہد ستار

❖ طبع اوّل — ۱۴۳۵ھ، ۲۰۱۳ء

❖ تعداد — ۴۰۰۰

❖ ناشر — توحید پبلیکیشنز، بنگلور (انڈیا)

ھندوستان میں ملنے کے پتے

1- توحید پبلیکیشنز
رابطہ: محمد رحمت اللہ خان، ایس. آر. کے. گارڈن،
فون: ۹۹۰۰۴۴۶۱۹۳
بنگلور۔ ۵۶۰ ۰۴۱

2- چارمینار بک سنٹر
چارمینار روڈ، شیواجی نگر، بنگلور۔ ۵۶۰ ۰۵۱

3- مکتبہ امام ابن حجر العسقلاني
فون: ۹۸۸۶۲۰۶۸۴۸
بھٹکل۔ ۵۸۱ ۳۲۰

4- دارالسلام کشمیر
حنیف احمد وانی، فون: ۹۷۹۷۰۰۳۳۴۲
سری نگر۔ (جموکشمیر)

5- مکتبہ السنۂ
محمد نجیب بقالی، فون: ۸۰۹۷۴۴۴۴۴۸
بھینڈی بازار۔ ممبائی

1-Tawheed Publications
Contact:Mr.M.R.Khan,S.R.K.Garden,
Phone# 9900446193
BANGALORE-560 041

2-Charminar Book Center
Charminar Road,Shivaji Nagar,
BANGALORE-560 051

3-Maktaba Imam Ibn-e-Hajr
Asqhalani,
Tel:9886206848
BHATKAL-581 320

4-Dar us Salaam,
Hanif Ahmed Wani,
Phone#9797003342

5-Maktaba As-Sunnah,
Mohammed Najeeb Bakhali,
Bhendi Bazar,
Phone#8097444448
MUMBAI

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com
File G:\Books\Books\Makrana
-sunnat\Books\Tarbiat-e-olad\Sal -u-Sql
not found

فہرست

❁ باتیں دل کی 13

پہلا باب: ازدواجی تربیت

❁ ازدواجی تربیت 17
❁ شادی...ایک فطری تقاضا: 17
❁ ثمراتِ نکاح: 19
❁ نیک بیوی کا انتخاب: 20
❁ نیک بہو کا معیار: 22
❁ شریف خاندان کی کنواری لڑکی سے شادی کرنا: 24
❁ کنواری لڑکیوں سے شادی کرنا: 26
❁ سہاگ رات کے آداب: 26
❁ طلبِ اولاد کی دعائیں: 28
❁ اولاد کی تربیت پیدائش سے پہلے شروع کرنا: 33
❁ لڑکی کی پیدائش پر افسوس کرنا: 39
❁ نومولود کے کان میں اذان کہنا: 42
❁ تحنیک: 43
❁ عقیقہ: 44

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

File G:\Books\Books\Makrana -sunnat\Books\Tarbiat-e-olad\Sal -u-Sql not found

❁ عقیقے سے متعلقہ چند اہم باتیں:........................ 46

❁ اچھے نام رکھنا:.. 50

❁ بُرے ناموں کو بدل دینا:................................ 52

❁ کنیت والے نام:.. 57

❁ ختنے کے احکام:.. 58

❁ ماں باپ کی ذمے داریاں:................................ 60

❁ ایک عبرتناک واقعہ:..................................... 61

❁ والدین کی دعائیں:...................................... 62

❁ بچوں کے مابین انصاف:................................... 66

❁ بچوں کو بلانے کا انداز:................................ 73

❁ بیماری کا روحانی علاج:................................ 74

❁ نظرِ بد کا علاج:....................................... 75

❁ جسمانی تکلیف کا علاج:.................................. 76

❁ نیند میں ڈر جائیں تو یہ دم کریں:........................ 76

❁ اولاد کی وفات پر:...................................... 77

❁ اولاد پر والدین کی نیکیوں کے اثرات:...................... 81

دوسرا باب: روحانی تربیت

❁ روحانی تربیت... 84

❁ ماں کا کردار:.. 84

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com
File G:\Books\Books\Makrana-sunnat\Books\Tarbiat-e-olad\Sal-u-Sql not found

❀ بچوں کے روزے: 85
❀ توحید کی تعلیم: 87
❀ توحید کی اقسام 89
❀ توحید کی تین قسمیں: 89
❀ ① توحیدِ ربوبیت: 89
❀ ② توحیدِ اُلوہیت: 90
❀ ③ توحیدِ اسما وصفات: 92
❀ چند ضروری آداب اور دعائیں: 93
❀ کھانے پینے کے آداب: 94
❀ سونے کے آداب: 96
❀ قضائے حاجت کے آداب اور دعائیں: 97
❀ چھینک مارنے اور جمائی لینے کے آداب: 98
❀ سلام کے آداب: 99
❀ سلام کے آداب: 100
❀ گفتگو کے آداب: 101
❀ چند ضروری دعائیں 104
❀ نیا کپڑا پہننے کی دُعا: 104
❀ گھر سے نکلنے کی دُعا: 104
❀ گھر میں داخل ہونے کی دعا: 105
❀ آئینہ دیکھنے کی دُعا: 105

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com
File G:\Books\Books\Makraba
-sunnat\Books\Tarbiat-e-olad\Sal -u-Sql
not found

پہلی رات کا چاند دیکھنے کی دُعا: 105
روزہ افطار کرنے کی دُعا: 106
روزہ افطار کرنے کے بعد کی دُعا: 106
دعائے قنوت: 106
آیۃ الکرسی: 107
عبادات کا حکم: 108
وضو کا طریقہ: 110
① مسواک کرنا: 110
② نیت کرنا: 110
③ تسمیہ: 111
④ کیفیتِ وضو: 111
⑤ وضو کے بعد کی دعائیں: 113
نماز کا صحیح طریقہ: 114
① قیام: 114
② استقبالِ قبلہ: 115
③ نیت کرنا: 115
④ تکبیرِ تحریمہ: 116
⑤ ہاتھ باندھنا: 116
⑥ دعائے استفتاح: 116
⑦ تعوّذ وتسمیہ اور سورت فاتحہ: 117

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com
File G:\Books\Books\Makraba -sunnat\Books\Tarbiat-e-olad\Sal -u-Sql not found

❀ ⑧ آمین: 118
❀ ⑨ دوسری سورت ملانا: 118
❀ ⑩ رکوع: 119
❀ ⑪ قومہ کی دعا: 120
❀ ⑫ سجدے اوران کی دعائیں: 120
❀ سجدے میں کم از کم تین مرتبہ یہ دعائیں کریں: 121
❀ ⑬ جلسہ استراحت: 122
❀ ⑭ دوسری رکعت: 122
❀ ⑮ درمیانی تشہد: 122
❀ ⑯ تیسری اور چوتھی رکعت: 124
❀ ⑰ آخری تشہد اور دعائیں: 124
❀ ⑱ سلام: 126
❀ ⑲ نماز سے فراغت کے بعد: 126
❀ اللہ کی نگرانی کا احساس: 128

تیسرا باب: اخلاقی تربیت

❀ اخلاقی تربیت: 130
❀ ① بُری حرکتوں سے باز رکھنا: 130
❀ ② جھوٹ سے نفرت دلانا: 131
❀ ③ چوری اور دھوکا دہی سے اجتناب: 133
❀ ④ گالی گلوچ: 135

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com
File G:\Books\Books\Maktaba-sunnat\Books\Tarbiat-e-olad\Sal-u-Sql not found

❀ ④ والدین سے: 135
❀ ② بُری صحبت کے ذریعے: 136
❀ ⑤ منشیات کا استعمال: 137
❀ ⑥ سگریٹ نوشی: 137
❀ تمباکو نوشی کے نقصانات: 138
❀ ⑦ شراب نوشی: 139
❀ ⑧ یہود و نصاریٰ اور کفار کی مشابہت سے پرہیز: 143
❀ ⑨ شجاعت اور بہادری: 144
❀ ⑩ عیش کوشی: 145
❀ ⑪ آلاتِ موسیقی کا استعمال: 146
❀ ⑫ ٹی وی کی تباہ کاریاں: 149
❀ ⑬ ٹی وی چینلز سے جرائم اور اخلاقی انحطاط کا فروغ: 152
❀ ⑭ غیرت: 145
❀ ⑮ علمی مجالس میں حاضری: 156

چوتھا باب: بچیوں کی تربیت

❀ بچیوں کی تربیت 157
❀ لڑکیوں کے لیے پردے کا حکم: 157
❀ چہرے کا پردہ: 162
❀ اسلام کے قانونِ حجاب کی برکات: 164
❀ پردے سے متعلقہ اسلامی احکامات: 165

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com
File G:\Books\Books\Makraba
-sunnat\Books\Tarbiat-e-olad\Sal -u-Sql
not found.

پانچواں باب: معاشرتی تربیت

- معاشرتی تربیت 169
- حقوق والدین: 169
- ماں کا حق: 173
- ماں کی دعا: 174
- باپ کا ادب واحترام: 179
- اسلاف کا اپنے والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک: 180
- والدین سے حُسنِ سلوک...ان کی وفات کے بعد: 182
- والدین کے حق میں اولاد کی دعائیں: 185
- اولاد اپنے باپ سے کس طرح مخاطب ہو؟ 187
- رشتے داروں کے حقوق: 188
- پڑوسیوں کے حقوق: 190
- فقرا و مساکین کے حقوق: 193

چھٹا باب: تعلیمی تربیت

- تعلیمی تربیت 195
- علم کی اہمیت: 195
- استاد کا ادب واحترام: 195
- طلبِ علم کے آداب: 198
- عصری تعلیم اور اس کے نتائج: 200
- عربی مدارس اور ان کا کردار: 201

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

File G:\Books\Books\Maktaba-sunnat\Books\Tarbiat-e-olad\Sal-u-Sql not found

❁ اولاد میں انحراف...اسباب اور علاج: 203

❁ ① فضول خرچی: 203

❁ ② بخل: 206

❁ ③ غلط صحبت: 207

❁ ④ بے جا لاڈ و پیار: 209

❁ ⑤ طلاق: 211

❁ ⑥ والدین کا لڑائی اور جھگڑا: 212

❁ ⑦ حقوق وفرائضِ زوجین: 212

❁ ⑧ باپ کی بدسلوکی: 218

مسك الختام

❁ ① گھر کے متعلق نبی اکرم ﷺ کا ارشاد: 219

❁ ② مدرسہ: 220

❁ ③ معاشرہ: 222

❁❁❁❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com
-sunnat\Books\Tarbiat-e-olad\Sal... -u-Sql
not found.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باتیں دل کی

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ، نَحْمَدُهٗ، وَنَسْتَعِينُهٗ، وَنَسْتَغْفِرُهٗ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ، وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ، وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَاَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ:

قارئینِ کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عموماً یہ شکایت سننے میں آتی رہتی ہے کہ بچہ خود سر ہوگیا ہے، بات ہی نہیں سنتا، یہ کرتا ہے اور وہ نہیں کرتا۔ اس میں بچے کا قصور بھی ہوتا ہے، لیکن اس سے پہلے خود والدین ذمے دار ہوتے ہیں، جو اپنے بچوں کی صحیح اسلامی خطوط پر تربیت نہیں کرتے۔ سارا بچپن لاڈ پیار میں گزار دیتے ہیں اور جب وہ ہاتھ سے نکل جاتے ہیں تو ہاتھ ملنا شروع کر دیتے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب میں اولاد کی صحیح اسلامی تہذیب وتربیت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب والدین اور اولاد دونوں کے لیے یکساں مفید ثابت ہوگی۔ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ.

اس کتاب کی ترتیب وتدوین کے دوران میں ہم نے بہ کثرت کتب سے استفادہ کیا ہے، جن کا تذکرہ مصادر ومراجع کے ضمن میں آگیا ہے، جن میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com
-sunnat\Books\Tarbiat-e-olad\Sal... -u-Sql
not found.

سے عام کتبِ حدیث کے علاوہ بطورِ خاص ''اولاد کی اسلامی تربیت'' مولانا محمد انور السّلفی (کویت) سے خوب استفادہ کیا ہے، بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ یہ کتاب اسی کا اختصار و انتخاب ہے۔ اسی طرح "تحفة المولود بأحكام المولود" للعلامة ابن القيم رحمہ اللہ، "تربية الأولاد في الإسلام" لفضيله الشيخ عبد الله ناصح علوان 👍 (جامعة الملك عبدالعزيز، جده)، اور جناب ڈاکٹر فضل الٰہی حفظہ اللہ، برادرِ شہید الاسلام علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ (سابق پروفیسر جامعة الامام محمد بن سعود الاسلامیہ الریاض و جامعہ اسلامیہ عالمیہ اسلام آباد) کی کتاب ''حضرت ابراہیم علیہ السلام بحیثیتِ والد'' اور عزیزم مولانا انصار زبیر محمدی (داعیہ الجبیل اسلامک سنٹر) کی کتاب ''ہم بچوں کی تربیت کیسے کریں؟'' خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

ہم شکر گزار ہیں اپنی لختِ جگر آنسہ نادیہ قمر کے، جس نے دوسری کئی کتب کی طرح اس کتاب کی بھی کمپوزنگ کی ہے۔ فَجَزَاهَا اللّٰهُ خَيْرًا وَ أَسْعَدَهَا فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ.

انتہائی ناسپاسی ہوگی اگر میں برادرم جناب عبدالغفار سوداگر رحمہ اللہ (الجبیل) کا شکریہ ادا نہ کروں، جنھوں نے نہ صرف اس موضوع پر توجہ دلائی، بلکہ اس کتاب کو آپ تک پہنچانے میں بھرپور تعاون کرنے کا وعدہ بھی فرمایا، لیکن کام کی تکمیل سے قبل ہی وہ وفات پا گئے۔ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَغَفَرَ لَهُ.

اب اس کتاب کو آپ تک پہنچانے میں ہمارے دوست جناب انجینئر عصمت امین خواجہ صاحب (جنرل مینیجر فاؤنڈیشنز بلڈنگ کنٹرکٹنگ کمپنی لمیٹڈ الخبر۔ لاہور) کی ترغیب و تحریص سے جناب ریحان علی قریشی صاحب (مینیجنگ ڈائریکٹر پریمیئر کنسٹرکشن کمپنی، الخبر) نے بھرپور تعاون فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com
-sunnat\Books\Tarbiat-e-olad\Sal... -u-Sql
not found.

انھیں دنیا و آخرت میں جزائے خیر عطا فرمائے۔ بَارَكَ اللّٰهُ فِيْ أَهْلِهِمَا وَ مَالِهِمَا وَ عُمُرِهِمَا وَ أَعْمَالِهِمَا. آمین

اسی طرح اپنے احباب جناب محمد رحمت اللہ خان (ایڈووکیٹ) اور جناب شاہد ستار صاحب کا بھی شکر گزار ہوں، جو اسے اپنے ادارے ''توحید پبلی کیشنز'' بنگلور کی طرف سے شائع کرکے آپ تک پہنچانے کا اہتمام کر رہے ہیں۔ فَجَزَاهُمَا اللّٰهُ خَيْراً.

جبکہ پاکستان سے اسے ہم نے اپنے مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ اور ام القریٰ پبلی کیشنز گوجرانوالہ کی طرف سے شائع کیا ہے، جو عزیزم مولانا غلام مصطفیٰ فاروق اور حافظ شاہد محمود کی نگرانی میں کام کر رہے ہیں۔ فَجَزَاهُمَا اللّٰهُ خَيْراً.

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات بھی قارئین کرام کے علم میں لائی جائے کہ صرف دعاؤں کو چھوڑ کر باقی تمام عربی عبارات کو حذف کر کے زیرِ نظر کتاب کا تقریباً سارا متن روزنامہ ''اردو نیوز'' جدہ کے ہفتہ وار جمعہ اڈیشن ''روشنی'' میں قسط وار شائع ہو چکا ہے۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَمِنْهُ الْقُبُوْلُ.

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے اس بضاعتِ مزجات کو شرفِ قبول سے نوازے اور اسے قارئینِ کرام کے لیے استفادے کا باعث بنائے۔ آمین

والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

سپریم کورٹ الخبر — ابو حسان محمد منیر قمر نواب الدین

۱۴۳۳/۸/۵ھ — ترجمان سپریم کورٹ الخبر، داعیہ متعاون

۲۰۱۲/۶/۲۵ء — مراکزِ دعوت و ارشاد

(الدمام، الظہران، الخبر) سعودی عرب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پہلا باب

ازدواجی تربیت

شادی...ایک فطری تقاضا:

ہر انسان بلوغت کو پہنچنے کے بعد اس بات کی شدید خواہش رکھتا ہے کہ اس کا کوئی ہم سفر، راز دان اور خلوت وجلوت کا ساتھی ہو، جس سے وہ جسمانی اور روحانی سکون حاصل کرسکے۔ یہ ایک انسانی فطرت ہے، جسے کبھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فِطۡرَتَ اللّٰهِ الَّتِیۡ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیۡهَا لَا تَبۡدِیۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّیۡنُ الۡقَیِّمُ وَ لٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ﴾ [الروم: ۳۰]

”یہ اللہ کی وہ فطرت ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا، اللہ کی خلقت میں کوئی تبدیلی نہیں، یہی درست دین ہے، لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔“

جو معاشرہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ اصولِ فطرت سے انحراف کرنے کی کوشش کرے گا، وہ نہ صرف خود کو ہلاکت میں ڈالے گا، بلکہ وہ سارے انسانی معاشرے کے لیے ایک ناسور بن جائے گا۔ کچھ لوگوں نے یہ کوشش کی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ ان اصولوں سے راہِ فرار اختیار کریں، لیکن نبی اکرم ﷺ نے ان کے ساتھ سختی کا برتاؤ کیا اور یہ واضح فرما دیا کہ جو شخص میری سنت کو ٹھکرا کر اپنے وضع کردہ اصولوں کی پابندی کرے گا، اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''تین آدمی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا حال دریافت کرنے کے لیے آئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کی انھیں خبر دی گئی تو انھوں نے اس کو بہت تھوڑا تصور کیا۔ انھوں نے آپس میں کہا:

''ہمارا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا مقابلہ؟ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے پچھلے سارے گناہ بخش دیے ہیں۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا: ''میں ہمیشہ ساری رات نماز پڑھوں گا۔ دوسرے نے کہا: ''میں زندگی بھر روزہ رکھوں گا، کبھی روزہ نہیں چھوڑوں گا۔'' تیسرے نے کہا:

«أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَآءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَداً»

''میں عورتوں سے الگ رہوں گا اور کبھی شادی نہیں کروں گا۔''

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور ان سے فرمایا:

''کیا تم لوگوں نے ایسی باتیں کی ہیں؟ اللہ کی قسم! میں، تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا اور اس کا تقویٰ رکھنے والا ہوں، لیکن میں روزہ رکھتا بھی ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں۔ رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے شادی بیاہ بھی کرتا ہوں۔''

پھر فرمایا:

«فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي» [1]

''یاد رکھو! جو میری سنت اور طریقے سے منہ موڑے گا تو وہ مجھ سے نہیں ہے۔''

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٠٦٣) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٤٠١)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ثمراتِ نکاح:

شادی بیاہ کوئی محض نفسانی خواہش کی تسکین کا ذریعہ ہی نہیں۔ بلکہ اس کے کئی دنیوی اور اخروی ثمرات و برکات بھی ہیں۔ مثلاً:

① شادی میں نسلِ انسانی کی بقا ہے، جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ وَ اللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَ حَفَدَةً﴾ [النحل: ٧٢]

''اللہ نے تمھیں سے تمھارے جوڑے بنائے اور تمھارے ان جوڑوں سے بیٹے اور پوتے بنائے۔''

ایسی ہی بات سورۃ النساء کی پہلی آیت میں بھی فرمائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

«تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَلُودَ، فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ» [1]

''تم زیادہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچوں کو جنم دینے والی عورتوں سے شادی کرو، کیوں کہ دیگر امتوں کے مقابلے میں مجھے اپنی امت کی کثرتِ تعداد پر فخر ہوگا۔''

② شادی کی بدولت آدمی کی آنکھیں اور شرم گاہ محفوظ ہوجاتی ہیں، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے:

«يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ» [2]

---

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (٢٠٢٥) سنن النسائي، رقم الحديث (٣٢٢٧)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (١٩٠٥، ٥٠٦٦) و صحيح مسلم و سنن أبي داود و سنن الترمذي و سنن النسائي و سنن ابن ماجه، صحيح الجامع (٧٩٧٥)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''نوجوانو! تم میں سے جو طاقت رکھتا ہے، اس کو چاہیے کہ وہ شادی کرلے، کیونکہ یہ نظر کو جھکانے والی اور شرم گاہ کی حفاظت کرنے والی ہے۔''

لیکن جو شادی کی طاقت نہیں رکھتا، اسے چاہیے کہ وہ کثرت سے روزے رکھے، کیوں کہ یہ گناہ سے بچاؤ کے لیے ڈھال ہے۔

③ اس میں روحانی ونفسانی سکون ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَ جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً ﴾ [الروم:۲۱]

''اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ اس نے تمھاری ہی جنس سے تمھارے لیے جوڑے بنائے، تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور تمھارے درمیان محبت اور مہربانی ڈالی۔''

نیک بیوی کا انتخاب:

شادی کے مطلوبہ فوائد وثمرات اور فضائل و برکات کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ آدمی نیک بیوی کا انتخاب کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے نیک بیوی کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

① « خَيْرُ النِّسَاءِ الَّتِي تَسُرُّهُ إِذَا نَظَرَ، وَتُطِيعُهُ إِذَا أَمَرَ، وَلَا تُخَالِفُهُ فِي نَفْسِهَا وَمَالِهَا بِمَا يَكْرَهُ »[1]

② نیز سنن النسائی، مسند احمد اور مستدرک حاکم میں فرمایا ہے:

« إِنْ أَمَرَهَا أَطَاعَتْهُ، وَإِنْ نَظَرَ إِلَيْهَا سَرَّتْهُ، وَإِنْ أَقْسَمَ عَلَيْهَا

[1] سنن النسائي، رقم الحديث (۳۱۷۸) السلسلة الصحيحة (۱۸۳۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أَبَرَّتْهُ، وَإِنْ غَابَ عَنْهَا حَفِظَتْهُ فِي نَفْسِهَا وَ مَالِهِ»[1]

''بہترین عورت وہ ہے کہ شوہر اگر اس کی طرف دیکھتا ہے تو وہ اسے خوش کر دیتی ہے، اگر وہ اسے حکم دیتا ہے تو اس کی اطاعت کرتی ہے اور جب وہ غیر حاضر ہو تو اس کے مال کی بھی حفاظت کرتی ہے اور اپنی آبرو کی بھی اور اگر وہ اسے قسم دے دے تو وہ اس کی قسم کو سچا کر دکھاتی ہے۔''

۳ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

«اَلدُّنْيَا كُلُّهَا مَتَاعٌ، وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ»[2]

''دنیا ساری کی ساری سامانِ زندگی ہے اور اس متاعِ دنیا میں سب سے بہترین چیز نیک عورت ہے۔''

۴ ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

«تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ، لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ»[3]

''عورت سے چار چیزوں کی بنا پر شادی کی جاتی ہے: اس کے مال کی وجہ سے، حسب ونسب یا خاندان کی وجہ سے، حُسن اور دین کے سبب سے، تم دین والی کا انتخاب کرلو، تمھارے ہاتھ خاک آلود ہوں۔''

اس حدیثِ مبارک سے معلوم ہوا کہ کامیاب زندگی اسی شخص کی ہوگی، جس کے گھر میں دین دار بیوی آجائے اور وہی بچوں کی صحیح تربیت میں معاون ہوگی۔

---

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (۱٤۱۷) سنن ابن ماجه، رقم الحديث (۱۸٤٦)

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث (۲٦٦۸) مسند أحمد، صحيح الجامع، رقم الحديث (۳٤۱۳)

[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (۵۰۹۰) صحيح مسلم، رقم الحديث (۱٤٦٦)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیک بہو کا معیار:

والدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی اولاد کے لیے صابر و شاکر بیوی کا انتخاب کریں۔ اس سلسلے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سیرت ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے۔ حدیث نبوی میں ہے:

''حضرت اسماعیل علیہ السلام کی شادی کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے اہلِ خانہ کی خبر گیری کرنے کے لیے (مکہ مکرمہ) تشریف لائے تو انھوں نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو گھر میں نہ پایا۔ ان کی بیوی سے ان کے بارے میں دریافت کیا، پھر ان کی گزران اور حالات کے متعلق پوچھا تو بہو نے کہا: ہمارے حالات خراب ہیں اور تنگی کی زندگی گزار رہے ہیں، پھر اس نے ان کے سامنے اپنے بُرے حالات کا شکوہ کیا۔ آپ نے فرمایا: ''جب تمھارے شوہر آئیں تو انھیں میرا سلام کہنا اور یہ پیغام بھی دینا:

«غَیِّرْ عَتَبَةَ بَابِكَ» ''اپنے گھر کی دہلیز کو بدل دیں۔''

''جب حضرت اسماعیل علیہ السلام تشریف لائے تو انھیں اپنی عدم موجودگی میں کسی کے آنے کا احساس ہوا۔ انھوں نے اپنی بیوی سے دریافت کیا: ''کیا تمھارے ہاں کوئی آیا تھا؟'' اس نے جواب دیا: ''ہاں! اس شکل وصورت کے بزرگ آئے تھے۔ انھوں نے آپ کے متعلق مجھ سے دریافت کیا تو میں نے انھیں بتلا دیا۔ پھر انھوں نے ہماری گزران سے متعلق دریافت کیا تو میں نے انھیں بتلایا کہ ہم مشکل حالات کا شکار ہیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے پوچھا: ''کیا انھوں نے تمھیں کسی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بات کی تاکید کی؟'' اس نے کہا: ''جی ہاں! انھوں نے آپ کو سلام پہنچانے کے لیے کہا اور آپ کے لیے یہ پیغام چھوڑا ہے کہ ''دروازے کی دہلیز کو تبدیل کر دیں۔'' انھوں نے کہا: ''وہ تشریف لانے والے میرے والدِ محترم تھے اور انھوں نے مجھے تم کو جدا کر دینے کا حکم دیا ہے، اس لیے تم اپنے اہلِ خانہ کے پاس چلی جاؤ۔''

''حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اس عورت کو طلاق دے دی اور اہلِ مکہ میں سے ایک عورت سے شادی کر لی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کچھ عرصہ مشیتِ الٰہی کے مطابق رُکے رہے، پھر ان کے پاس تشریف لائے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کو نہ پایا۔ ان کی بیوی کے پاس آئے اور ان سے متعلق دریافت کیا، پھر بہو سے ان کی گزران سے متعلق پوچھا تو اس نے کہا: ہم خیریت اور خوش حالی میں ہیں اور اس نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سوال کیا: ''تمھاری خوراک کیا ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''گوشت'' انھوں نے پوچھا: ''کیا پیتے ہو؟'' اس نے جواب دیا: ''پانی'' انھوں نے کہا: اے اللہ! ان کے لیے گوشت اور پانی میں برکت عطا فرما'' پھر فرمایا: ''جب تمھارے شوہر آجائیں تو انھیں میرا سلام کہنا اور میرا یہ حکم انھیں سنانا: «أَنْ يُّثَبِّتَ عَتَبَةَ بَابِهِ» ''وہ اپنے دروازے کی دہلیز کو پختہ کریں۔''

''جب حضرت اسماعیل علیہ السلام واپس گھر تشریف لائے تو انھوں نے دریافت کیا: ''کیا تمھارے ہاں کوئی آیا تھا؟'' اس نے جواب دیا: ''جی ہاں! ایک خوبرو بزرگ تشریف لائے تھے... اس عورت نے ان کی تعریف کی... انھوں نے آپ سے متعلق مجھ سے دریافت کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تو میں نے انھیں بتلایا۔ پھر انھوں نے ہماری گزران کے متعلق دریافت کیا تو میں نے انھیں بتلایا کہ ہم بخیر ہیں۔'' انھوں نے کہا: ''کیا انھوں نے تجھے کسی بات کی وصیت فرمائی؟'' اس نے کہا: ''جی ہاں، انھوں نے آپ کو سلام کہا اور اپنے دروازے کی دہلیز کو مضبوط کرنے کا حکم دیا'' انھوں نے کہا: '' تیرے پاس تشریف لانے والے میرے والد تھے اور تو دہلیز ہے، انھوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمھیں سدا اپنے ساتھ رکھوں۔''

کاش! والدین اپنے بچوں کی شادی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس معیار کو اپناتے، لیکن افسوس مال و دولت کی حرص نے اکثر والدین کی آنکھوں پر پردہ ڈال رکھا ہے۔ ان کا معیارِ پسندیدگی حسن و جمال، حسب ونسب اور مال و دولت ہی رہ گیا ہے۔

شریف خاندان کی کنواری لڑکی سے شادی کرنا:

لڑکی اگر شریف گھرانے سے ہوگی تو اس سے امید کی جاسکتی ہے کہ وہ زندگی کے ہر معاملے میں اپنے شریفانہ کردار کو باقی رکھے گی۔

① اِسی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلنَّاسُ مَعَادِنُ فِي الْخَيرِ وَالشَّرِّ، خِيَارُهُم فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُم فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوا»[1]

''لوگ بھلائی اور برائی کی معدن (کان) ہیں، ان میں سے زمانہ جاہلیت میں جو اچھے تھے، وہ زمانہ اسلام میں بھی اچھے ہوں گے، اگر وہ دین کو سمجھ گئے۔''

[1] صحيح البخاري و صحيح مسلم، صحيح الجامع الصغير (٦٧٩٦)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ بد اصل عورت سے شادی کرنے سے بچا جائے، اگر چہ وہ حسن و جمال میں دوسروں سے بہت آگے ہو۔

② چنانچہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''تم کُوڑے کی سبزی سے بچو۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کُوڑے کی سبزی سے بچنا کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْمَرْأَةُ الْحَسْنَاءُ فِي الْمَنْبَتِ السُّوْءِ»[1]

''حسین عورت جو بد اصل ہو۔''

③ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ بیٹے کا باپ پر کیا حق ہے؟

آپ نے فرمایا:

''أَنْ يَّنْتَقِي أُمَّهُ، وَيُحْسِنَ اسْمَهُ، وَيُعَلِّمَهُ الْقُرْآنَ''[2]

''اس کے لیے پاکیزہ ماں کا انتخاب کرے، اس کا نام اچھا رکھے اور اسے قرآن مجید سکھائے۔''

④ حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی نے اپنے لڑکوں کو نصیحت کرتے ہوئے کہا:

''میرے بچو! شادی کرنے والا پودا بونے والے کی طرح ہے، ہر شخص غور کرے کہ وہ اپنا بیج کہاں بو رہا ہے؟ کیونکہ بد اصل عورت سے شریف اولاد کم ہی پیدا ہوتی ہے، اسی لیے تم اچھی عورت تلاش کرو، اگرچہ اس میں دیر ہی کیوں نہ لگے۔''[3]

---

[1] مسند الشهاب، رقم الحديث (٩٦٢) و مسند الفردوس للديلمي.

[2] تربية الأولاد في الإسلام للشيخ عبد الله ناصح علوان (١٣٧)

[3] تربية الأولاد في الإسلام (ص: ٤٣)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کنواری لڑکیوں سے شادی کرنا:

مطلقہ اور بیوہ عورت سے بھی نکاح کیا جا سکتا ہے، بلکہ یہ سنتِ رسول ﷺ ہے، تاہم نبی اکرم ﷺ نے کنواری لڑکی سے شادی کرنے کی ترغیب دلائی اور کنواری لڑکیوں سے شادی کے کئی فوائد بھی گنوائے ہیں، چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

«عَلَيْكُمْ بِالْأَبْكَارِ، فَإِنَّهُنَّ أَعْذَبُ أَفْوَاهاً، وَأَنْتَقُ أَرْحَاماً، وَأَقَلُّ خَبًّا، وَ أَرْضٰى بِالْيَسِيرِ» [1]

''تم کنواری لڑکیوں ہی سے شادی کرو، اس لیے کہ ان کا منہ نہایت شیریں، ان کا رحم کثرتِ اولاد کے لائق، وہ بہت کم مکر و فریب کرنے والی اور تھوڑے سے (اخراجات وغیرہ) پر خوش ہو جانے والی ہوتی ہیں۔''

سہاگ رات کے آداب:

سہاگ رات ہر نو بیاہے مرد اور عورت کے لیے زندگی کی ایک اہم اور انمول گھڑی ہے، اسلام نے اس کے بھی چند آداب سکھلائے ہیں، مثلاً:

1 جب دُلہا دُلھن کے پاس آئے تو اس کی پیشانی پکڑ کر اللہ کا نام لے، یعنی ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ کہے اور یہ دعا پڑھے:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا، وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ» [2]

''اے اللہ! میں تجھ سے اس کی بھلائی مانگتا ہوں اور اس بھلائی کا

---

[1] صحيح الجامع، رقم الحديث (٤٠٥٣) السلسلة الصحيحة، رقم الحديث (٦٢٤)

[2] صحيح البخاري، سنن أبي داود (٢/ ٢٤٨) سنن ابن ماجه (١/ ٦١٧)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مطالبہ کرتا ہوں جس پر تو نے اس کو پیدا کیا ہے (یعنی جو اس کی فطرت میں داخل ہے) اے اللہ! میں اس کے شر سے اور جس شر پر تو نے اسے پیدا کیا ہے، اس سے تیری حفاظت طلب کرتا ہوں۔"

۲ ہو سکے تو دُلھا دُلھن دونوں ایک ساتھ مل کر دو رکعت نماز پڑھیں، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ایسا شخص آیا، جس نے ایک کنواری لڑکی سے شادی کی تھی اور اسے خدشہ تھا کہ لڑکی اس سے بغض رکھے گی، آپ نے اسے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: جب تو اس کے پاس جانا تو اسے دو رکعت نماز پڑھنے کے لیے کہنا، پھر یہ دعا پڑھنا:

«اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْ أَهْلِيْ وَ بَارِكْ لَهُمْ فِيَّ، اَللّٰهُمَّ اجْمَعْ بَيْنَنَا مَا جَمَعْتَ بِخَيْرٍ، وَفَرِّقْ بَيْنَنَا إِذَا فَرَّقْتَ بِخَيْرٍ»[1]

"یا اللہ! میرے اہل و عیال میں برکت عطا فرما اور ان کے لیے میرے اندر برکت فرما۔ جب تک ہمیں یکجا رکھ تو خیر اور بھلائی کے ساتھ اکٹھا رکھ اور جب ہمیں علاحدہ کرنا تو خیر اور بھلائی سے علاحدہ فرما۔"

۳ جب شوہر اپنی رفیقہ حیات کے پاس ہم بستری کے لیے جائے تو یہ دعا پڑھے:

«بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا»[2]

"اللہ کے نام سے، اے اللہ! ہم دونوں کو شیطان سے محفوظ فرما اور جو اولاد ہمیں دے، اس کو بھی شیطان سے محفوظ رکھ۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اس دعا کو پڑھ لینے کے بعد اگر اللہ تعالیٰ نے انھیں اولاد عطا

[1] المعجم الكبير للطبراني (٩/ ٢٠٤)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (١٤١) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٤٣٤)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فرمائی تو وہ شیطانی اثرات سے پاک ہوگی۔“

ان آداب کو بھلا کر اس اہم رات کو کچھ لوگ اپنی عیاشی کا یادگار دن قرار دینے کے لیے فسق و فجور، گانا وموسیقی اور شراب کے نشے میں دُھت ہو کر حجلہ عروسی میں قدم رکھتے ہیں، شاید ایسے ہی لوگوں کے لیے شاعر نے کہا ہے ؎

خشتِ اول چوں نہد معمار کج
تا ثریّا می رود دیوار کج

جب معمار پہلی ہی اینٹ ٹیڑھی رکھتا ہے تو ثریّا تک بھی اگر دیوار چلی جائے تو وہ ٹیڑھی ہی ہوگی۔

طلبِ اولاد کی دعائیں:

اولاد انسان کی آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہوتی ہے۔ ہر مومن و مسلمان نیک اولاد کے لیے دعائیں کرتا رہتا ہے، جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام نے یہ دعا فرمائی:

﴿رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ [الصافات: ۱۰۰]

”اے میرے رب! مجھے نیک اولاد عطا کر۔“

حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی بانجھ تھیں اور وہ خود بھی بڑھاپے کو پہنچ چکے تھے، ان کی اولاد نہیں تھی۔ وہ حضرت مریم علیہا السلام کی کفالت کرتے تھے۔ جب وہ ان سے ملنے گئے تو دیکھا کہ ان کے پاس بے موسم کا پھل پڑا ہے:

﴿قَالَ أَنّٰى لَكِ هٰذَا﴾ پوچھا: (مریم!) یہ کہاں سے آیا ہے؟“

﴿قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ﴾ ”انھوں نے عرض کی: اللہ کی طرف سے۔“ سوچا کہ مریم کو اللہ نے بے موسم کا پھل بھیجا ہے تو اُس قادرِ مطلق کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لیے کیا ناممکن ہے؟ فوراً وہیں کھڑے کھڑے دعا کی:

﴿رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ﴾
[آل عمران: ۳۸]

''میرے پروردگار! مجھے اپنی جانب سے ایک پاکیزہ اولاد عطا فرما، بے شک تو دعائیں سننے والا ہے۔''

رحمتِ الٰہی جوش میں آئی، وہ ابھی وہیں کھڑے تھے کہ اللہ نے فرشتہ بھیج کر انھیں بیٹے کی بشارت دے دی۔ فرشتے نے آکر پیغام دیا:

﴿اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى﴾ [آل عمران: ۳۹]

''کہ اللہ تمھیں یحییٰ (نام کے بیٹے) کی بشارت دیتا ہے۔''

یہ بشارت سن کر عرض کی:

﴿ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّ قَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَ امْرَاَتِيْ عَاقِرٌ﴾ [آل عمران: ٤٠]

''مالک! میرا لڑکا کہاں سے ہوگا؟ بڑھاپے نے تو مجھ کو لے ڈالا اور میری عورت بانجھ ہے۔''

فرمایا:

﴿ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ﴾ [آل عمران: ٤٠]

''اللہ تعالیٰ اسی طرح جو چاہے سو کرتا ہے۔''

حضرت زکریا علیہ السلام نے بھی محسوس کیا کہ میں اکیلا ہوں، میرا اللہ کے سوا کوئی وارث یا صلبی اولاد نہیں تو یہ دعا کی:

﴿ وَ زَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

الْوٰرِثِیْنَ﴾ [الأنبیاء: ۸۹]

’’مالک میرے! مجھ کو (دنیا میں) اکیلا (بے اولاد) مت چھوڑ اور (یوں تو) تُو سب وارثوں سے بہتر ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَ وَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَ اَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ﴾ [الأنبیاء: ۹۰]

’’پھر ہم نے اس کی دعا قبول کر لی اور اس کو یحییٰ (فرزند) عنایت کیا اور اس کی بیوی کو بھلا چنگا کر دیا (ان کا بانجھ پن جاتا رہا یا ان کے اخلاق اچھے ہوگئے)۔‘‘

انبیا علیہم السلام کی ان دعاؤں اور ان کے پس منظر کو پڑھ کر دیکھیں کہ انھوں نے کس کس عمر اور کن کن طبی وطبعی حالات میں اللہ سے اولاد مانگی، پھر بھی اللہ نے انھیں اپنے دربار سے خالی دامن نہیں لوٹایا۔

اگر ساتھ ہی یہ دعا بھی مانگ لیا کریں تو بہتر ہے:

﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾ [الفرقان: ۷٤]

’’مالک ہمارے! ہم کو ایسی بیویاں اور اولاد عطا فرما، جن کی طرف سے (ہماری) آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ہم کو پرہیزگاروں کا سردار بنا۔‘‘

آج اولاد کے ہر خواہش مند مسلمان مرد و زن کو یہ دعائیں یاد کر کے ان کے ذریعے صرف اللہ تعالیٰ ہی سے اولاد طلب کرنی چاہیے، کیونکہ یہ صرف اُس کی صفت ہے اور وہی دیتا ہے۔ مزاروں، درباروں یا پیروں، فقیروں اور سرکاروں سے اولاد طلب کرنا، اللہ کی جناب میں گستاخی اور شرک

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ہے، جو کبیرہ گناہ ہے۔

انسان اپنے بچوں کو نماز و روزہ کا پابند اور سچا مسلمان بنانے کی خود مقدور بھر کوشش کرتا رہے اور اس کے لیے اللہ سے دعائیں بھی کرتا رہے، جیسے حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام نے دعا کی تھی:

﴿ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ﴾ [إبراهيم: ٤٠]

”مالک میرے مجھ کو نماز کا پابند کر دے اور میری اولاد میں سے بھی کچھ لوگوں کو، مالک ہمارے! اور میری عبادت قبول کر۔“

اولاد نیک ہو تو آنکھوں کی ٹھنڈک اور قلب ونظر کی تسکین و راحت کا سبب بنتی ہے۔ اولاد کی نیکیوں کا صلہ والدین کو دنیا میں نیک شہرت اور وفات کے بعد صدقہ جاریہ کی شکل میں ملتا رہتا ہے۔ لیکن اگر اولاد بگڑ جائے تو دل کے لیے ناسور بن جاتی ہے اور ان کی بد اعمالیاں والدین کے چین وسکون کو غارت کر دیتی اور کبھی ان کے لیے ندامت و رسوائی کا باعث بن جاتی ہیں، یہاں تک کہ قرآنِ کریم میں ایسے بچے کے لیے سفارش کرنے سے منع کرتے ہوئے حضرت نوح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنِّيْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ﴾ [هود: ٤٦]

”اے نوح! وہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں ہے، اس کے گن اچھے نہیں تو جو بات تجھے معلوم نہیں (جس کی حقیقت تو نہیں جانتا) وہ مجھ سے مت مانگ، میں تجھے نادانوں میں شریک ہونے سے ڈراتا ہوں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ایسی اولا کو دشمن قرار دیتے ہوئے ان سے چوکنا رہنے کی ہدایت کی ہے، چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ﴾ [التغابن: ١٤]

”اے ایمان والو! تمھاری بیویوں اور تمھاری اولاد میں سے بعض تمھارے دشمن ہیں، ان سے چوکنا رہو۔“

ایک اور مقام پر اولاد کو آزمایش قرار دیا ہے:

﴿ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَّ اَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴾ [الأنفال: ٢٨]

”اور یہ جان لو کہ تمھارے مال اور اولاد یہی تمھاری آزمایش ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پاس تم کو بڑا ثواب ملنے والا ہے۔“

بچے والدین کے لیے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ امانت ہوتے ہیں اور یہ فطرتِ سلیمہ پر پیدا ہوتے ہیں۔ انھیں مومن یا کافر اور نیکوکار یا بدکار بنانے میں سب سے بڑا کردار والدین کا ہوتا ہے، اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ إِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ »[1]

”ہر بچہ فطرتِ (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔“

اس حدیث میں بچوں کو ایسا کورا کاغذ بتایا گیا ہے، جس پر جو نقش ڈالا

[1] سنن أبي داود، صحيح الجامع، رقم الحديث (٥٧٨٤)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

جائے، وہ ثبت ہوجاتا ہے۔ اب یہ والدین کی ذمے داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کی تربیت کے لیے کون سا رُخ اختیار کرتے ہیں؟ ان کی صحیح اسلامی تربیت کی جائے تو پھر ان سے یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ اپنے رب کے ساتھ ساتھ اپنے والدین کے بھی فرماں بردار ہوں گے۔

تربیت کا مفہوم عام لوگوں نے صرف یہی سمجھ رکھا ہے کہ بچوں کی جسمانی تن درستی کی طرف توجہ دی جائے، انھیں اچھی غذا اور اعلیٰ رہائش مہیا کی جائے اور انھیں اعلیٰ عصری تعلیم کے زیور سے مزین کیا جائے، جبکہ اس کا نتیجہ اکثر وہ نہیں نکلتا جو نکلنا چاہیے، بلکہ کثرت سے اولاد اپنے والدین کی جانب بے پروائی نافرمانی اور بدسلوکی کا شکار ہوجاتے ہیں اور یہ ایک تکلیف دہ صورتِ حال ہوجاتی ہے۔ بعض والدین اپنی تمام تر قربانیوں کے باوجود اپنی اولاد کی صحیح اسلامی و اخلاقی تربیت کے معاملے میں ڈھیل سے کام لیتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ اپنے والدین کو نظر انداز ہی کر دیتے ہیں۔

یہ مکروہ نتائج ہمیں اپنی اولاد کی صحیح اسلامی اور اخلاقی تربیت کے معاملے میں کوتاہی کی وجہ سے دیکھنے پڑتے ہیں۔

اولاد کی تربیت پیدائش سے پہلے شروع کرنا:

ہوسکتا ہے کہ یہ عنوان بعض لوگوں کے لیے انوکھا ہو کہ اولاد کی تربیت ان کی پیدائش سے پہلے کیسے ممکن ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ شادی کے بعد ہی سے اللہ تعالیٰ سے نیک اولاد کے لیے دعائیں مانگے، کیوں کہ اللہ کے نیک بندوں کا یہی طریقہ رہا ہے، جیسا کہ سابقہ سطور میں بعض دعائیں ذکر کی جاچکی ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رب العالمین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے گڑگڑا کر یہ دعا مانگی تھی:

﴿ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ [الصافات: ١٠٠]

''اے میرے رب! مجھے نیک اولاد عطا کر۔''

اس دعا کے نتیجے میں رب العالمین نے انھیں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی شکل میں ایسا فرماں بردار لڑکا عطا فرمایا، جو بچپن ہی میں تمام آدابِ فرزندی سمجھنے لگے تھے ؎

یہ فیضانِ نظر تھا یا مکتب کی کرامت تھی
سکھلائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندی

حضرت زکریا علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی:

﴿ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ﴾ [آل عمران: ٣٨]

''مالک میرے! مجھ کو بھی اپنی درگاہ سے (نیک اور) پاکیزہ اولاد عنایت کر (جیسے تو نے مریم کو اپنے ہاں سے رزق پہنچایا) بے شک تو دعا سنتا اور قبول کرتا ہے۔''

انھیں اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام جیسے نیک فرزندِ ارجمند سے نوازا، جن کا اللہ تعالیٰ نے خود ہی نام رکھا اور ان کے بارے میں فرمایا:

﴿ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨ اسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا﴾ [مریم: ٧]

''اے زکریا! ہم تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں، اس کا نام یحییٰ ہوگا، یہ نام ہم نے اس سے پہلے کسی کا نہیں رکھا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ ماجدہ حضرت حنہ علیہا السلام جب حاملہ ہوئیں تو انھوں نے اسی وقت سے نذر مانی کہ وہ ہونے والی اپنی اولاد کواللہ کے نام پر بیت المقدس کی خدمت کے لیے وقف کر دیں گی۔قرآن مجید کا بیان ہے:

﴿ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَاۤ اُنْثٰی وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَ لَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰی وَ اِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَ اِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَ ذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّ اَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِیَّا كُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا زَكَرِیَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰی لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِیَّا رَبَّهٗ قَالَ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ﴾

[آل عمران: ۳۵ تا ۳۸]

”جب عمران کی عورت نے کہا: اے میرے پروردگار! میں اس بچے کو جو میرے پیٹ میں ہے، تیری نذر کرتی ہوں، وہ تیرے ہی کام کے لیے وقف ہوگا، میری اس نذر کو قبول فرما، تو سننے والا اور جاننے والا ہے۔ جب انھوں نے اس بچی کو جنم دیا تو کہا: پروردگار! میں نے تو لڑکی کو جنم دیا ہے، حالانکہ اللہ کو اس کی خوب خبر تھی کہ جس کو اس نے جنم دیا تھا اور لڑکا لڑکی کی طرح نہیں ہوتا، میں نے اس کا

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

نام مریم رکھ دیا ہے اور میں اسے اور اس کی نسل کو شیطانِ مردود سے تیری حفاظت میں دیتی ہوں، پھر قبول کر لیا اس کو اس کے رب نے اور اچھی طرح اس کی پرورش کی اور زکریا کو اس کا سرپرست بنا دیا۔ جب کبھی زکریا اس کے پاس جاتے تو وہاں کھانے پینے کا سامان پاتے، پوچھتے: ''اے مریم! یہ تمھارے پاس کہاں سے آیا؟'' وہ جواب دیتیں: ''یہ اللہ کے پاس سے آیا ہے اور اللہ جسے چاہتا ہے، بے حساب رزق دیتا ہے۔'' (یہ حال دیکھ کر) وہیں زکریا (علیہ السلام) نے اپنے رب کو پکارا، کہا: ''اے میرے رب! مجھے تو اپنی جانب سے نیک اولاد عطا فرما، کیوں کہ تو ہی دعائیں سننے والا ہے۔''

ان آیات سے ہمیں مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

① اولاد جب ماں کے پیٹ میں ہو، اسی وقت سے اس کے لیے نیک تمنائیں رکھنا چاہیے۔

② ماں بھی بچے یا بچی کا نام رکھ سکتی ہے، جیسا کہ حضرت حنہ نے اپنی بچی کا نام مریم رکھا، یہ صرف باپ ہی کا حق نہیں، جیسا کہ ہمارے معاشرے میں معروف ہے۔

اولاد اور ان سے ہونے والی اولاد کے لیے دعائیں، ان کی پیدائش کے وقت ہی سے کرنا مستحب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اس کی بڑی تاثیر ہوگی، جیسا کہ حضرت حنہ علیہا السلام نے اپنی بیٹی حضرت مریم علیہا السلام کی پیدائش کے فوراً بعد ان کے لیے بھی اور ان سے ہونے والی اولاد کے لیے بھی اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم اور ان کے فرزند حضرت عیسیٰ علیہما السلام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کو شیطان کے چھونے سے محفوظ رکھا، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ اِلَّا نَخَسَهُ الشَّیْطَانُ فَیَسْتَهِلُّ صَارِخاً مِّنْ نَخْسَةِ الشَّیْطَانِ إِلَّا ابْنَ مَرْیَمَ وَأُمَّهٗ»[1]

''جب کبھی کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان اسے کچوکا لگاتا ہے، جس کی وجہ سے وہ چیخیں مار کر روتا ہے، سوائے عیسیٰ بن مریم اور ان کی ماں حضرت مریم علیہا السلام کے۔''

اللہ تعالیٰ نے ان کی اس نیک نذر کو، بچی ہونے کے باوجود قبول کرلیا، بلکہ اس بچی کو اس شان کا حامل بنایا کہ وہ دنیا کی کامل ترین عورتوں میں سے ایک بن گئیں۔ جیسا کہ بخاری شریف و مسلم وغیرہ میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«کَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ کَثِیْرٌ، وَلَمْ یَکْمُلْ مِنَ النِّسَآءِ إِلَّا آسِیَةَ زَوْجَةَ فِرْعَوْنَ وَمَرْیَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ، وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلٰی سَائِرِ النِّسَآءِ کَفَضْلِ الثَّرِیْدِ عَلٰی سَائِرِ الطَّعَامِ»[2]

''مردوں میں بہت سے کامل گزرے ہیں، لیکن عورتوں میں سوائے فرعون کی بیوی حضرت آسیہ علیہا السلام اور عمران کی بیٹی حضرت مریم علیہا السلام کے اور کوئی کاملہ نہیں گزری، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہی ہے، جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اس بچی کو بہترین طریقے پر پروان چڑھایا اور اس کو چھ سال میں وہ عقل اور سمجھ بوجھ عطا کی، جو ساٹھ سال کے انسان کو ہوتی ہے۔

---

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (٢٣٦٦)

[2] صحیح البخاري، مختصر صحیح مسلم، رقم الحدیث (١٦٦٧)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

یہ بچی بچپن ہی سے اپنے پروردگار کی عبادت میں مشغول ہوگئی، اس پر اللہ کی عنایتوں کا عالم یہ تھا کہ یہ بچی زمین پر سجدے کرتی تو عرش والا اس کے کھانے کے لیے جنت سے میوے بھیجا کرتا تھا اور وہ پھل بھی بے موسم ہوتے، گرمیوں کے پھل سردیوں میں آتے اور سردیوں کے گرمیوں میں۔

جب حضرت زکریا علیہ السلام نے، جو حضرت مریم کے خالو لگتے تھے، پوچھا کہ ''بیٹی! تمھارے پاس یہ کھانے پینے کی چیزیں کہاں سے آتی ہیں؟'' تو معصوم بچی نے جواب دیا کہ ''خالو جان! یہ رزق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اللہ جسے چاہتا ہے، بے حساب رزق دیتا ہے۔''

حضرت مریم علیہا السلام کی اس بات نے حضرت زکریا علیہ السلام کے دل میں یہ بات ڈالی کہ جو اللہ بے موسم پھل دے سکتا ہے تو وہ بے موسم اولاد کیوں نہیں دے سکتا؟ اگرچہ میرا اولاد پیدا کرنے کا موسم ختم ہو چکا اور میں بڑھاپے کے انتہائی دور کو پہنچ چکا ہوں اور میری بیوی بانجھ بھی ہے۔ تاہم انھوں نے رب العالمین سے اولاد کے لیے فریاد کی اور فرمایا:

﴿ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَ اشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّ لَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ﴾ [مريم: ٤]

''میرے رب! میری ہڈیاں تک کمزور ہوچکی ہیں اور سر بڑھاپے سے بھڑک اٹھا ہے، لیکن کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں تجھ سے دعا مانگ کرنا مراد رہا۔''

اللہ تعالیٰ نے ان کی فریاد قبول فرمائی اور ایک لڑکے کی خوش خبری عطا فرمائی۔ اس کا نام بھی خود ہی یحییٰ (علیہ السلام) تجویز کیا اور اس نام کی یہ خصوصیت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

بتلائی کہ اس نام کا کوئی بچہ ان سے پہلے دنیا میں نہیں گزرا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اولاد صرف اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے۔ یہی بات سورت شوریٰ (آیت: ۴۹، ۵۰) میں بھی واضح طور پر آئی ہے۔ لیکن افسوس کتنے ایسے مسلمان ہیں، جو غیر اللہ سے اولاد طلب کرتے ہیں اور قبر پرستی، اولیا پرستی اور شرک جیسے کبیرہ گناہ میں مبتلا ہو کر اپنی عاقبت کا بیڑہ غرق کر لیتے ہیں۔

لڑکی کی پیدائش پر افسوس کرنا:

عموماً انسانوں نے ہمیشہ صنفِ نازک پر ظلم کیا ہے۔ یہودیوں نے عورت کو گناہ کی ماں، بدی کی جڑ اور انسانیت کے ماتھے پر ایک کلنک قرار دیا تو عیسائیوں نے اسے انسان تسلیم کرنے سے بھی انکار کر دیا اور عورت کو انسان نما ایک چڑیل قرار دیا۔ ہندومت میں لڑکی کی پیدائش کو منحوس سمجھا جاتا ہے۔ شادی کے بعد بدقسمتی سے اگر اس کا شوہر انتقال کر جاتا ہے تو اسے دو راہوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ ہی باقی نہ رہ جاتا:

1. وہ اپنے لیے موت سے بدتر زندگی کا انتخاب کر لے۔
2. شوہر کی چتا (آگ کے ڈھیر) ہی میں زندہ جل کر راکھ کا ڈھیر ہو جائے۔

عربوں میں بچی کی پیدائش کو ذلت سمجھا جاتا اور جس کے گھر لڑکی پیدا ہوتی وہ لوگوں سے نظریں بچاتا پھرتا، جیسا کہ سورۃ النحل (آیت: ۵۸، ۵۹) سے پتا چلتا ہے۔ علاوہ ازیں نومولود بچیوں کو زندہ زمین میں دفن کر دیا جاتا جیسا کہ سورت تکویر (آیت: ۸، ۹) سے پتا چل رہا ہے۔

ایسے زمانے اور ایسے ماحول میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے پیغمبر جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث کیا۔ آپ ﷺ نے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بچیوں کو پالنے پوسنے اور ان کی اچھی تربیت پر جنت کی خوش خبری بیان فرمائی:

«مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتَّىٰ تَبْلُغَا، جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ كَهَاتَيْنِ وَضَمَّ أَصَابِعَهُ»[1]

”جس نے دو بچیوں کی ان کے بالغ ہونے تک پرورش کی، وہ قیامت کے دن (جنت میں) اس حال میں آئے گا کہ میں اس کے ساتھ ان دونوں انگلیوں کی طرح ہوں گا۔“

نیز فرمایا:

«مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هَذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْراً مِّنَ النَّارِ»[2]

”جو شخص ان بچیوں کے ذریعے مصائب سے آزمایا جائے اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو یہ بچیاں اس کے لیے دوزخ سے آڑ بن جائیں گی۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ایک مسکین عورت اپنی دو بچیوں کے ساتھ میرے گھر آئی تو میں نے اسے کھانے کے لیے تین کھجوریں دیں۔ اس نے اپنی دونوں بچیوں کو ایک ایک کھجور دی اور ایک کھجور خود کھانے کے لیے اپنے منہ تک لے گئی، لیکن اسی وقت اس کی دونوں بچیوں نے وہ کھجور بھی اس سے مانگ لی، اس نے اپنے حصے کی کھجور کے دو ٹکڑے کیے اور دونوں میں بانٹ دیے۔ مجھے اس کا یہ کام پسند آیا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ماجرا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[1] صحيح مسلم و سنن الترمذي صحيح الجامع، رقم الحديث (٦٣٩١)

[2] مختصر صحيح مسلم، رقم الحديث (١٧٦٠) صحيح الجامع، رقم الحديث (٥٩٣٢)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

«إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَوْجَبَ لَهَا بِهَا الْجَنَّةَ وَأَعْتَقَهَا بِهَا مِنَ النَّارِ»[1]

''اللہ تعالیٰ نے اس کے اس کام کی وجہ سے اس کے لیے جنت واجب کر دی اور اسے جہنم سے آزاد کر دیا۔''

بچیوں سے آپ ﷺ کی محبت کا عالم یہ تھا کہ مسند احمد کی روایت ہے:

«كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا رَجَعَ مِنْ غَزَاةٍ أَوْ سَفَرٍ أَتٰى الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ ثَنّٰى بِفَاطِمَةَ»[2]

''رسول اللہ ﷺ جب بھی کسی غزوے یا سفر سے لوٹتے تو سب سے پہلے مسجد میں آتے اور اس میں دو رکعت ادا فرماتے، پھر اپنی لختِ جگر نورِ نظر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے جاتے۔''

ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ فَاطِمَةَ بُضْعَةٌ مِنِّيْ يُرِيْبُنِيْ مَا أَرَابَهَا وَيُؤْذِيْنِيْ مَا آذَاهَا»[3]

''فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ جو چیز اُسے شک میں ڈالتی ہے، وہ مجھے بھی مشکوک لگتی ہے اور جو چیز اُسے تکلیف پہنچاتی ہے، وہ میرے لیے بھی اذیت ناک ہے۔''

نبی اکرم ﷺ کا تو بیٹی سے اتنا پیار تھا، لیکن افسوس! ہمارے معاشرے میں بھی بیٹوں اور بیٹیوں میں تفریق اور بچوں کو بچیوں پر ترجیح دینے کی وہی جہالتِ کبریٰ موجود ہے، جو کبھی عربوں میں تھی۔ کتنے لوگ ایسے ہیں کہ بیٹے کی پیدایش پر تو لڈو بانٹتے پھرتے ہیں، لیکن لڑکی کی پیدایش پر ان کا منہ لٹک جاتا

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٦٣٠)

[2] المستدرك على الصحيحين، رقم الحديث (٤٧٩٠)

[3] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٤٤٩)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہے، بیویوں سے روٹھ جاتے ہیں، نہ صرف روٹھتے ہیں، بلکہ کئی ایسے ہیں، جنھوں نے لڑکیوں کی پیدایش پر اپنی بیویوں کو طلاق دے دی۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں وہ ہیں، جنھوں نے حالتِ حمل میں اپنی بیویوں کی طبّی جانچ پڑتال (CHECK UP) کروائی اور جب انھیں یہ پتا چلا کہ آنے والا مہمان لڑکا نہیں بلکہ لڑکی ہے تو انھوں نے اپنی قساوتِ قلبی سے حمل ساقط کروا دیا۔ کثرت سے ایسے واقعات میں تو اَن گنت عورتوں کی قیمتی جانیں بھی ضائع ہوگئیں۔ ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ بچہ ہو یا بچی، ہر ایک کو اللہ کی امانت اور اس کا تحفہ سمجھتے ہوئے قبول کرلے، کیونکہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ﴾ [الشورىٰ: ٤٩، ٥٠]

''وہ جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جسے چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے اور جسے چاہے لڑکے، جسے چاہتا ہے لڑکے لڑکیاں ملا جلا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے۔''

نومولود کے کان میں اذان کہنا:

بچے کی ولادت کے بعد سب سے پہلا یہ کام کیا جائے کہ کسی نیک، دین دار شخص سے دائیں کان میں اذان کہلوائی جائے، کیونکہ ایک حدیث جس کی صحت وضعف میں اختلاف ہے، میں یہ بات وارد ہوئی ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اس پر عمل ثابت ہے۔[1]

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (٥١٠٥) سنن الترمذي، رقم الحديث (١٥١٤) مسند أحمد (٦/ ٣٩١) السلسلة الضعيفة للألباني (١/ ٤٣٩)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس اذان کی اصل حکمت تو اللہ ہی جانتا ہے، تاہم بعض اہلِ علم نے لکھا ہے کہ نومولود کے کان میں اذان کہی جائے، تاکہ دنیا میں آنے کے بعد بچے کے کان میں سب سے پہلے رب العالمین کا نام اور کلمہ شہادت «أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَد رَّسُوْلُ اللّٰه» کی صدا گونجے، اس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کی دعوت اور عقیدہ توحید کا اہتمام ہے، یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ شیطان اذان کے کلمات سن کر بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔[1]

آج تک معروف و مروج تو یہ ہے کہ دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہی جاتی ہے، لیکن وہ حدیث جس میں اقامت کا ذکر ہے، اسے نہ صرف ضعیف بلکہ من گھڑت قرار دیا گیا ہے۔[2]

لہٰذا صرف اذان ہی پر کفایت کرنا چاہیے۔ اس عمل کے بارے میں صرف حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کا ایک اثر صحیح سند سے ثابت ہے، جو مصنف عبد الرزاق (۴/ ۳۳۶) میں آیا ہے۔[3]

تحنیک:

تحنیک (گھُٹی) کا مطلب کھجور کو اچھی طرح چبا کر بچے کے منہ میں ڈالنا اور ہونٹوں پر رگڑنا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ کسی نیک اور بزرگ شخصیت کے پاس بچے کو لے جایا جائے، اس کے ذریعے تحنیک اور برکت کی دعا کرائی

---

[1] تحفة المولود لابن القيم (ص: ۲۱، ۲۲)

[2] دیکھیں: مسند أبي يعلىٰ (٦/ ٣٢) عمل اليوم و الليلة ابن السني (ص: ٦١٧) شعب الإيمان للبيهقي (٦، ٣٩٠) إرواء الغليل (٦/ ٦٥١)

[3] نیز دیکھیں: ”بذل المجهود فيما ورد من الأذان و الإقامة في أذن المولود“ للشيخ باسم طاهر عناية، الخبر. سعودي عرب

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

جائے اور نام رکھوایا جائے، اگر کھجور نہ ملے تو کسی بھی میٹھی چیز سے تحنیک کرائی جاسکتی ہے۔حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میرے ہاں لڑکا ہوا تو میں اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور کھجور سے اس کی تحنیک کی اور اس کے لیے برکت کی دعا کی، پھر میرے حوالے کیا۔''[1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''مجھے حضرت ابوطلحہ نے کہا: تم میرے اس (نومولود) بچے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤ۔ساتھ ہی کچھ کھجوریں بھی بھیج دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس بچے کے ساتھ کچھ لائے ہو؟'' لوگوں نے کہا: کھجوریں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور چبا کر اپنے منہ سے نکالی اور بچے کی تحنیک کی اور اس بچے کا نام عبداللہ رکھا۔''[2]

عقیقہ:

شرعی اصطلاح میں نومولود کی جانب سے اس کی پیدائش کے ساتویں دن جو بکرا یا بکری ذبح کی جائے، اسے عقیقہ کہتے ہیں۔ یہ مسنون ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے صحیح اور متواتر روایات سے ثابت ہے۔

1 «مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَةٌ، فَأَهْرِيقُوا عَنْهُ دَماً، وَأَمِيطُوا عَنْهُ الْأَذىٰ»[3]

''لڑکے کے لیے عقیقہ ہے، اس کی جانب سے تم خون بہاؤ اور اس سے آلائش (سر کے بالوں) کو دور کرو۔''

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٤٦٧) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٤٥)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥١٦٩) صحيح مسلم، رقم الحديث (٣٩٧٥)

[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥١٧٠)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٢ «كُلُّ غُلَامٍ رَهِينَةٌ بِعَقِيقَتِهِ، تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ سَابِعِهِ، وَيُسَمَّىٰ فِيهِ، وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ»[1]

''ہر بچہ اپنا عقیقہ ہونے تک گروی ہوتا ہے، اس کی جانب سے ساتویں دن جانور ذبح کیا جائے گا، اسی دن اس کا نام رکھا جائے اور سر منڈوایا جائے گا۔''

٣ «عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ»[2]

''لڑکے کی جانب سے دو ہم عمر بکریاں اور لڑکی کی جانب سے ایک بکری ہے۔''

٤ «عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ وَاحِدَةٌ، وَلَا يَضُرُّكُمْ ذُكْرَانًا كُنَّ أَوْ إِنَاثًا»[3]

''لڑکے کی جانب سے دو ہم عمر بکریاں اور لڑکی کی جانب سے ایک بکری ہے۔ عقیقے کے جانور چاہے بکرے ہوں یا بکریاں، اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔''

٥ ایک حدیث میں نبی اکرم ﷺ کا عمل مبارک یوں آتا ہے:

«عَقَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ يَوْمَ السَّابِعِ، وَسَمَّاهُمَا، وَأَمَرَ أَنْ يُمَاطَ عَنْ رُؤُوسِهِمَا الْأَذَىٰ»[4]

---

1. سنن أبي داود، رقم الحديث (٢٨٣٨) سنن الترمذي، رقم الحديث (١٥٢٢) سنن ابن ماجه، رقم الحديث (٣١٦٥) مسند أحمد (٥/ ٧، ١٧، ٢٢) صحيح الجامع، رقم الحديث (٤٥٤١) إرواء الغليل، رقم الحديث (١١٤٥)
2. مسند أحمد (٦/ ١٥٨، ٢٥١) سنن الترمذي، رقم الحديث (١٥١٣) سنن ابن ماجه، رقم الحديث (٣١٦٣) صحيح الجامع، رقم الحديث (٤١٣٣)
3. مسند أحمد (٢/ ١٩٣) سنن الترمذي، رقم الحديث (١٥١٣)
4. صحيح ابن حبان (١٢/ ١٢٧)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

”رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کا عقیقہ ساتویں دن کیا، اسی دن ان کا نام رکھا اور حکم دیا کہ ان کے سروں سے بال مونڈ دیے جائیں۔“

عقیقے سے متعلقہ چند اہم باتیں:

① بچوں کا عقیقہ کرنا سنت ہے۔ یہ آپ ﷺ سے کئی متواتر احادیث کے ذریعے قولاً اور عملاً ثابت ہے۔ جو لوگ عقیقہ نہ کرکے اس کی رقم صدقہ وخیرات کرنے کو ترجیح دیتے ہیں، وہ مخالفِ سنت عمل کررہے ہیں، اس طرح عقیقہ ادا ہی نہیں ہوتا۔

② ساتویں دن عقیقہ کرنا چاہیے۔ اگر ساتویں دن ممکن نہ ہو تو چودھویں اور اکیسویں دن بھی جائز ہے، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

«اَلْعَقِيقَةُ تُذْبَحُ لِسَبْعٍ، أَوْ لِأَرْبَعَ عَشَرَةَ، أَوْ لِاِحْدَىٰ وَعِشْرِينَ»[1]

”عقیقے کا جانور بچے کی ولادت کے ساتویں، چودھویں یا اکیسویں دن ذبح کیا جائے گا۔“

امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ اسی کے قائل تھے، البتہ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ساتویں دن کی قید مستحب ہے، اگر کوئی کسی پیدائش کے چوتھے، یا آٹھویں، یا دسویں دن یا اس کے بعد بھی عقیقہ کرتا ہے تو اس کے لیے کافی ہوگا۔“

③ بچے کے عقیقے کے لیے دو اور بچی کے لیے ایک بکرا یا بکری ضروری ہے۔ کچھ علما نے کہا ہے کہ اگر کسی کے پاس استطاعت نہیں ہے تو وہ

[1] معجم طبراني الأوسط و الأحاديث المختارة للضياء، صحيح الجامع، رقم الحديث (٤١٣٢) إرواء الغليل، رقم الحديث (١١٧٠)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

لڑکے کے عقیقے میں ایک جانور بھی ذبح کرسکتا ہے۔ ان کی دلیل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ روایت ہے:

«إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ كَبْشًا كَبْشًا»[1]

''نبی مکرم ﷺ نے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے عقیقے میں ایک ایک دُنبہ ذبح کیا۔''

جبکہ سنن نسائی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے نواسوں کے عقیقے میں دو دو دُنبے ذبح کیے:

«إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ بِكَبْشَيْنِ كَبْشَيْنِ»[2]

''نبی اکرم ﷺ نے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے عقیقے میں دو دو دُنبے ذبح کیے۔''

مذکورہ دونوں حدیثیں ہی صحیح ہیں، لہٰذا بوقتِ ضرورت اور بہ قدرِ استطاعت ایک جانور پر بھی اکتفا کیا جاسکتا ہے، اگرچہ اس دوسری روایت پر عمل ہی اولیٰ و افضل ہے، کیونکہ دیگر احادیث سے اسی کی تائید ہوتی ہے۔

④ ساتویں دن بچے یا بچی کے سر کے بال مونڈ دیے جائیں اور ان بالوں کو چاندی سے وزن کرکے صدقہ کر دیا جائے، چنانچہ حسن درجے کی ایک حدیث میں ہے:

«إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِحَلْقِ رَأْسِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ يَوْمَ سَابِعِهِمَا، فَحُلِقَا، وَتُصُدِّقَ بِوَزْنِهِ فِضَّةً»[3]

---

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (٢٨٤١) المنتقىٰ (ص: ٩١١) سنن البيهقي (٩/ ٢٩٩، ٣٠٢) معجم طبراني الكبير (١/ ٢٥٤، ٣/ ١٣٧، ٢/ ١/١٣٨)

[2] سنن النسائي، رقم الحديث (٤١٤٧)

[3] سنن الترمذي، مسند أحمد (٦/ ٣٠٢، ٣٩٠) وحسنه الألباني في الإرواء (٤/ ٤٠٢ـ ٢٠٦)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

''رسول اللہ ﷺ نے ساتویں دن حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے سر منڈوانے کا حکم دیا، جب وہ مونڈ دیے گئے تو بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کردی گئی۔''

اس موضوع کی روایات پر کلام کیا گیا ہے، تاہم حدیثِ انس رضی اللہ عنہ (معجم طبراني أوسط: ۱/ ۱۳۳ / ۲، و کبیر: ۱/ ۲/ ۱۲۱، و بزار بحواله مجمع الزوائد: ٤/ ٥٧) اور حدیثِ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مجموعی مفاد سے اسے تقویت مل جاتی ہے، جیسا کہ امام احمد کے قولِ استحباب سے بھی اس کا اندازہ ہوتا ہے، جو علامہ ابن قیم نے نقل کیا ہے۔[1]

⑤ مذکورہ روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عقیقے کے دن ہی نام رکھنا چاہیے، جیسا کہ آپ ﷺ نے اپنے نواسوں کا ساتویں یعنی عقیقے کے دن نام رکھا، چند روایتوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ساتویں دن سے پہلے بھی نام رکھا جاسکتا ہے، جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم، سنن ابو داود اور مسند احمد کی روایت سے ثابت ہے:

«وُلِدَ لِيَ اللَّيْلَةَ غُلَامٌ، فَسَمَّيْتُهُ بِإِسْمِ أَبِي إِبْرَاهِيمَ»[2]

''گذشتہ رات میرے ہاں لڑکا ہوا تو میں نے اس کا نام اپنے باپ ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے نام پر ابراہیم رکھا ہے۔''

⑥ کئی لوگ گائے کے حصوں سے عقیقہ ادا کرتے ہیں، لیکن اس کی کوئی صریح دلیل نہیں ملتی۔ ویسے بھی ایک فرد کی جانب سے ایک جانور (لڑکا ہو تو دو) کا خون بہانا ضروری ہے اور یہی رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔ اگر کئی

[1] تحفة المولود (ص: ۳۱) و الشرح الممتع لابن عثيمين (۷/ ٥٤٠، ٥٤١) و الإرواء
[2] صحيح الجامع، رقم الحديث (۷۱۲۱)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بچوں کے عقیقے میں ایک خون بہایا جائے تو یہ خون ایک فرد کی جانب سے بہے گا نہ کہ تمام کی جانب سے۔ واضح رہے کہ قربانی اور عقیقے کے احکام الگ الگ ہیں۔ عقیقے کو قربانی پر قیاس کرنا درست نہیں۔

بعض اہلِ علم نے دیگر جانوروں مثلاً اونٹ اور گائے وغیرہ کو ذبح کرنا جائز قرار دیا ہے۔ ان کی دلیل وہ حدیث ہے، جس میں حضرت سلمان بن عمار الضبّی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَةٌ، فَأَهْرِيقُوا عَنْهُ دَمًا، وَأَمِيطُوا عَنْهُ الْأَذٰى»[1]

''لڑکے کے لیے عقیقہ ہے، اس کی جانب سے تم خون بہاؤ اور اس سے گندگی (سر کے بالوں) کو دور کرو۔''

وہ کہتے ہیں کہ خون بہانے پر عمل گائے، اونٹ اور اونٹنی ذبح کر کے بھی کیا جا سکتا ہے۔ لیکن سیدنا سلمان بن عمار رضی اللہ عنہ کی روایت مجمل ہے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت مفصل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ»[2]

''لڑکے کی جانب سے دو ہم عمر بکریاں اور لڑکی کے لیے ایک بکری ہے۔''

قاعدہ ہے کہ مفصّل روایت مجمل سے اولیٰ ہے۔ غرض کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف بکرا بکری اور مینڈھا مینڈھی ہی ثابت ہیں۔

⑦ جس کا عقیقہ بچپن میں نہیں کیا گیا، وہ بڑا ہونے کے بعد اگر عقیقہ کرنا چاہے تو کر سکتا ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت ملنے کے بعد اپنا عقیقہ

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥١٧٠)

[2] مسند أحمد (٦/ ١٥٨) سنن الترمذي، رقم الحديث (١٥١٣) سنن ابن ماجه، رقم الحديث (٣١٦٣) صحيح الجامع، رقم الحديث (٤١٣٣)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا تھا، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَقَّ عَنْ نَفْسِهِ بَعْدَ مَا بُعِثَ نَبِيًّا»[1]

⑧ عقیقے کا جانور ذبح کرتے ہوئے یہ دعا پڑھنا وارد ہے:

«بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُمَّ لَكَ، وَإِلَيْكَ، هٰذِهٖ عَقِيْقَةُ فُلَانٍ»[2]

''بسم اللہ (اللہ کے نام سے) یا اللہ! یہ تیرا ہے اور تیری ہی جانب ہے، یہ فلاں بچے (یہاں نام لے) کا عقیقہ ہے۔''

اچھے نام رکھنا:

ولادت کے ساتویں دن بچے یا بچی کا اچھا نام رکھا جائے، کیونکہ اچھے نام میں بھی بچے کی تربیت کا ایک روشن اشارہ موجود ہوتا ہے۔ اچھا نام اچھی شخصیت کا آئینہ دار اور بُرا نام بُری شخصیت کا پرتو ہوتا ہے۔ اچھے نام سے بچے میں خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے۔ نام اور مسمیٰ میں ایک خاص مناسبت ہوتی ہے، علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے اسم و مسمی میں وہی مخصوص نسبت رکھی ہے، جو اسباب اور مسببات کے مابین قائم ہے۔ بالفاظِ دیگر جو تعلق کسی چیز کے قالب اور اس کے حقائق یا روح اور جسم کے درمیان ہوتا ہے، وہی

[1] المحلّٰی (٦/ ٢٣٩) المشكل للطحاوي (٣/ ٧٨، ٧٩) فتح الباري (٩/ ٥١٥) تحفة المودود بأحكام المولود لابن القيّم و سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني، رقم الحديث (٢٧٢٦)

[2] مصنّف عبد الرزاق (٤/ ٣٠٠) مسند أبي يعلىٰ (٤/ ٣٠١) مستدرك الحاكم (٤/ ٢٣٧) سنن البيهقي (٩/ ٣٠٤) و صححه الحاكم، ووافقه الذهبي، وصححه ابن السّكن، كما في تحقيق و تعليق ''التلخيص الحبير'' لابن حجر (٤/ ١٤٧) وحسنه النووي في المجموع (٨/ ٤٢٨) والعراقي في طرح التثريب (٥/ ٢١٢)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اسم اور مسمیٰ کے درمیان ہوتا ہے۔ اس لیے عموماً بُرے افعال اور کردار بُرے ناموں والوں میں اور اچھے اخلاق و کردار اچھے نام والوں میں پائے جاتے ہیں۔"[1]

ناموں کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو واضح احکامات دیے ہیں:

① آپ ﷺ فرماتے ہیں:

«إِذَا جَمَعَ اللّٰهُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُرْفَعُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُقَالُ: هٰذِهِ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ»[2]

"جب اللہ تعالیٰ تمام اگلوں پچھلوں کو میدانِ حشر میں جمع کرے گا تو پھر ہر غداری کرنے والے شخص کے لیے ایک جھنڈا بلند کیا جائے گا اور کہا جائے گا: یہ فلاں کے بیٹے فلاں کی غداری کا نشان ہے۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن لوگوں کو ان کے نام اور ان کے باپ کے نام سے پکارا جائے گا۔ لہٰذا اپنے بچوں کے اچھے اچھے نام رکھنے چاہییں۔ عام طور پر لوگوں میں جو یہ مشہور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رعایت رکھتے ہوئے بہ روزِ محشر ہر شخص کو اس کی ماں کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا، اس کی کوئی اصل نہیں ہے، یہ محض ایک ڈھکوسلا ہے۔

② ایک حدیث میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

«إِنَّ أَحَبَّ أَسْمَائِكُمْ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: عَبْدُ اللّٰهِ وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ»[3]

---

[1] تحفة المولود (ص: ١١٥، ١١٦)

[2] صحیح البخاري: كتاب الأدب، باب: يدعىٰ الناس بآبائهم، رقم الحديث (٦١٧٧) صحيح مسلم: كتاب الجهاد باب تحريم الغدر.

[3] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٣٢) سنن أبي داود، رقم الحديث (٤٩٤٩)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''بے شک اللہ تعالی کو تمھارے ناموں میں سے سب سے پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔''

اسی طرح ہر وہ نام بھی اچھا ہے، جو اللہ تعالیٰ کے اسماے حسنیٰ میں سے کسی کے ساتھ ''عبد'' لگا کر رکھا جائے، مثلاً عبدالعزیز، عبدالسلام، عبدالباسط وغیرہ۔

③ ایسے ہی ہمارے نبی اکرم ﷺ کے مختلف ناموں اور دیگر انبیا علیہم السلام کے ناموں اور صحابہ وصحابیات رضی اللہ عنہم کے ناموں پر بھی نام رکھا جاسکتا ہے۔

④ ایک حدیث میں حارث اور ہمام کو نبی کریم ﷺ نے صحیح ترین نام قرار دیا ہے۔[1]

⑤ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَغْيَظُ رَجُلٍ عَلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَخْبَثُهُ رَجُلٌ تَسَمّٰى مَلِكَ الْأَمْلَاكِ، لَا مُلْكَ إِلَّا لِلّٰهِ»[2]

''اللہ تعالیٰ کے پاس روزِ محشر سب سے بُرا اور مبغوض آدمی وہ ہوگا جسے شہنشاہ کے نام سے پکارا جاتا ہے، جب کہ بادشاہت سوائے اللہ کے اور کسی کی نہیں۔''

بُرے ناموں کو بدل دینا:

نبی اکرم ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ آپ ﷺ برے ناموں کو بدل دیا کرتے تھے۔ حدیث میں ہے:

① «كَانَ يُغَيِّرُ الْإِسْمَ الْقَبِيحَ اِلَى الْإِسْمِ الْحَسَنِ»[3]

---

[1] الأدب المفرد (١/ ٢٧٧) سنن أبي داود، رقم الحديث (٤٩٥٠) سنن النسائي (٦/ ٢١٨، ٢١٩) مسند أحمد (٤/ ٣٤٥)

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٤٣)

[3] سنن الترمذي، الصحيحة، رقم الحديث (٢٠٧)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

''نبی کریم ﷺ برے نام کو بدل کر اس کی جگہ اچھا نام رکھ دیا کرتے تھے۔''

۲ «كَانَ إِذَا أَتَاهُ الرَّجُلُ وَلَهُ اِسْمٌ لَا يُحِبُّهُ حَوَّلَهُ»[1]

''آپ ﷺ کے پاس کوئی آدمی آتا اور آپ ﷺ کو اس کا نام اچھا نہ لگتا تو اسے بدل دیا کرتے تھے۔''

۳ آپ ﷺ کا گزر ایک گاؤں کے پاس سے ہوا جس کا نام ''عفرۃ'' (بنجر) تھا، آپ ﷺ نے اس کا نام بدل کر ''خضرۃ'' (سرسبز و شاداب) رکھ دیا۔[2]

۴ «إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ غَيَّرَ اسْمَ عَاصِيَةَ، وَقَالَ: أَنْتِ جَمِيلَةُ»[3]

''نبی اکرم ﷺ نے عاصیہ (نافرمان) کا نام بدل کر جمیلہ (خوب صورت) رکھ دیا۔''

۵ ایک شخص کا نام ''العاص'' (نافرمان) تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کا نام بدل کر ''مطیع'' (فرماں بردار) رکھ دیا تھا۔[4]

۶ نبی اکرم ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش سے نکاح کیا تو ان کا نام ''برّہ'' (نیک) تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے اسے بدل دیا۔ اسی حدیث میں مذکور ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی کا نام بھی برّہ تھا، اس کا نام بھی زینب رکھ دیا۔[5]

---

1. السلسلة الصحيحة، رقم الحديث (٢٠٩)
2. المجم الصغير للطبراني (ص: ٧٠) شرح معاني الآثار للطحاوي (٢/ ٣٤٤) وصححه الألباني في الصحيحة، رقم الحديث (٢٠٨)
3. صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٣٩)
4. صحيح مسلم (٦/ ١٧٣) الأدب المفرد، رقم الحديث (٨٢٦) سنن الترمذي، رقم الحديث (١٦١١) مسند أحمد (٣/ ٤١٢، ٤/ ٢١٣، ٣٤٣)
5. صحيح مسلم (٦/ ١٧٣) سنن أبي داود، رقم الحديث (٤٩٣)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

٧ ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کے نام ''شہاب'' (شعلہ) کو بدل کر اس کا نام ''ہشام'' (سخی) رکھ دیا۔[1]

٨ ایک آدمی کا نام ''زرم'' (سرکشی کرنے والا) تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کا نام بدل کر ''بشیر'' (خوشخبری دینے والا) رکھ دیا تھا۔[2]

٩ ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام ''برّہ'' تھا، ان کا نام بدل کر آپ ﷺ نے ''جویریہ'' رکھ دیا۔[3]

١٠ ناموں کی تاثیر کا اندازہ اُس واقعے سے لگایا جاسکتا ہے، جس میں مذکور ہے:

''ایک آدمی سے نبی مکرم ﷺ نے پوچھا: تمھارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: میرا نام ''حزن'' (سختی اور غم) ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم ''سہل'' (نرمی اور آسانی) ہو۔ اس نے کہا: میرے باپ نے میرا جو نام رکھا ہے، میں اسے بدلنا نہیں چاہتا۔ راویِ حدیث سعید بن مسیّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (رسول اللہ ﷺ کی بات نہ ماننے اور اس نام کی تاثیر سے) یہی سختی اور رنج ہماری زندگی میں ہمیشہ کے لیے آ گیا۔''[4]

١١ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے پوچھا: تمھارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: ''جمرۃ'' (چنگاری) پوچھا: تمھارے باپ کا نام کیا ہے؟ اس

---

1. الأدب المفرد، رقم الحديث (٨٢٥) الصحيحة، رقم الحديث (٢١٥)
2. سنن أبي داود، رقم الحديث (٣٢٣٠) سنن النسائي، رقم الحديث (١٠٧) السلسلة الصحيحة، رقم الحديث (٢٩٤٥)
3. صحيح مسلم كتاب الآداب، رقم الحديث (١٦) الأدب المفرد (٨٣١) مسند أحمد (١/ ٢٥٨، ٣٢٦، ٣٥٣)
4. صحيح البخاري (١٠/ ٥٧٤) الأدب المفرد، رقم الحديث (٨٢٠) سنن أبي داود، رقم الحديث (٤٩٥٦) مسند أحمد (٥/ ٤٣٣)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے کہا: ''شہاب'' (شعلہ) ہے۔ پوچھا: کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟ کہا ''حرقہ'' (حرارت) سے۔ پوچھا: کہاں کے باشندے ہو؟ کہا: ''حرۃ النار'' (سیاہ کنکریلی جھلسی ہوئی زمین) کا۔ فرمایا: یہ کون سے علاقے میں ہے؟ کہنے لگا: ''ذاتَ لظیٰ'' (آگ کی لپیٹ) میں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب اس کی یہ باتیں سنیں تو فرمایا:

«أَدْرِكْ أَهْلَكَ فَقَدْ هَلَكُوا وَاحْتَرَقُوا»

''تم فوراً اپنے اہل وعیال کے پاس پہنچو، اس لیے کہ وہ ہلاک ہو گئے اور جل گئے ہیں۔''

جب وہ اپنے علاقے میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ جیسا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا، ویسا ہی حادثہ پیش آ گیا ہے۔

❀ ایسے نام بھی نہیں رکھنا چاہیے، جن کے معانی تو صحیح ہوں، لیکن اگر ان کی غیر موجودگی میں یہ کہہ دیا جائے کہ ''وہ نہیں ہے'' تو آدمی کو بُرا لگے اور ایک طرح کی بدشگونی ہو جائے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے:

«لَا تُسَمِّيَنَّ غُلَامَكَ يَسَاراً وَّلَا رَبَاحاً وَلَا نَجَاحاً (نَجِيحاً) وَلَا أَفْلَحَ (وَلَا نَافِعاً) فَإِنَّكَ تَقُولُ: أَ ثَمَّ هُوَ؟ فَلَا يَكُونُ، فَيَقُولُ: لَا»[1]

''تم اپنے بچے کا نام یسار (آسان) رباح (فائدہ) نجاح (کامران) اور افلح (کامیاب) نافع (نفع آور) نہ رکھا کرو، کیونکہ جب تم کسی سے یہ پوچھو گے کہ کیا وہ موجود ہے؟ اگر وہ موجود نہ ہوا تو وہ تمھیں جواب دے گا کہ (نہیں ہے)۔''

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٣٧) سنن أبي داود، رقم الحديث (٤٩٥٠) سنن الترمذي (٢/ ١٣٧) مسند أحمد (٥/ ٧، ١٠، ٢١)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایسے ناموں کی ممانعت کی حکمت یوں سمجھیں کہ اگر کوئی شخص دریافت کرے کہ کیا ''گھر میں برکت ہے؟'' تو اس کی غیر موجودگی میں گھر والے کہیں گے کہ برکت گھر میں نہیں ہے اور یہ کوئی اچھی بات نہیں۔

- ان احادیث اور واقعات سے معلوم ہوا کہ بُرے ناموں کی بُری تاثیر ہوا کرتی ہے، اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنی اولاد کا اچھا نام رکھے کیوں کہ اچھے ناموں کی تاثیر بھی ان شاء اللہ اچھی ہی ہوگی۔
- شیطانی نام نہیں رکھنے چاہییں، جیسے: خنزب، ولہان، اعور، اجدع وغیرہ۔
- ایسے ناموں سے بچنا چاہیے، جن میں شرک پایا جاتا ہے، مثلاً: عبد النبی، عبد الرسول، عبد الکعبہ، عبد العزیٰ، عبدِ مناف وغیرہ۔

نامناسب ناموں میں سے چند نام وہ ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب تو کیے جاسکتے ہیں، لیکن احادیث کی کتاب میں ان کو اللہ تعالیٰ کا نام نہیں بتایا گیا ہے۔ ایسے ناموں کی ساتھ ''عبد'' کی ترکیب کے ساتھ نام رکھنے کو صاحبِ ''تسمیة المولود'' علامہ بکر ابو زید نے منع کیا ہے، مثلاً: عبدالمقصود، عبدالستار، عبدالموجود، عبد المعبود، عبدالمرسل، عبدالوحید اور عبدالطالب۔

- بہتر یہ کہ فرشتوں کے ناموں پر نام نہ رکھے جائیں، جیسے: جبرائیل، میکائیل، اسرافیل وغیرہ۔
- قرآنی سورتوں کے نام نہ رکھنا چاہیے، مثلاً: یٰس، طٰہٰ، حٰم وغیرہ، عام طور پر لوگوں میں مشہور ہے کہ یٰس اور طٰہٰ رسول اللہ ﷺ کے نام ہیں، اس سے متعلق کوئی صحیح حدیث وارد ہے نہ حسن، نہ مرسل روایت اور نہ کوئی اثر۔ بلکہ یہ بھی قرآن مجید کے دیگر حروفِ مقطعات جیسے: الٓمٓ، حٰمٓ، الٓرٰ، کی طرح ہی ہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

❁ ایسے ناموں سے بھی پرہیز کرنا چاہیے، جن میں بے جا تکلّف، تصنّع اور اشتیاق پایا جاتا ہے، جیسے لڑکیوں کے نام تمنّا، آرزو، ارمان، حور وغیرہ رکھنا۔

❁ ایسے ناموں سے بھی باز رہیں، جن عورتوں کے ناموں میں مردوں کے ناموں سے اور مردوں کے ناموں میں عورتوں کے ناموں سے مشابہت پائی جاتی ہے۔

❁ اسی طرح ایسے نام جن میں غیر مسلموں کے ناموں کا شبہہ ہوتا ہے، نہ رکھے جائیں، لڑکوں کے ناموں میں مثلاً: سورج، کرن وغیرہ اور لڑکیوں کے ناموں میں: قسمت، ریکھا، نیہا، وغیرہ۔

کنیت والے نام:

بچوں کے نام کنیت والے بھی رکھ سکتے ہیں، تا کہ ان میں بلند کرداری، اعلیٰ ظرفی اور علو ہمتی کا احساس پیدا ہو، جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ خلیق تھے۔ میرے ایک بھائی کا نام ابوعمیر تھا، آپ ﷺ جب اس کے پاس آتے تو فرماتے:

«يَا أَبَا عُمَيْرٍ! مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ؟»[1]

''اے ابوعمیر! تمھارے ممولے (ایک پرندہ جس سے وہ کھیلا کرتے تھے، وہ مرگیا تو فرمایا) نے کیا کیا ہے؟''

❁ کنیت کے لیے ضروری نہیں کہ آدمی بچے ہونے کا انتظار کرے، بچے نہ ہونے کے باوجود آدمی اپنی کنیت رکھ سکتا ہے۔ اس طرح کی بے شمار مثالیں حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملتی ہیں، مثلاً: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی کنیت ہی سے معروف ہیں، جب کہ بکر نام کی آپ کی کوئی اولاد نہیں تھی۔

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٧٧٨) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٥٠)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا کوئی لختِ جگر ''ذر'' نام کا نہیں تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو سلیمان ہے، جبکہ آپ کی اولاد میں ''سلیمان'' نام کا کوئی بیٹا نہیں۔

- اگر اپنی اولاد نہ ہو تو اپنے قریبی رشتے داروں کے بچوں کی طرف نسبت کرتے ہوئے بھی کنیت رکھی جاسکتی ہے، جیسا کہ امّ المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی کنیت ''اُمّ عبداللہ'' تھی۔ انھیں اپنے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف نسبت کرتے ہوئے اپنی کنیت اُمّ عبداللہ رکھنے کا مشورہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا۔[1]

ختنے کے احکام:

ختنہ ایک دینی شعار اور واجب امر ہے۔ اس سے نظافت اور پاکیزگی کا اہتمام ہوتا ہے اور دیارِ کفر میں حادثاتی موت کی صورت میں مختون شخص کی شناخت آسان ہوجاتی ہے کہ یہ مسلمان ہے یا غیر مسلم۔ بچوں کا ختنہ جلد کروا لینے کی صورت میں بستر پر پیشاب کا امکان بھی کم ہو جاتا ہے، ورنہ آل تناسل کے کنارے میں خارش کی وجہ سے بسا اوقات پیشاب خطا ہو جاتا ہے۔

اسی طرح انسان ذکر (عضو تناسل) کے کینسر کا شکار بھی نہیں ہوتا، کیونکہ ختنہ نہ ہونے کی وجہ سے پیشاب کے قطرات آل تناسل کے کنارے میں رکے رہتے ہیں اور یہ گندگی کبھی کبھی کینسر کا سبب بھی بن جایا کرتی ہے، یہی وجہ ہے کہ یہ کینسر ان قوموں میں زیادہ ہے، جن میں ختنے کا رواج نہیں۔ ختنہ کرنا حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی سنّت ہے، جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (٤٩٧٠)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

«إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اخْتَتَنَ، وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِينَ سَنَةً»[1]

''حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسّی سال کی عمر میں (بحکمِ الٰہی) اپنا ختنہ کیا۔''

علامہ ابن قیم کے بہ قول صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسلام لانے کے بعد ختنہ کرنے میں اتنی ہی جلدی کرتے تھے جتنی غسل کرنے میں۔[2]

ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف ختنہ کرنے کا حکم دیا، بلکہ عملاً امت کو اس کی تاکید فرمائی اور اسے انسانی فطرت میں سے قرار دیا، چنانچہ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

«خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: الْخِتَانُ، وَ الْإِسْتِحْدَادُ، وَقَصُّ الشَّارِبِ، وَتَقْلِيمُ الْأَظَافِرِ، وَنَتْفُ الْإِبْطِ»[3]

''پانچ باتیں انسانی فطرت میں سے ہیں: ① ختنہ کرنا ② زیرِ ناف بال مونڈنا ③ مونچھ کتروانا ④ ناخن تراشنا ⑤ اور بغلوں کے بال اکھاڑنا۔''

دوسری روایت میں ہے:

«مِنَ الْفِطْرَةِ: الْمَضْمَضَةُ، وَالْإِسْتِنْشَاقُ، وَقَصُّ الشَّارِبِ وَالسِّوَاكُ، وَتَقْلِيمُ الْأَظَافِرِ، وَنَتْفُ الْإِبْطِ، وَالْإِسْتِحْدَادُ، وَالْإِخْتِتَانُ»[4]

''یہ تمام باتیں فطرت میں داخل ہیں: ① کلی کرنا ③ ناک میں پانی چڑھانا ③ مونچھ کتروانا ④ مسواک کرنا ⑤ ناخن تراشنا ⑥ بغلوں

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٣٣٥٦) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٣٧٥)
[2] تحفة المولود (ص: ١٢٣)
[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٨٨٩) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٥٧)
[4] صحيح سنن أبي داود، رقم الحديث (٤٤) صحيح الجامع، رقم الحديث (٥٩٠٦)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کے بال اکھاڑنا ⑦ زیرِ ناف بال مونڈنا ⑧ ختنہ کرنا۔‘‘

رسول اللہ ﷺ نے اپنے نواسوں کا عقیقے کے دن ہی ختنہ کیا تھا۔

جتنی چھوٹی عمر میں ختنہ کیا جائے گا، اس کا زخم اتنا ہی جلد مندمل ہو جائے گا۔ اگر بچے کی صحت ٹھیک نہیں ہے اور وہ کمزور ہے تو اس کے صحت مند اور طاقت ور ہو جانے کے بعد بھی ختنہ کیا جا سکتا ہے۔ بعض لوگ بچے کے ختنے کے دن دعوتیں کرتے، جشن مناتے اور فضول خرچی کرتے ہیں، اس کا رسول اللہ ﷺ اور حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ سے کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

عرب میں لڑکیوں کے ختنے کا بھی رواج تھا اور آج بھی کئی اسلامی ممالک بالخصوص افریقہ اور خلیجی ممالک کے صحرا نشینوں میں کسی حد تک یہ فعل مروج ہے۔ ایک روایت میں اسے مردوں کے لیے لازم اور عورتوں کے لیے مستحب قرار دیا گیا ہے۔[2]

ماں باپ کی ذمے داریاں:

اولاد کی تربیت ماں باپ اور خصوصاً باپ کی سب سے اہم ذمے داری ہے، کیونکہ باپ ہی سے فطرتاً اولاد ڈرتی اور لحاظ کرتی ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

« وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ »[3]

’’مرد اپنے اہل و عیال کا اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور بچوں کی

[2] سنن أبي داود، رقم الحديث (٥٢٧١) مسند أحمد (٥/ ٧٥)

[3] متفق عليه، سنن أبي داود، سنن الترمذي، صحيح الجامع، رقم الحديث (٤٥٦٩)

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ‘‘

www.KitaboSunnat.com

ذمے دار ہے۔ اسی طرح تم میں سے ہر شخص ذمے دار ہے اور اپنی
ذمے داری سے متعلق اس سے حساب لیا جائے گا پوچھا جائے گا۔''

اس سے معلوم ہوا کہ اولاد کی دینی تربیت ماں باپ کی ذمے داری ہے اور اس تعلق سے وہ اللہ کے پاس جواب دہ ہیں۔

ایک عبرتناک واقعہ:

والدین اپنی ذمے داریاں نبھائیں اور پھر اپنی اولاد سے بھی حسنِ سلوک کی توقع رکھیں۔ اگر وہ خود اپنے فرائض ادا نہ کریں گے تو پھر اولاد سے کیا توقع رکھی جاسکتی ہے؟

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص اپنے بچے کی نافرمانی کی شکایت لے کر آیا، آپ نے اس کے لڑکے کو بلایا اور اسے اپنے باپ کی نافرمانی اور اس کے حقوق سے بے پروائی پر ڈانٹ پلائی۔ لڑکے نے آپ سے پوچھا:

''اے امیر المومنین! کیا بیٹے کا باپ پر بھی کوئی حق ہے یا نہیں؟''

آپ نے فرمایا: کیوں نہیں؟

اس نے کہا: اگر ہے تو آپ بتائیں؟

آپ نے فرمایا:

«أَنْ يَّنْتَقِيَ أُمَّهُ، وَيُحْسِنَ اسْمَهُ، وَيُعَلِّمَهُ الْقُرْآنَ»

''اس کے لیے پاکباز اور نیک نام ماں کا انتخاب کرے، اس کا نام اچھا رکھے اور اسے قرآن مجید سکھائے۔''

لڑکے نے کہا:

امیر المومنین! میرے باپ نے ان تینوں حقوق میں سے ایک بھی ادا نہیں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کیا۔ میری ماں ایک مجوسی کی سوڈانی لونڈی تھی۔ انھوں نے میرا نام ''جُعل'' (گوبر میں رہنے والا کالا کیڑا) رکھا اور مجھے قرآن مجید کا ایک حرف بھی نہیں سکھایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر باپ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

«جِئْتَ إِلَيَّ تَشْكُو عُقُوقَ ابْنِكَ، وَقَدْ عَقَقْتَهُ قَبْلَ أَنْ يَّعُقَّكَ، وَأَسَأْتَ إِلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُّسِيْءَ إِلَيْكَ»[1]

''تم اپنے لڑکے کی نافرمانی اور اس کے بُرے سلوک کی شکایت لے کر آئے ہو، جب کہ تم نے اس کے حقوق کے بارے میں (رب کی) نافرمانی کی اور اس سے پہلے کہ وہ تمھارے ساتھ برا معاملہ کرتا، تم نے خود اس کے ساتھ برا سلوک کیا ہے۔''

والدین کی دعائیں:

والدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے اپنی اولاد کے حق میں دل کی گہرائیوں سے دعائیں کرتے رہیں، کیونکہ اولاد کے حق میں والدین کی دعا رد نہیں کی جاتی، بالخصوص جب کہ وہ اپنی فرماں بردار اولاد سے خوش ہوں۔ اس سلسلے میں چند قرآنی دعائیں اور ایک مسنون نبوی دعا ذیل میں ذکر کی جارہی ہیں:

1. ابو الانبیاء خلیل اللہ، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنائے کعبہ کے مقدس و مبارک موقع پر جہاں اپنے لیے اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعائیں مانگیں، وہیں حضرت اسماعیل علیہ السلام اور دونوں کی اولاد کے حق میں بھی کئی دعائیں کیں:

﴿ وَ اِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَ اِسْمٰعِيْلُ رَبَّنَا

[1] تربية الأولاد في الإسلام عبد الله ناصح علوان (ص: ١٣٧)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ رَبَّنَا وَ اجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَ اَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَ تُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾ [البقرة: ۱۲۷، ۱۲۸]

''(اس وقت کو یاد کرو) جب ابراہیم اور اسماعیل اس گھر (خانہ کعبہ) کی دیواریں اُٹھا رہے تھے (اور دعائیں کرتے جا رہے تھے کہ) اے ہمارے رب! ہماری اس خدمت کو شرفِ قبولیت عطا فرما، بے شک تو سب کی سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ اے ہمارے پروردگار! ہم دونوں کو اپنا فرماں بردار بنا اور ہماری نسل سے ایک ایسی قوم کو اٹھا جو تیری فرماں بردار ہو، ہمیں اپنی عبادت کے طریقے بتا اور ہمیں معاف فرما، بے شک تو درگزر کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔''

۲ امام الحُنفاء حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کی بت پرستی سے حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ سے خصوصی دعا فرمائی:

﴿وَ اجْنُبْنِيْ وَ بَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۝ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ﴾ [إبراهيم: ۳٤]

''(اے اللہ!) مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچانا۔ میرے پروردگار! ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے۔''

عام طور پر لوگ اپنی اولاد کو وہاں بساتے ہیں جہاں دنیوی وسائل و اسباب کی کثرت ہو، پانی کی فراوانی ہو، اناج، سبزیاں اور پھل وافر مقدار میں ہوں، لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کا معیارِ انتخاب یہ نہ تھا۔ انھوں نے اپنی اولاد کو وہاں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

آباد کیا، جہاں پانی تھا نہ کھیتی، دنیوی وسائل تھے نہ سامانِ تعیّش تھا، لیکن وہ مقام حرمت والے گھر کی جگہ تھی اور وہاں اولاد کے بسانے میں ان کا مقصود یہ تھا کہ وہ اللہ کے مقدس گھر میں نماز قائم کریں۔

۳ سیدنا ابراہیم علیہ السلام دعا فرماتے ہیں:

﴿ رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَ ارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ﴾

[إبراهيم: ۳۷]

”اے ہمارے رب! میں نے اپنی بعض اولاد کو تیرے باعزّت گھر کے پاس ایک ایسی وادی میں بسایا ہے، جہاں کھیتی نہیں ہوتی، اے ہمارے پروردگار! غرض صرف یہی ہے کہ وہ نماز قائم کریں، اس لیے تو لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف پھیر دے اور انھیں (انواع واقسام کے) پھلوں سے روزی عطا کر، تاکہ وہ ہمیشہ تیرے شکر گزار رہیں۔“

۴ یہ دعا بھی فرمائی:

﴿ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْلِيْ وَ لِوَالِدَيَّ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴾

[إبراهيم: ۴۰، ۴۱]

”اے میرے رب! مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنا دے۔ پروردگار! میری دعا قبول فرما۔ مالک ہمارے! مجھ کو اور میرے ماں باپ اور سب ایمان والوں کو جس دن (عملوں کا) حساب ہونے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

لگے، بخش دے۔“

5 نیک بندے اپنی دعاؤں میں اپنے والدین کے ساتھ اپنی اولاد کو بھی نہیں بھولتے۔ فرمایا:

﴿ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ﴾ [الأحقاف: ١٥]

”میرے پروردگار! مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر بجا لاؤں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی ہیں اور ایسے نیک کام کروں جنھیں تو پسند کرتا ہے اور میری اولاد کو نیک بنا دے، میں تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں اور بیشک میں تیرے فرماں برداروں میں سے ہوں۔“

والدین صبح وشام ایک مرتبہ یہ دعا ضرور کریں، تاکہ انھیں اپنے اہل وعیال سے متعلق عافیت ملے۔

6 حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا ہمیشہ صبح وشام کیا کرتے تھے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي دِينِي وَدُنْيَايَ وَأَهْلِي وَمَالِي، اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِي وَآمِنْ رَوْعَاتِي، اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِي وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي، وَمِنْ فَوْقِي، وَأَعُوذُ بِعَظَمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي»[1]

[1] سنن أبي داود (٥٠٧٤) سنن ابن ماجه، رقم الحديث (٢٩٥٧) مسند أحمد (٢/ ٢٥) صحيح ابن حبان (٣/ ٢٤١) المستدرك للحاكم (١/ ٦٩٨)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

”اے اللہ! میں تجھ سے دنیا وآخرت میں عافیت کا سوال کرتا ہوں۔
اے اللہ! میں تجھ سے اپنے دین، اپنی دنیا، اپنے اہل وعیال اور مال ودولت میں معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میرے عیبوں پر پردہ ڈال دے اور مجھے ڈر اور خوف میں امن عطا کر۔ اے اللہ! تو میری حفاظت فرما سامنے سے، پیچھے سے، دائیں طرف سے، بائیں طرف سے اور میرے اوپر سے اور میں تیری عظمت کی پناہ میں آتا ہوں اس بات سے کہ اچانک اپنے نیچے سے ہلاک کیا جاؤں۔“

بچوں کے مابین انصاف:

والدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ بچوں کے مابین محبت میں انصاف اور مساوات سے کام لیں۔ کسی بچے میں عقل مندی دیکھی تو اسے تمام بچوں پر ترجیح دی۔ کوئی زیادہ خوب صورت ہے تو اس سے بے حد پیار کیا۔ کسی کو اس لیے دھتکارا کہ وہ لڑکی ہے یا چالاک و ہوشیار نہیں ہے، یہ اولاد کے ساتھ ظلم ہے، اس سے اولاد کے مابین آپس میں بغض اور عناد پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ جذبہ انھیں کبھی کبھی ایک دوسرے کا دشمن بنا دیتا ہے اور وہ ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے بلکہ قتل کر دینے تک کی سوچنے لگتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام پر ان کے بھائیوں کا حسد بھی اسی قبیل سے تھا۔ جب انھوں نے محسوس کیا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام، ہمارے مقابلے میں حضرت یوسف علیہ السلام سے زیادہ پیار کرتے ہیں، تب انھوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو راہ سے ہٹانے کی سازش کی۔ قرآن کے بیان کے مطابق:

﴿ اِذْ قَالُوْا لَیُوْسُفُ وَ اَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰۤى اَبِیْنَا مِنَّا ﴾ [یوسف: ۸]

”جبکہ انھوں نے کہا: یوسف اور اس کا بھائی (بنیامین) بہ نسبت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ہمارے، ہمارے باپ کو زیادہ پیارے ہیں۔‘‘

پھر جو ہوا اس کی تفصیل سورت یوسف میں مذکور ہے۔

والدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی اولاد کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور ان کے ساتھ انصاف کریں۔ اس سلسلے میں امت مسلمہ کے لیے رسول اللہ ﷺ کی ہدایات حسبِ ذیل ہیں:

① حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان کے والد ان کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: ’’میں نے اپنے اس لڑکے کو ایک غلام عطا کیا ہے۔‘‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهُ مِثْلَ هٰذَا؟»

’’کیا تم نے اپنے سارے لڑکوں کو اسی طرح دیا ہے؟‘‘

انھوں نے کہا: نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

«اِرْجِعْهُ»[1] ’’تم اپنا عطیہ واپس لے لو۔‘‘

دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«اِتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوا فِي أَوْلَادِكُمْ»[2]

’’(اولاد کے معاملے میں) اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف سے کام لو۔‘‘ تب میرے باپ نے وہ عطیہ لوٹا لیا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

’’اے بشیر! کیا اس لڑکے کے علاوہ بھی تمھارے بچے ہیں؟‘‘

انھوں نے کہا: ہاں ہیں۔ فرمایا:

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢٤٤٦) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٦٢٣)

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث (١٦٢٣)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

«أَكُلُّهُمْ وَهَبْتَ لَهُ مِثْلَ هَذَا؟»

''کیا تم نے ان تمام کو ایسے ہی دیا ہے؟'' کہا: نہیں دیا۔ فرمایا:

«فَلَا تُشْهِدْنِي إِذًا، فَإِنِّي لَا أَشْهَدُ عَلَى جَوْرٍ»[1]

''تب تم مجھے اس معاملے میں گواہ نہ بناؤ، کیونکہ میں ظلم پر گواہ نہیں بن سکتا۔''

② بچوں سے محبت و شفقت فطری چیز ہے۔ ماں کی اپنی اولاد سے محبت فطری اور مثالی ہے۔ مختلف موقعوں پر رسولِ اکرم ﷺ نے اس کی مثال دی ہے۔ ایک غزوے کا واقعہ ہے، حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ قیدی لائے گئے، جن میں ایک عورت بھی تھی (جس کا دودھ پیتا بچہ جنگ میں اس سے بچھڑ گیا تھا) قیدیوں میں وہ جب بھی کسی بچے کو پاتی، اسے لے لیتی اور اپنے سینے سے چمٹا کر دودھ پلاتی، آپ ﷺ نے (اس عورت کی یہ کیفیت دیکھی تو صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

«أَتَرَوْنَ هَذِهِ الْمَرْأَةَ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِي النَّارِ؟»

''کیا یہ عورت اپنے حقیقی بچے کو آگ میں پھینک سکتی ہے؟''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اللہ کی قسم! ہرگز نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«اَللّٰهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ هَذِهِ بِوَلَدِهَا»[2]

''یہ اپنے بچے پر جتنی مہربان ہے، اس سے کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔''

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢٥٠٧) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٦٢٣)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦٥٣) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٧٥٤)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

③ بعض باپوں کا اپنی اولاد سے رویہ انتہائی خشک اور محبت وشفقت سے خالی رہتا ہے۔ وہ اپنے باپ ہونے کا صرف یہی ایک سب سے بڑا حق سمجھتے ہیں کہ بچوں کے ساتھ سختی سے نپٹا جائے اور ان کے ساتھ تلخ رویہ اپنایا جائے۔ بسا اوقات والد کے اس معاندانہ رویے سے عاجز آ کر بچے پہلے تو احتجاج کرتے ہیں، جب احتجاج سے مطلب برآری نہیں ہوتی تو پھر "تنگ آمد بجنگ آمد" کا مظاہرہ کرتے ہوئے بغاوت پر مائل ہوجاتے ہیں۔ حالانکہ نبی اکرم ﷺ تو بچوں کے ساتھ بے انتہا محبت وشفقت سے پیش آیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو پیار کیا اور آپ ﷺ کی مجلس میں حضرت اقرع بن حابس التیمی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ انھوں نے کہا: میرے دس لڑکے ہیں، لیکن میں نے آج تک کسی کو پیار نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے ان پر (افسوس کی) نظر ڈالتے ہوئے فرمایا:

«مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ»[1]

"جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا، اس پر بھی رحم نہیں کیا جائے گا۔"

④ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر (تعجب سے) کہنے لگا: کیا آپ لوگ اپنے بچوں کو پیار کرتے ہیں، جب کہ ہم ایسا نہیں کرتے؟ آپ ﷺ نے تعجب سے اسے دیکھتے ہوئے فرمایا:

«أَوَ أَمْلِكُ لَكَ إِنْ نَزَعَ اللّٰهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ؟»[2]

"اگر اللہ تعالیٰ تمھارے دل سے محبت کو نکال لے تو میں کیا کرسکتا ہوں؟"

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الأدب و الأدب المفرد، رقم الحديث (٦٥)

[2] صحيح البخاري، حواله سابقه و صحيح مسلم، رقم الحديث (٦٤) الأدب المفرد للبخاري، رقم الحديث (٩٠)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

⑤ بچوں سے نبی کریم ﷺ کی محبت کا عالم یہ تھا کہ اپنے نواسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اپنی گود میں لیتے، سینے سے چمٹا لیتے اور فرماتے:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا» [1]

''یااللہ! میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت رکھ۔''

⑥ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ دن کے ایک حصے میں باہر تشریف لائے۔ میں آپ ﷺ کے ساتھ تھا۔ ہم دونوں بالکل خاموش تھے، آپ ﷺ نے مجھ سے کوئی بات کی اور نہ میں کچھ بولنے کی جرأت کرسکا، یہاں تک کہ آپ ﷺ بنی قینقاع کے بازار تک آئے، پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے صحن میں آکر بیٹھ گئے اور فرمایا:

«أَثَمَّ لُكَعُ؟ أَثَمَّ لُكَعُ؟» ''چھوٹا کہاں ہے؟ چھوٹا کہاں ہے؟''

لیکن انھیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کچھ دیر روک لیا، تو میں سمجھ گیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا انھیں خوشبو کا ہار پہنا رہی ہیں یا نہلا دھلا رہی ہیں، پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ تیزی سے دوڑتے ہوئے آئے اور آتے ہی نبی کریم ﷺ کے سینے سے لپٹ گئے۔ آپ ﷺ نے انھیں پیار کیا اور فرمایا:

«اَللّٰهُمَّ أَحْبِبْهُ وَأَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّهُ» [2]

''اے اللہ! تو اسے لوگوں کا محبوب بنا اور جو اس سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت کر۔''

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٣٧٣٥، ٣٧٤٦)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢٠١٦) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٤٢١)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

⑦ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، اتنے میں حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما آئے۔ دونوں سرخ قمیص زیبِ تن کیے ہوئے تھے۔ (قمیص کی لمبائی کی وجہ سے) چلتے ہوئے لڑکھڑا کر گر رہے تھے، آپ ﷺ سے رہا نہیں گیا تو آپ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے اور انھیں اٹھا کر اپنے سامنے بٹھا لیا، پھر آپ ﷺ نے سورۃ الانفال کی وہ آیت پڑھی، جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ﴾ [التغابن: ١٥]

''بے شک تمھارے مال اور اولاد آزمایش ہیں۔''

پھر فرمایا:

''میں نے ان دونوں بچوں کو دیکھا کہ وہ چلتے ہوئے لڑکھڑا کر گر رہے تھے تو مجھ سے صبر نہیں ہو سکا، یہاں تک کہ مجھے اپنی بات کو روک کر انھیں اٹھانا پڑا۔''[1]

⑧ نبی مکرم علیہ السلام بچوں کو اپنی مجلس میں شریک کرتے، بلکہ بچوں کو اپنے ساتھ سواری پر بٹھا لیتے۔ بسا اوقات اپنے ساتھ منبر پر بٹھا لیتے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے اپنے نواسے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو منبر پر بٹھایا اور کبھی انھیں اور کبھی لوگوں کو دیکھتے ہوئے فرمایا:

« اِبْنِی هٰذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ »[2]

---

[1] سنن أبي داود (٦/ ١٠) سنن الترمذي، رقم الحديث (٣٣٥٨) و سنن النسائي و ابن ماجه و مسند أحمد، صحيح الجامع، رقم الحديث (٣٧٥٧)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢٧٠٤، ٣٧٤٦)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

''یہ میرا بیٹا سردار ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرا دے۔''

یہ پیشین گوئی ۴۱ھ میں پوری ہوئی جبکہ آپ ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر کے مسلمانوں کو ایک عظیم کُشت وخون اور باہمی افتراق وانتشار سے نجات دلائی۔

⑨ نبی کریم ﷺ نے اپنی نواسی حضرت امامہ بنت ابوالعاص رضی اللہ عنہما کو حالتِ نماز میں بھی اٹھائے رکھا، عالم یہ تھا کہ حالتِ قیام میں کندھے پر سوار کر لیتے اور جب حالتِ رکوع یا سجدے میں جاتے تو اتار دیتے۔[1]

⑩ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دس سال آپ ﷺ کی خدمت کی، لیکن کبھی مجھے آپ ﷺ نے یہ نہیں کہا:

«لِمَاذَا فَعَلْتَ هٰذَا وَلِمَ لَمْ تَفْعَلْ هٰذَا؟»

''یہ کام تم نے کیوں کیا اور یہ کام کیوں نہیں کیا؟''

⑪ انصاری بچیاں رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں آتیں اور خوشیوں کے موقع پر دف بجا بجا کر آپ ﷺ کی تعریف میں اشعار پڑھتیں۔ جب کبھی آپ ﷺ تعریف میں غلو محسوس فرماتے تو بڑے پیار سے منع فرماتے۔ ایک مرتبہ ایک بچی نے یہ مصرع پڑھا:

«وَفِينَا رَسُوْلٌ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ»

''ہم میں ایسے رسول ہیں جو کل کو پیش آنے والے حالات بھی جانتے ہیں۔''

آپ ﷺ نے سنا تو فرمایا:

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦٥٠) صحيح مسلم، رقم الحديث (٥٤٣)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

«دَعِي هَذَا وَقُولِي مَا أَنْتِ تَقُولِينَ»

''یہ نہ کہو، بلکہ وہی کہو جو تم پہلے کہہ رہی تھی۔''

محبت و شفقت کا یہی برتاؤ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تھا۔ وہ بھی ہر معاملے میں رسولِ اکرم ﷺ کا پرتو تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھے پر سوار کرلیا اور فرمانے لگے:

«بِأَبِي شَبِيهٌ بِالنَّبِيِّ، لَيْسَ شَبِيهٌ بِعَلِيٍّ» [1]

''یہ رسول اللہ ﷺ کے زیادہ مشابہ ہیں نہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ سن کر ہنسنے لگے۔

بچوں کو بلانے کا انداز:

قرآنِ مجید نے اپنے ماننے والوں کو اس کی بھی تعلیم دی ہے کہ باپ اپنے بچوں کو کن الفاظ سے مخاطب ہو اور اولاد کن الفاظ سے اپنے باپ کو بلائے۔ قرآنِ مجید میں اس طرح کے کئی واقعات مذکور ہیں، جن میں اللہ کے نیک بندوں نے اپنی اولاد کو خطاب کیا اور انتہائی محبت وشفقت کے ساتھ اُن الفاظ میں مخاطب کیا، جن سے زیادہ محبت کے الفاظ کہیں نہیں مل سکتے۔

① حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے لڑکے کنعان کو طوفان میں آواز دیتے ہوئے کہا:
﴿ يٰبُنَيَّ ﴾ [هود: ٤٢] ''اے میرے بیٹے!''

② حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ يٰبُنَيَّ ﴾ [الصافات: ١٠٢] ''اے میرے بچے!''

[1] صحیح البخاري، رقم الحدیث (٣٥٤٢، ٣٧٥٠)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

③ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ يٰبُنَيَّ ﴾ [یوسف: ۵] ''اے میرے لختِ جگر!''

④ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے لڑکے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ يٰبُنَيَّ ﴾ [لقمان: ۱۳] ''اے میرے بیٹے!''

بیماری کا روحانی علاج:

اگر کوئی بچہ جن وشیاطین کی جانب سے تکلیف میں مبتلا ہو تو والدین کو چاہیے کہ وہ جسمانی علاج کے ساتھ ساتھ مندرجہ ذیل سورتیں اور دعائیں پڑھ کر انھیں دم کریں یا کسی سے دم کروائیں:

① تعوّذ وتسمیہ کے بعد پوری سورۃ الفاتحہ پڑھیں۔[1]

② پوری پوری سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھیں۔[2]

③ مریض کے جسم کو دائیں ہاتھ سے چھوتے ہوئے یہ دعا پڑھیں:

« اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ أَذْهِبِ الْبَأْسَ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَآءَ إِلَّا شِفَآؤُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا »[3]

''اے انسانوں کے رب! بیماری کو دور کردے، شفا عطا فرما، کیونکہ تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں ہے، ایسی شفا دے کہ کوئی بیماری باقی نہ چھوڑے۔''[4]

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٤٠٤)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٤٧٢٩)

[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٣٥١)

[4] جن و شیطان، جادو، تعویذ گنڈوں اور نظر بد وغیرہ کے علاج و دم کی تفصیلات کے لیے دیکھیں: ہماری کتاب ''جادو کا آسان علاج'' (مطبوعہ مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ، ام القریٰ پبلی کیشنز، گوجرانوالہ، پاکستان۔ توحید پبلی کیشنز، بنگلور، انڈیا)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نظرِ بد کا علاج:

نظرِ بد کی تاثیر برحق ہے، جیسا کہ صحیح بخاری ومسلم کی روایت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«اَلْعَيْنُ حَقٌّ» ”نظر برحق ہے۔“

اس لیے کسی خوب صورت چیز یا خوب صورت بچے کو دیکھیں تو «مَا شَآءَ اللّٰهُ» یا «مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ» کہیں۔ اگر بدنصیبی سے کوئی بچہ نظرِ بد کا شکار ہوگیا تو والدین مندرجہ ذیل دونوں دعاؤں کو تین مرتبہ پڑھ کر مریض پر دم کریں۔ اللہ چاہے تو ضرور شفا حاصل ہوگی۔ جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے لیے کیا تھا:

1. «اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَ مِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ»[1]

 ”میں اللہ تعالیٰ کے تمام کلمات کے ذریعے حفاظت حاصل کرتا ہوں ہر شیطان اور ایذا دینے والے جانور اور ہر نظر لگانے والی آنکھ سے۔“

2. «بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُّؤْذِيْكَ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ»[2]

 ”میں اللہ کا نام لے کر تم پر دم کرتا ہوں، ہر اس چیز سے جو تمھیں تکلیف دے اور ہر شریر نفس کی شرارت سے، یا نظرِ بد کے حسد سے۔ اللہ تمھیں شفا دے، میں اللہ کے نام سے تم پر دم کرتا ہوں۔“

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٣١٩١)

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٨٦)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

جسمانی تکلیف کا علاج:

اگر عام جسمانی تکلیف ہو تو درج ذیل دعائیں پڑھ کر تکلیف کے مقام پر دم کریں:

① «اَعُوذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَ قُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا تَجِدُهُ وَتُحَاذِرُهُ»[1]

''میں اللہ کی عزت و قدرت کی پناہ طلب کرتا ہوں اس تکلیف سے جو تم محسوس کر رہے ہو اور جس کا تمھیں اندیشہ ہے۔'' (کم از کم تین مرتبہ)

② «اُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَ مِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ»[2]

''میں اللہ تعالیٰ کے کلمات کاملہ کے ذریعے پناہ مانگتا ہوں، ہر اس برائی سے جو اس نے پیدا کی ہے۔'' (کم از کم تین مرتبہ)

③ «أَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ»[3]

''میں اللہ عظیم سے دعا کرتا ہوں، جو عرش عظیم کا مالک ہے کہ وہ تمھیں شفا دے۔'' (کم از کم سات مرتبہ)

نیند میں ڈر جائیں تو یہ دم کریں:

بچے اگر حالتِ نیند میں ڈر جائیں تو درجِ ذیل دعائیں پڑھ کر ان کے جسم پر دم کریں:

① «اُعِيذُكَ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَاَنْ يَّحْضُرُونَ»[4]

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٢٠٢)
[2] سنن أبي داود، رقم الحديث (٤٧٣٧)
[3] سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٠٨٣)
[4] سنن الترمذي، رقم الحديث (٣٥٢٨)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''میں اللہ کے کلماتِ کاملہ کے ذریعے پناہ مانگتا ہوں، اس کے غضب وعقاب، اس کے بندوں کے شر، شیاطین کے وسوسوں اوران کے میرے پاس حاضر ہونے کے شر سے۔''

❷ «أُعِيذُكَ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ وَّ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَ بَرَأَ وَذَرَءَ وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيهَا وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْأَرْضِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ»[1]

''میں اللہ کے تمام کلمات کی پناہ میں آتا ہوں جن سے کوئی نیک اور بد تجاوز نہیں کرسکتا، تمام مخلوقات کے شر سے اور ہر اس چیز کے شر سے جو آسمان سے اترتی اور آسمان پر چڑھتی ہے اور جو زمین میں داخل ہوتی ہے اور زمین سے نکلتی ہے اور شب وروز کے تمام فتنوں سے اور رات کو آنے والے کے شر سے سوائے اس کے جو بھلائی کے ساتھ آئے۔ اے نہایت رحم کرنے والے!''[2]

اولاد کی وفات پر:

اولاد والدین کے دل کا ٹکڑا ،جگر گوشہ بلکہ میٹھا پھل ہوتی ہے اور انسان کے لیے سب سے زیادہ تکلیف دہ مرحلہ اولاد کی موت کا ہوتا ہے۔ اس موقع پر بسا اوقات صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے۔

---

[1] مسند أحمد (٣/ ٤١٩)

[2] قرآن وسنت کی سیکڑوں دعاؤں اور اذکار کے لیے دیکھیں ہماری کتاب: ''مسنون ذکرِ الٰہی'' (مطبوعہ مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ وتوحید پبلی کیشنز بنگلور، انڈیا)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

1. ایک عورت کو رسولِ کریم ﷺ نے اپنے بچے کی قبر پر آہ و زاری کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

«إتَّقِي اللّٰهَ وَاصبِرِي» ”اللہ سے ڈرو اور صبر کرو۔“

اس عورت نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا نہ تھا۔ کہنے لگی:

«إِلَيكَ عَنِّي، فَإِنَّكَ لَم تُصِبْ بِمُصِيبَتِي، وَلَم تَعرِفهُ»

”آپ مجھ سے ہٹ جائیں، کیونکہ آپ کو مجھ جیسی مصیبت سے پالا نہیں پڑا، پھر آپ کو کیا پتا؟“

آپ ﷺ وہاں سے چل دیے۔ بعد میں کسی نے اس عورت کو خبر دے دی کہ تو نے جن کے ساتھ گستاخی سے بات کی ہے، وہ اللہ کے رسول ﷺ تھے۔ وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی:

اب میں صبر کرتی ہوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

«اَلصَّبرُ عِندَ الصَّدمَةِ الأُولىٰ»[1]

”پہلے ہی صدمے پر صبر کرنے کا نام صبر ہے۔“

2. نبیِ اقدس ﷺ کی آنکھیں بچوں کی وفات پر اشک بار ہو جاتیں۔ آپ ﷺ اپنے چھوٹے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت موجود تھے۔ بچہ موت کی تکلیف سے دو چار تھا اور اس کی نبض ڈوب رہی تھی، آپ ﷺ اس منظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے اور بچے کو گود میں لیے ہوئے فرما رہے تھے:

« إِنَّ العَينَ تَدمَعُ، وَالقَلبُ يَحزَنُ، وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يَرضَىٰ

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (١٢٠٢، ١٢١٨)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

رَبُّنَا، وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُونُونَ»[1]

”آنکھیں اشک بار ہیں، دل غمگین ہے، لیکن ہم زبان سے وہی بات کہیں گے جس پر ہمارا رب راضی ہو۔ اے ابراہیم! ہم آپ کی جدائی پر نہایت رنجیدہ ہیں۔“

٣ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:

حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے پاس خبر بھیجی کہ ان کے صاحبزادے کی وفات کا وقت قریب آ چکا ہے، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں سلام کہتے ہوئے، اس موقع پر یہ پیغام بھیجا:

« إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَعْطٰى وَلَهُ مَا أَخَذَ، وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ»[2]

”جو دیا ہے وہ اللہ کا ہے اور جو لیا ہے وہ بھی اللہ ہی کا ہے اور ہر چیز کے لیے اس کے پاس ایک وقت مقرر ہے، اس لیے آپ صبر کریں اور اس صبر پر اللہ تعالیٰ سے اجر کی امید رکھیں۔“

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قسم دیتے ہوئے ضرور آنے کے لیے کہلا بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت سعد بن عبادۃ، معاذ بن جبل، ابیّ بن کعب، زید بن ثابت اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی چل پڑے۔ (جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے تو) بچے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب بڑھایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کو اپنی گود میں بٹھایا۔ بچے کا عالم یہ تھا کہ اس کی سانسیں

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (١٢١٩)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (١٥٢٣) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٢٠٣)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ٹوٹ رہی تھیں۔ یہ منظر دیکھ کر آپ علیہ السلام کی آنکھیں بہہ پڑیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! یہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”یہ رحمت ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھا ہے۔“

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا:

”اللہ تعالیٰ اپنے انھیں بندوں پر رحم کرتے ہیں، جو دوسروں پر مہربانی کرتے ہیں۔“

اسی لیے مولانا حالی رحمہ اللہ نے فرمایا:

کرو مہربانی تم اہلِ زمین پر
خدا مہرباں ہوگا عرشِ بریں پر

۴ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان والدین کو جنت کی خوشخبری عطا فرمائی، جو اِس کرب ناک موقع پر صبر کرتے ہوئے اللہ تعالی کی مشیّت پر راضی رہتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

« مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ لَهُ ثَلَاثَةٌ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ »[1]

”جس مسلمان کے تین نابالغ بچے فوت ہوجاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنی اس رحمت سے جو ان بچوں کے لیے ہے، اسے ضرور جنت میں داخل کرے گا۔“

۵ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (عورتوں سے) ارشاد فرمایا:

« مَا مِنْكُنَّ مِنَ امْرَأَةٍ تُقَدِّمُ ثَلَاثَةً مِّنَ الْوَلَدِ إِلَّا كَانُوا لَهَا

[1] صحيح البخاري (٣/ ٩٥، ٩٦) رقم الحديث (١٢٩١)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

حِجَاباً مِّنَ النَّارِ»[1]

''تم میں سے جس عورت کے تین بچے وفات پا جاتے ہیں، وہ اس کے لیے دوزخ سے آڑ بن جائیں گے۔''

ایک عورت نے کہا: اگر دو وفات پا جائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

''ہاں، دو بھی۔''

٦ حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب کسی بندے کا بچہ فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہتا ہے: تم نے میرے بندے کے بچے کی جان لے لی؟ وہ کہیں گے ''ہاں'' پھر فرماتا ہے: تم نے اس کے دل کا پھل توڑ لیا؟ وہ کہیں گے: ''ہاں'' پھر فرمائے گا: میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہیں گے: ''اس نے تیری حمد و تعریف کی اور «إِنَّا لِلّٰه وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ» پڑھا؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

«اِبْنُوا لِعَبْدِیْ بَيْتاً فِيْ الْجَنَّةِ وَسَمُّوْهُ بَيْتَ الْحَمْدِ»[2]

''میرے بندے کے لیے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام ''بیت الحمد'' رکھو۔''

اولاد پر والدین کی نیکیوں کے اثرات:

اولاد پر والدین کی نیکیوں اور ان کی دعاؤں کے بڑے ہی خوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اگر اولاد بھی والدین کے نقشِ قدم پر چلتی ہوئی نمازوں کی

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٩٩)

[2] سنن الترمذي، رقم الحديث (١٠٢١) صحيح الجامع، رقم الحديث (٧٩٥) و الصحيحة، رقم الحديث (١٤٠٨)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

پابند اور دینی شعائر کی علم بردار بنتی ہے تو اللہ تعالیٰ دنیا میں اولاد کو آباد و خوشحال رکھتے ہیں، جیسا کہ حضرت موسیٰ اور خضر علیہما السلام کے واقعے میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿ وَ اَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَ كَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَ كَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَاۤ اَشُدَّهُمَا وَ يَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ وَ مَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴾ [الکھف: ۸۲]

''اور دیوار کا معاملہ یہ ہے کہ وہ دو یتیم بچوں کی ہے جو اس شہر میں رہتے ہیں اور اس دیوار کے نیچے ان بچوں کے لیے ایک خزانہ مدفون ہے اور ان کا باپ نیک آدمی تھا، اس لیے تمھارے رب نے چاہا کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچیں اور اپنا خزانہ نکال لیں، یہ تمھارے رب کی رحمت کی وجہ سے (کیا گیا) ہے، میں نے اپنے اختیار سے کچھ نہیں کیا، یہ ان باتوں کی حقیقت ہے جن پر تم صبر نہیں کر سکے۔''

اس آیت سے مستفاد ہوتا ہے کہ باپ کی نیکی اولاد کی جانی و مالی حفاظت کا سبب بنتی ہے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ ان دونوں یتیموں کے باپ ہی نے وہ مال دفن کیا تھا۔ جبکہ بعض اہلِ علم کا خیال یہ ہے کہ ان کے ساتویں یا دسویں پردادا نے مال دفن کیا تھا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ اپنے نیک بندوں کی اولاد کی کئی پشتوں تک حفاظت فرماتا ہے۔

سنن ترمذی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ صالح آدمی کی اولاد، اس کی اولاد کی اولاد، اس کے خاندان والوں اور اس کے اردگرد کے خاندانوں کی حفاظت فرماتا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ وہ ان کے درمیان جب تک ہوتا ہے، سبھی اس کی وجہ سے اللہ کی حفظ وامان میں ہوتے ہیں۔''

امام قرطبی رحمہ اللہ نے سورۃ الاعراف کی آیت (۱۹۶):

﴿ اِنَّ وَلِیِّ َۧ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَ هُوَ یَتَوَلَّى الصّٰلِحِیْنَ﴾

''بے شک میرا حامی و ناصروہ اللہ ہے، جس نے یہ کتاب نازل کی ہے، وہ نیک لوگوں کی مدد کرتا ہے۔''

سے اس معنیٰ پر استدلال کیا ہے۔[1]

اسی طرح آخرت میں نیک اعمال کی کمی بیشی کے باوجود اللہ تعالیٰ اولاد کو والدین کے ساتھ نہ صرف جنت میں داخلہ عطا فرماتے ہیں، بلکہ انھیں ان کے والدین کے ساتھ جنت میں اکٹھا کر دیتے ہیں، تاکہ اس سے ان کے والدین کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں، جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَمَاۤ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ كُلُّ امْرِئٍۭ بِمَا كَسَبَ رَهِیْنٌ﴾ [الطور:۲۱]

''اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے معاملے میں ان کے نقشِ قدم کی اتباع کی، ان کی اس اولاد کو بھی (جنت میں) ہم ان کے ساتھ ملا دیں گے اور ان کے اعمال (کے ثواب) میں ہم کچھ بھی کمی نہیں کریں گے۔ ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے گروی ہوگا۔''

---

[1] تیسیر الرحمن لبیان القرآن (ص: ۷۵۸، ۷۵۷)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

دوسرا باب

روحانی تربیت

ماں کا کردار:

بچوں کی جسمانی تربیت کے ساتھ ضروری ہے کہ بچوں کی دینی، اسلامی، روحانی اور اخلاقی تربیت بھی کی جائے، اس سلسلے میں ماں کا کردار باپ سے زیادہ اہم ہے، کیونکہ بچے کی سب سے پہلی تربیت گاہ ماں کی آغوش ہے۔ بچہ، ماں کے ایک ایک قطرۂ شِیر کے ساتھ اس کے اخلاق و عادات کو بھی اپنے دل ودماغ میں اتارتا جاتا ہے۔ ماں اگر مومنہ ومسلمہ اور پابندِ شریعت ہے تو بچے سے بھی یہ امید کی جاسکتی ہے کہ وہ آیندہ چل کر صاحبِ ایمان اور پابندِ شرع ہوگا۔ اگر بدقسمتی سے ماں ہی دین و ایمان سے خالی، آزاد خیال اور فیشن کی دل دادہ ہے تو اس سے پیدا ہونے والی نسل بھی فیشن پرست، دین بے زار اور اسلامی تربیت سے عاری ہوگی۔

صحابیات رضی اللہ عنہن اور اللہ تعالیٰ کی دیگر نیک بندیوں کے بے شمار واقعات ہیں کہ ان کی حُسنِ تربیت کی وجہ سے ان کی گودوں سے ایک ایسی نسل پیدا ہوئی، جنھوں نے آدھی سے زیادہ دنیا کو علم وعرفان، حق وصداقت، عدالت وشجاعت اور اخلاص وللّٰہیت سے بھر دیا۔ صحابیات رضی اللہ عنہن چھوٹے چھوٹے بچوں تک کو روزہ رکھواتیں، اگر وہ بھوک سے رونے لگتے تو کھلونوں سے ان کے دل بہلاتیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بچوں کے روزے:

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بچوں کے روزوں کے سلسلے میں بھی وضاحت کر دی جائے کہ ان پر روزے اگرچہ فرض تو نہیں، کیونکہ سنن ابو داود و ترمذی اور مسند احمد میں ارشادِ نبوی ہے:

« رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثٍ: عَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتَّى يَفِيْقَ، وَعَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ، وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَحْتَلِمَ»[1]

''تین قسم کے لوگ مرفوع القلم (شرعاً غیر مکلّف) ہیں: پاگل یہاں تک کہ اس کا پاگل پن دور نہ ہو جائے۔ سویا ہوا یہاں تک کہ وہ نیند سے بیدار نہ ہو جائے اور بچہ یہاں تک کہ وہ عمرِ احتلام (بلوغت) کو نہ پہنچ جائے۔''

یہ تو ہوا بچوں کے روزے کا شرعی حکم، لیکن اگر بچہ اس عمر میں ہو کہ روزہ رکھ سکتا ہو تو اس کے لیے روزہ رکھنا مستحب عمل ہے، لہٰذا اس کے والدین یا سرپرستوں کو چاہیے کہ اسے روزے کی ترغیب دلائیں، تاکہ وہ اس کا عادی ہو جائے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسے ہی کیا کرتے تھے، چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ربیّع بنت معوّذ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ یومِ عاشورا کی صبح نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی بستیوں میں یہ اعلان کروایا:

« مَنْ كَانَ اَصْبَحَ صَائِماً فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ، وَمَنْ كَانَ اَصْبَحَ مُفْطِراً فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ»[2]

''جس نے روزے کی حالت میں صبح کی ہے تو وہ اپنا روزہ پورا

[1] إرواء الغليل (٢/ ٤) و صححه الألباني

[2] المنتقىٰ مع النيل (٢/ ٤/ ١٩٨)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کرے اور جس نے افطاری کی حالت میں صبح کی ہے، اسے چاہیے کہ دن کے بقیہ حصے کا روزہ رکھ لے۔''

حضرت ربیّع رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

«فَكُنَّا بَعْدَ ذٰلِكَ نَصُومُهُ وَ نُصَوِّمُهُ صِبْيَانَنَا الصِّغَارَ مِنْهُمْ، وَنَذْهَبُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَنَجْعَلُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ، فَإِذَا بَكَى أَحَدُهُمْ مِنَ الطَّعَامِ أَعْطَيْنَاهَا إِيَّاهُ حَتَّى يَكُونَ عِنْدَ الْإِفْطَارِ»

''اس کے بعد سے ہم لوگ یوم عاشورا کا روزہ رکھا کرتے تھے اور اپنے چھوٹے بچوں کو بھی رکھواتے تھے۔ ہم مسجد میں جاتے تو بچوں کو کھیلنے کے لیے روئی کا کھلونا بنا دیتے تھے، جب کوئی بچہ کھانے کی ضد کرتا اور روتا تو اسے کھلونا دے کر بہلا لیتے، حتی کہ افطار کا وقت ہو جاتا۔''

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رمضان میں پکڑ کر لائے جانے والے شرابی سے مخاطب ہو کر فرمایا:

«وَيْلَكَ وَصِبْيَانُنَا صِيَامٌ»

''تیرا برا ہو! ہمارے تو بچے بھی روزے سے ہیں۔'' پھر اسے مارا۔

اس اثر کو امام بخاری رحمہ اللہ نے تعلیقاً بیان فرمایا ہے، البتہ سنن سعید بن منصور اور الجعدیات بغوی میں یہ اثر مرفوعاً بھی مروی ہے۔ امام بغوی کی ایک روایت میں تو یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اسّی کوڑے مارنے اور شام کی طرف ملک بدر کر دینے کا حکم فرمایا۔[1]

امام ابن سیرین، زہری، شافعی اور سلفِ صالحین رحمہم اللہ کی ایک جماعت کا

---

[1] نيل الأوطار (٢/ ٤/ ١٩٨، ١٩٩)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کہنا ہے کہ جب بچہ روزہ رکھ سکنے کی طاقت کو پہنچ جائے تو اسے روزے کی عادت ڈالنے کے لیے روزہ رکھنے کا حکم دینا چاہیے۔ ایسے بچے کی عمر کے سلسلے میں سات، دس اور بارہ سال کے مختلف اقوال ملتے ہیں۔ لیکن اس سلسلے میں کوئی واضح دلیل نہیں ہے، لہٰذا عمر کے بجائے طاقت وقدرت ہی کا اعتبار ہوگا۔

توحید کی تعلیم:

ماں کے لیے ضروری ہے کہ بچے جس وقت بولنا سیکھیں، سب سے پہلے انھیں اپنے خالق و مالک اللہ تعالیٰ کا مبارک ومقدس نام سکھائیں، پھر انھیں کلمہ توحید ”لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه“ سکھلائیں، اسی طرح ”سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ“ جیسے کلمات سکھلائیں۔

والدین کے لیے ضروری ہے کہ اپنی اولاد کو سب سے پہلے توحید کی تعلیم دیں اور بچوں کی شروع ہی سے ایسی اسلامی تربیت کریں کہ زندگی کی آخری سانس تک موحد وہ رہیں، ان کا عقیدۂ توحید زندگی کے کسی بھی موڑ پر نہ لڑکھڑائے۔ بچوں کے ذہن پر ایامِ طفولیت ہی سے یہ نقش کر دیں کہ جس ذاتِ والا صفات کی ہم عبادت اور بندگی کرتے ہیں، اس کا نام نامی اسمِ گرامی اللہ ذوالجلال ہے۔ وہ اپنی ذات وصفات میں یکتا ہے، اس جیسی کوئی چیز نہیں۔ اس کی بادشاہت میں کوئی شریک نہیں۔ ساری کائنات کا نفع ونقصان، موت وحیات، بیماری اور شفا اس کے دستِ قدرت میں ہے۔ وہی ہے جو رزق دیتا ہے اور اولاد دیتا ہے۔ وہی زندگی اور موت کا مالک ہے۔ سب اس کے محتاج ہیں، وہ غنی ہے اور سب اس کے فقیر ہیں۔ جو کچھ ملتا ہے، اسی کے در سے ملتا ہے اور وہی سب کا ”داتا“ ہے۔ وہ جسے دے اسے کوئی روک نہیں سکتا، جسے نہ دے اسے کوئی نہیں دے سکتا

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اور غیب وحاضر کا جاننے والا، آسمانوں زمینوں کا خالق، مشکل کُشا اور دلوں کا پھیرنے والا وہی ہے۔ ہر قسم کی عبادت اسی کے لیے زیبا ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اُعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ﴾ [هود: ٥٠]

''ایک اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمھارا کوئی الٰہ نہیں ہے۔''

جو شخص اللہ کی الوہیت کا اقرار بھی کرے اور ساتھ ساتھ اللہ کے علاوہ اس کی مخلوق کو رزق دینے والا، اولاد دینے والا، نفع ونقصان کا مالک، حاجت روا، مشکل کُشا، داتا، الغرض اللہ تعالیٰ کی خصوصیات میں اللہ کی مخلوق کو شریک بھی کرے تو ایسا شخص موحد نہیں کہلا سکتا، بلکہ وہ مشرک ہوتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

توحید کی اقسام

توحید کی تین قسمیں:

① توحیدِ رُبوبیت، یعنی کائنات کے تمام اختیارات صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ماننا۔

② توحیدِ اُلوہیت، یعنی عبادت کی تمام قسموں کو صرف اسی کے لیے مخصوص کرنا۔

③ توحیدِ اسما و صفات، یعنی اللہ تعالیٰ کے اسماے حسنیٰ اور صفاتِ عُلیا کی خصوصیات کو اس کی شان کے مطابق اسی کے لیے خاص تسلیم کرنا۔

① توحیدِ ربوبیت:

اللہ تعالیٰ کو تخلیقِ کائنات، حاکمیتِ اعلی اور تدبیرِ کائنات میں یکتا اور تنہا تسلیم کیا جائے۔ دوسرے لفظوں میں اللہ تعالیٰ اپنی پوری کائنات کا خالق و مالک، رزّاق اکیلا ہی پوری کائنات کا مدبّر اوور اس کا نظام چلانے والا ہے۔ وہی حاکمِ مطلق ہے، کوئی اس کا وزیر، مُشیر اور شریکِ کار نہیں۔ وہی موت وحیات کا مالک اور وہی ''مختارِ کُل'' اور قادرِ مطلق ہے۔ جو چاہے، جب چاہے اور جیسے چاہے، وہ کرنے پر قادر ہے۔ اسے کوئی مجبور نہیں کرسکتا، وہ غنی ہے اور پوری کائنات اس کی محتاج ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ [الفاطر: ۳]

''کیا اللہ کے سوا بھی کوئی خالق ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

رزق دیتا ہو؟ اس کے علاوہ کوئی دوسرا حقیقی معبود نہیں۔''

معبودانِ باطلہ کی نفی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾ [الملك: ١]

''بڑی بابرکت ذات ہے، وہ جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

پوری کائنات کا نظام چلانے والا، ''مختارِ کُل''، ''حاجت روا'' اور ''مشکل کُشا'' صرف اللہ تعالیٰ کی ذاتِ بابرکات ہے۔ یہ کس قدر جامع ارشاد ہے:

﴿اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ [الأعراف: ٥٤]

''سن لو! ساری مخلوق اللہ کی ہے اور حکم بھی اسی کا چلتا ہے، بہت ہی بابرکت ہے اللہ رب العزت جو سارے جہانوں کا رب ہے۔''

② توحیدِ الوہیت:

توحیدِ الوہیت کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کسی قسم کی عبادت یا عبادت کا کوئی حصہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کے لیے مخصوص نہ کرے، خواہ وہ کوئی مقرب فرشتہ ہو یا نبی ہو یا کوئی اور نیک انسان یا کوئی بھی دوسری مخلوق ہو، کیونکہ ہر طرح کی عبادت صرف خالق کا حق ہے اور تمام مخلوق اسی کی عبادت گزار ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ اِنَّنِیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ وَّ بَشِیْرٌ﴾ [هود: ٢]

''اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، میں تم کو اللہ کی طرف سے ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نیز فرمایا:

﴿ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ [یوسف: ٤٠]

''ہر قسم کی بادشاہت اللہ ہی کے لیے ہے، اس نے حکم دیا ہے کہ تم صرف اسی کی عبادت کرو، یہی مضبوط دین ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔''

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿ وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾ [الإسراء: ٢٣]

''آپ کے رب کا حکم ہے کہ آپ صرف اسی کی عبادت کریں اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئیں۔''

مذکورہ بالا آیاتِ مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ ہر قسم کی عبادت اللہ ہی کے لیے خاص ہے اور کسی قسم کی عبادت میں اللہ تعالیٰ کے انبیا علیہم السلام یا فرشتوں یا نیک لوگوں کو شامل کرنا جائز نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تردید کرتے ہوئے جو اللہ کے حقِ الوہیت اور رُبوبیت میں غیر اللہ کو شریک کرتے ہیں، فرمایا ہے:

﴿ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ [التوبة: ٣١]

''انھوں نے اپنے علما اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنا لیا۔''

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر خود رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سامنے بیان فرمائی کہ جب وہ اسلام لانے کی غرض سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سامنے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی:

«إِنَّهُمْ لَمْ يَعْبُدُوهُمْ» ''وہ ان کی عبادت تو نہیں کیا کرتے تھے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کیوں نہیں! جب ان کے علما و بزرگان ان کے لیے حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دیتے تو وہ ان کی پیروی کیا کرتے تھے، یہی تو ان کی عبادت تھی۔''[1]

گویا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے خلاف کسی کی بات پر عمل پیرا ہونے کو اس کی عبادت قرار دیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا:

«أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ؟»

''اللہ کے ہاں کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟''

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا:

«أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ»[2]

''تو اللہ کا کسی کو شریک بنائے، حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔''

③ توحیدِ اسما و صفات:

وہ اسمائے حسنیٰ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے منتخب فرمائے ہیں اور جن جن صفاتِ کمال کے ساتھ اپنی ذاتِ بابرکات کو اس نے یا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو موصوف کیا ہے، ان کے بارے میں یہ عقیدہ رکھا جائے کہ وہ تمام نام اچھے اور تمام صفات بلند ہیں اور اللہ تعالیٰ کو ان میں یکتا و تنہا تسلیم کیا جائے اور جس

[1] صحيح سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٤٣١)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٤٢٠٧) صحيح مسلم، رقم الحديث (٨٦)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

طرح اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنٰی اور صفاتِ باکمال کتاب اللہ اور حدیثِ پاک میں مذکور ہیں، ان کی حقیقت کو اسی طرح تسلیم کیا جائے اور ہر قسم کی تاویل، تحریف، تعطیل، تمثیل اور تشبیہ سے گریز کیا جائے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَيۡسَ كَمِثۡلِهِۦ شَيۡءٞۖ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلۡبَصِيرُ ﴾ [الشوریٰ: ١١]

''اس (اللہ تعالیٰ) کی مثل کوئی چیز نہیں، وہ خوب سننے اور دیکھنے والا ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿ فَلَا تَضۡرِبُواْ لِلَّهِ ٱلۡأَمۡثَالَۚ إِنَّ ٱللَّهَ يَعۡلَمُ وَأَنتُمۡ لَا تَعۡلَمُونَ ﴾ [النحل: ٧٤]

''پس اللہ تعالیٰ کے لیے مثالیں مت بناؤ، اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو۔''

اولاد کو یہ ذہن نشین کرانا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی مخلوق پر اور اس کی صفاتِ باکمال کو مخلوق کی صفات پر قیاس کرنا جائز نہیں، تاکہ آگے چل کر وہ راسخ العقیدہ اور موحد مسلمان بن کر اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو شرک سے بچا سکیں۔

چند ضروری آداب اور دعائیں:

اسلام میں دعا اور ذکر واذکار کی خاص اہمیت ہے۔ بندہ مومن کی زبان ہر وقت اللہ کی یاد سے تر رہتی ہے، اسی لیے نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو ہر موقع کی مناسبت سے متفرق اذکار اور دعائیں بتائی ہیں، تاکہ ان سے اللہ تعالیٰ کی یاد بھی باقی رہے اور انسان ہر قسم کے شر وفساد سے بھی محفوظ رہے۔ ذیل میں چند آداب اور دعائیں نقل کی جارہی ہیں، جن کا یاد ہونا نہایت ہی ضروری ہے۔

والدین یہ دعائیں خود یاد کرلیں اور پھر بچوں کو سکھلائیں اور عملی طور پر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

انھیں ان کا پابند بنائیں، نیز آیۃ الکرسی، سورۃ البقرۃ کی آخری آیات، تیسویں پارے کی آخری چھوٹی چھوٹی سورتیں اور دعاے قنوت وغیرہ حفظ کروائیں۔

کھانے پینے کے آداب:

① کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھوئیں۔

② جب کھانا شروع کریں تو دائیں ہاتھ سے کھائیں پییں، کیونکہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا پیتا ہے۔

③ اپنے آگے سے کھائیں اور پہلے یہ دعا پڑھیں:

"بِسۡمِ اللّٰہِ" "شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے۔"[1]

④ اگر کھانے کے شروع میں "بِسۡمِ اللّٰہِ" بھول جائیں اور کھانے کے دوران میں یاد آ جائے تو اس طرح پڑھ لیں: «بِسۡمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَآخِرَہٗ» "اللہ کے نام سے اس کے اول اور اس کے آخر میں۔"[2]

⑤ کھانے میں عیب نہ نکالیں۔ اچھا لگے تو کھائیں ورنہ چھوڑ دیں۔ یہی رسول اللہ ﷺ کا طریقہ ہے۔[3]

⑥ ٹیک لگا کر نہ کھائیں۔

⑦ کسی کے گھر میں کھانا کھائیں تو میزبان کو ان الفاظ میں دعا دیں:

«اَللّٰھُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِيْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِيْ، اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَھُمْ فِيْمَا رَزَقْتَھُمْ وَاغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ»[4]

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٤٨٦٨)

[2] سنن الترمذي، كتاب الجنائز، رقم الحديث (١٨٨)

[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (٣٣٧٠) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٠٦٤)

[4] صحيح مسلم (٣/ ١٢٥، ١٢٦)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

”اے اللہ! جس نے مجھے کھلایا تو اسے کھلا اور جس نے مجھے پلایا تو اسے پلا۔ اے اللہ! تو نے انھیں جو کچھ دیا ہے، اس میں برکت عطا کر اور انھیں بخش دے اور ان پر رحم فرما۔“

٨ معدہ بھر کر نہ کھائیں، بلکہ پیٹ کا ایک حصہ کھانے کے لیے، ایک پانی کے لیے اور ایک سانس لینے کے لیے خالی رکھیں۔[1]

٩ سونے چاندی کے برتنوں میں نہ کھائیں۔

١٠ اگر کھانے کا کوئی لقمہ نیچے گر جائے تو اللہ کی نعمت کی قدر کرتے ہوئے اس سے مٹی وغیرہ صاف کر کے کھالیں۔

١١ کھانے سے فارغ ہو کر یہ دعا کریں:

«اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا هٰذَا وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّي وَلَا قُوَّةٍ»[2]

”تمام تعریف اللہ کے لیے ہے، جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور میری کسی بھی کوشش و طاقت کے بغیر مجھے یہ کھانا عطا کیا۔“

١٢ ایک ہی سانس میں اونٹ کی طرح نہ پییں۔

١٣ پینے سے پہلے ”بِسْمِ اللّٰهِ“ اور پینے کے بعد ”اَلْحَمْدُ لِلّٰه“ کہیں۔

١٤ پانی میں پھونک نہ ماریں۔

١٥ پانی بیٹھ کر پییں اور بلا وجہ کھڑے کھڑے نہ پییں۔

١٦ دودھ اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اسے پی کر یہ دعا کرنی چاہیے:

«اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ»[3]

---

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٣٨٠)

[2] سنن أبي داود، صحيح سنن الترمذي (٢/ ١٥٩)

[3] صحيح سنن الترمذي، رقم الحديث (٣٤٥٥)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

”اے اللہ! تو ہمارے لیے اس میں برکت دے اور اس سے زیادہ عطا فرما۔“

سونے کے آداب:

جب رات کو سونے کے وقت بستر پر آئیں تو ان آداب کو ملحوظ رکھیں:

١ وضو کرنا۔ ٢ بستر پر لیٹنے سے پہلے بستر کو جھاڑنا۔

٣ سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کو ایک ایک بار پڑھ کر دونوں ہاتھوں میں پھونک مار کر پہلے چہرے اور جسم کے اگلے حصے پر اور پھر جہاں تک ممکن ہو سکے باقی جسم پر ہاتھ پھیرنا۔ ایسا تین بار کریں۔

٤ آیۃ الکرسی پڑھنا۔ سوتے وقت پڑھنے سے جان ومال کی حفاظت ہوتی ہے۔

٥ 33 مرتبہ سبحان اللہ، 33 مرتبہ الحمد للہ اور 34 مرتبہ اللہ اکبر پڑھنا۔ اس سے دن بھر کی تھکان دور ہوتی ہے۔

٦ جب سونے لگیں تو دائیں پہلو پر لیٹ کر دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے رکھ کر یہ دعا کریں:

«اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوْتُ وَأَحْيَا»[1]

”اے اللہ! میں تیرے نام سے سو رہا ہوں اور تیرے ہی نام سے اٹھوں گا۔“

سو کر اٹھیں تو یہ دُعا کریں:

«اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ»[2]

”تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں، جس نے ہمیں زندگی بخشی ہمیں مردہ کر دینے کے بعد اور اسی کی طرف جی اٹھنا ہے۔“

[1] صحيح البخاري مع الفتح (١١/ ٩٨)

[2] صحيح البخاري (١١/ ١١٣) صحيح مسلم (٤/ ٢٠٨٣)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

قضائے حاجت کے آداب اور دعائیں:

بیت الخلا میں داخل ہوتے وقت اور داخل ہونے کے بعد اِن آداب کو ملحوظ رکھیں:

① بیت الخلا میں داخل ہوتے وقت یہ دُعا کریں:

«اَللّٰھُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ»[1]

''اے اللہ! تحقیق میں تیری پناہ چاہتا ہوں، ناپاک نر و مادہ جنّوں سے۔''

سنن سعید بن منصور کی روایت میں اس دعا کے شروع میں: ''بِسْمِ اللّٰهِ'' کہنا بھی وارد ہوا ہے۔[2]

② بایاں پاؤں پہلے اندر داخل کریں۔

③ زمین سے قریب ہوکر کپڑا اُٹھائیں۔[3]

④ پیشاب کے چھینٹوں سے بچیں، کیونکہ قبر میں زیادہ تر عذاب پیشاب سے نہ بچنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔[4]

⑤ کسی سے اس دوران میں ہرگز بات چیت نہ کریں، کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔[5]

⑥ بیت الخلا میں داخل ہوجانے کے بعد اللہ کا نام لینا، اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا نام لینا یا زبان سے کوئی ذکر و اذکار یا دعا وغیرہ کرنا ناجائز ہے۔[6]

---

[1] صحيح البخاري (١/ ٤٥) صحيح مسلم (١/ ٢٨٣)

[2] دیکھیں: فتح الباري (١/ ٢٤٤) نيل الأوطار (ص: ٧٥)

[3] سنن الترمذي، رقم الحديث (١٤)

[4] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢١٨) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٩٢)

[5] سنن أبي داود، رقم الحديث (١٥) سنن ابن ماجه (٣٤٢) مسند أحمد (٣/ ٣٦)

[6] سنن أبي داود، رقم الحديث (١٩) سنن الترمذي، رقم الحديث (١٧٤٦) سنن النسائي (٨/ ١٧٨) سنن ابن ماجه، رقم الحديث (٣٠٣)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑦ اپنی شرم گاہ کو دایاں ہاتھ ہرگز نہ لگائیں۔

⑧ بائیں ہاتھ سے استنجا کریں۔

⑨ پھر بائیں ہاتھ کو زمین پر رگڑ کر (یا صابن وغیرہ سے) اچھی طرح صاف کریں۔

⑩ بیت الخلا سے نکلتے وقت یہ دعا کریں:

«غُفْرَانَكَ»[1] ''پروردگار! تیری بخشش چاہتا ہوں۔''

چھینک مارنے اور جمائی لینے کے آداب:

① چھینک مارنے والا کہے: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰه'' ''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔''

② چھینک سننے والا کہے: ''یَرْحَمُكَ اللّٰه'' ''اللہ تم پر رحم کرے۔''

③ چھینکنے والا جواب میں کہے: ''یَهْدِیْكَ اللّٰهُ وَ یُصْلِحُ بَالَكَ''
''اللہ تمھیں ہدایت پہ رکھے اور تمھاری حالت درست کرے۔''[2]

④ چھینک مارتے وقت منہ کو رومال، ٹشو یا کسی اور چیز سے ڈھانپ لیں، تاکہ تھوک کے ذرّات پھیلنے سے کسی کو اذیّت نہ ہو۔

⑤ تین مرتبہ چھینکنے کے بعد چھینک آئے تو پھر ''اَلْحَمْدُ لِلّٰه'' کہنا اور اس کا جواب دینا ضروری نہیں ہے۔[3]

⑥ اگر کسی نے چھینک مارتے وقت ''اَلْحَمْدُ لِلّٰه'' نہیں کہا تو اس کا جواب بھی نہیں دینا چاہیے۔[4]

---

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (٣٠) سنن الترمذي، رقم الحديث (٧) سنن ابن ماجه (٣٠٠) مشكاة المصابيح بتحقيق الألباني (١/ ١١١) نيل الأوطار (١/ ٧٣، ٧٤)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٦٢٢٤)

[3] الأدب المفرد، صحيح مسلم، سنن أبي داود، صحيح الجامع (٦٩٧)

[4] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٩٩٢)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

⑦ کافر چھینکے تو «یَهْدِیْكُمُ اللّٰهُ وَ یُصْلِحُ بَالَكُمْ» کہیں۔[1]

⑧ جمائی آنے لگے تو حتی الامکان اسے روکنے کی کوشش کریں، کیونکہ یہ شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔[2]

⑨ جب جمائی آئے تو اپنا ہاتھ منہ پر رکھ لیں، کیونکہ منہ کو کھلا چھوڑ دینے سے اس میں شیطان داخل ہو جاتا ہے۔[3]

⑩ جمائی آئے تو منہ کھلا رکھ کر ہا ہا کی آواز نہ نکالیں، اس سے شیطان ہنستا ہے۔[4]

سلام کے آداب:

سلام مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت ہے۔ اس میں دوسرے مسلمان بھائی کے لیے سلامتی، رحمت اور برکت کی دعا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی بے حد تاکید فرمائی ہے، چنانچہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

«لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰی تُؤْمِنُوا، وَلَا تُؤْمِنُوا حَتّٰی تَحَابُّوا، أَوَ لَا أَدُلُّكُمْ عَلٰی شَيْءٍ إِنْ فَعَلْتُمْ تَحَابَبْتُمْ؟ أَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَكُمْ»[5]

''تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتے، جب تک ایمان نہ لاؤ اور اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے، جب تک ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ کیا میں تمھیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ اگر تم نے اسے کیا تو آپس

---

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٧٣٩) سنن أبي داود، رقم الحديث (٥٠٣٨) مسند أحمد (٤/ ٤٠٠) و سنده صحيح.

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٣١١٥) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٩٩٤)

[3] سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٧٤٦)

[4] مسند أحمد (٢/ ٢٦٥) سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٧٤٦)

[5] صحيح مسلم، رقم الحديث (٨١)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں محبت کرنے لگو گے؟ تم آپس میں سلام کو پھیلاؤ اور اسے رواج دو۔“

مکمل سلام: «اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ» کہنے سے تیس نیکیاں ملتی ہیں اور «اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحمَةُ اللّٰه» کہنے پر بیس نیکیاں اور «اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ» کہنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔[1]

والدین سے التماس ہے کہ وہ اپنے بچوں کو سلام اور دیگر اسلامی آداب و اطوار سکھائیں۔ وہ یوں کہ پہلے آپ خود انھیں سلام کریں، اس طرح بچوں کو اس کی عادت ڈالیں۔ دورِ حاضر میں مغربی عادات واطوار کا عام رواج ہوگیا ہے اور یہ وبا مسلم خاندانوں میں بھی در آئی ہے۔ بے شمار والدین اپنے بچوں کے منہ سے "Good Morning" "Good Evening" "Good night" کے الفاظ سن کر لٹو ہو جاتے ہیں اور سلام کرنے کو وہ ایک دقیانوسی عمل سمجھتے ہیں۔ ایسے والدین اچھی طرح جان لیں کہ جو قوم اپنی تہذیب وثقافت اور دین و ایمان کی حفاظت نہیں کیا کرتی، وہ پستی کے انتہائی عمیق گڑھوں میں گر جایا کرتی ہے۔ ایسے لوگ پھر دین و ایمان سے بھی آزاد ہو کر اپنی روشنیِ طبع کی بلا کا خود ہی شکار ہو جایا کرتے ہیں۔

سلام کے آداب:

۱. سلام بلند آواز سے کیا جائے، تاکہ سنا جا سکے۔
۲. یہودیوں کی طرح صرف انگلیوں سے یا عیسائیوں کی طرح صرف ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے اشارے نہ کیے جائیں۔[2]

البتہ زبان سے کہہ کر دور والے کو اشارہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (٥١٩٥) سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٦٨٩)
[2] سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٦٩٥)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

٣ سوار پیدل کو، چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو سلام کہے۔[1]

٤ چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔[2]

٥ غیر مسلم سلام کرے تو جواب میں صرف "وَ عَلَیْکُمْ" کہیں۔[3]

٦ گھر میں داخل ہوں تو سلام کریں۔ [سورۃ النور: ٢٧]

٧ سلام کرنے والوں میں وہ شخص زیادہ بہتر ہے، جو سلام میں پہل کرتا ہے۔[4]

گفتگو کے آداب:

زبان اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، اس سے انسان اپنے مافی الضمیر کو ادا کرسکتا ہے۔ انسان کی گفتگو اس کی شخصیت کا پتا دیتی ہے۔ اگر وہ شایستہ گفتگو کرتا ہے تو اس سے اس کی تہذیب کا پتا چلتا ہے۔ زبان سے نکلنے والے الفاظ اگر غلط یا تہذیب سے گرے ہوئے ہوں تو اس سے محبت کے بجائے نفرت اور دشمنی پھیلتی ہے۔ عموماً لڑائی اور جھگڑے زبان کے آزادانہ استعمال کی وجہ ہی سے پیدا ہوتے ہیں۔ اسی لیے ایک طویل حدیث میں کئی اعمال کو ذکر کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو زبان سنبھال کر رکھنے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

"کیا میں تمھیں ان تمام اعمال کو کنٹرول کرنے والی چیز نہ بتلاؤں؟

وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: یا رسول اللہ! ضرور بتلائیں۔

---

[1] صحیح البخاري، رقم الحدیث (٥٨٧٧) صحیح مسلم، رقم الحدیث (٢١٦٠)

[2] مصدر سابق

[3] صحیح البخاري، رقم الحدیث (٥٩٠١) صحیح مسلم، رقم الحدیث (٢١٦٥)

[4] صحیح البخاري، رقم الحدیث (٥٨٨٣) صحیح مسلم، رقم الحدیث (٢٥٦٠)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے اپنی زبان پکڑ کر فرمایا:

«كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا» ''اس کو سنبھالے رکھو۔''

عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہم اپنی گفتگو پر بھی پکڑے جائیں گے؟ تب آپ ﷺ نے فرمایا:

«ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا مُعَاذُ! وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوهِهِمْ إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ؟»[1]

''اے معاذ! تمھاری ماں تمھیں کھو دے! لوگوں کو ان کے منہ کے بل جہنم میں گرانے والی ان کی زبان ہی تو ہے۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مقولہ ہے:

''جس کی گفتگو زیادہ ہوگی، اس کی لغزشیں زیادہ ہوں گی اور جس کی لغزشیں زیادہ ہوں گی، اس کے گناہ بھی زیادہ ہوں گے۔''[2]

ایک مثال مشہور ہے:

''زبان شیریں ملک گیریں'' [زبان کو میٹھی رکھو، ملک (عوام کا دل) جیت لو]

ذیل میں گفتگو کے چند آداب ذکر کیے جا رہے ہیں۔ والدین سے التماس ہے کہ اپنے بچوں کو بات چیت کے ان اسلامی آداب کی تلقین کرتے رہا کریں:

1 دھیمے دھیمے گفتگو کریں، تیزی سے بات نہ کریں۔ نبی مکرم ﷺ اس طرح گفتگو فرماتے کہ کوئی اگر آپ کے الفاظ گننا بھی چاہے تو وہ گن سکتا تھا۔[3]

---

[1] سنن الترمذي، مسند أحمد (۳/ ۲۳۱ صحيح بطرقه)

[2] جامع العلوم و الحكم (ص: ۱٦۳)

[3] مسند أحمد (٦/ ۲۵۷)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

٢ گفتگو میں فصاحت وبلاغت دکھانے کے لیے پُر تکلف الفاظ استعمال نہ کریں۔اس سے لوگ گھٹن محسوس کرتے ہیں۔

٣ لوگوں کی سمجھ کے معیار پر گفتگو کریں۔علمی طبقے میں علمی اورعوام کے درمیان عوامی سطح پر بات کریں۔

٤ گفتگو مناسب ہو۔ بالکل مختصر ہو نہ اتنی طویل کہ لوگ بوریت کا شکار ہوں۔ نبی اکرم ﷺ کی نماز اور خطبہ درمیانہ ہوا کرتا تھا۔[1]

٥ جس سے گفتگو کریں، اس کی جانب پوری توجہ مبذول کریں۔

٦ مجلس میں تمام حاضرین کی جانب توجہ کریں۔

٧ کسی کی بات ختم ہونے تک دھیان سے سنیں اورکسی کو درمیان میں نہ ٹوکیں۔

٨ مجلس میں جب کئی لوگ موجود ہوں تو کسی ایک سے سرگوشی نہ کریں۔

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (٨٦٦)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

چند ضروری دعائیں

نیا کپڑا پہننے کی دُعا:

«اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ النَّاسِ»[1]

''سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے وہ چیز پہنائی، جس سے میں اپنے ستر کو ڈھانپتا ہوں اور اپنی زندگی میں اسی سے زینت اختیار کرتا ہوں۔''

کپڑا اتارتے وقت ''بِسْمِ اللّٰهِ'' کہہ لینے سے جنات کی آنکھوں سے پردہ ہو جاتا ہے۔[2]

گھر سے نکلنے کی دُعا:

«بِسْمِ اللّٰهِ تَوَکَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، وَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ»[3]

''شروع اللہ کے نام سے۔ میں نے اللہ پر بھروسا کیا۔ کوئی طاقت گناہ سے پھیرنے اور کوئی قوت نیکی کرنے کی، اللہ کی توفیق کے بغیر نہیں ہے۔''

---

1. سنن الترمذي، رقم الحديث (٣٥٦٠) حسن بشواهده.
2. سنن الترمذي (٢/ ٥٠٥) صحيح الجامع، رقم الحديث (٣٦٠٤)
3. سنن أبي داود، صحيح سنن الترمذي (٣/ ١٥١) سنن النسائي، ابن حبان، الموارد، رقم الحديث (٢٣٧١) صحيح بشواهده.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گھر میں داخل ہونے کی دعا:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ خَيرَ الْمَولِجِ وَخَيرَ الْمَخْرَجِ، بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا»[1]

''یا الٰہی! میں تجھ سے گھر میں آنے کی بھلائی مانگتا ہوں اور گھر سے نکلنے کی بھلائی بھی۔ ہم اللہ کے نام سے داخل ہوئے اور اللہ کا نام لے کر (باہر) نکلے اور اپنے پروردگار اللہ پر ہم نے بھروسا کیا۔''

آئینہ دیکھنے کی دُعا:

جب آئینے میں اپنا چہرہ دیکھیں تو یہ دعا کریں:

«اَللّٰهُمَّ حَسَّنْتَ خَلْقِي فَحَسِّنْ خُلُقِي»[2]

''یا الٰہی! تو نے میری صورت اچھی بنائی ہے، پس تو میری سیرت بھی اچھی بنا دے۔''

پہلی رات کا چاند دیکھنے کی دُعا:

جب پہلی رات کا چاند (ہلال) دیکھیں تو پہلے ''اللہ اکبر'' کہیں اور پھر یہ دعا کریں:

« اَللّٰهُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ [بِالْأَمْنِ] وَالْإِيمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ [وَالتَّوْفِيقِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى] رَبِّي وَرَبُّكَ اللّٰهُ»[3]

''یا الٰہی! اس چاند کو ہم پر برکت، ایمان و سلامتی اور اسلام کے

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (٥٠٩٦) بسند صحيح.

[2] صحيح ابن حبان (٣/ ٢٣٩)

[3] سنن الترمذي، سنن الدارمي (٢/ ٣، ٤)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ساتھ چڑھا اور ہمیں اس عمل کی توفیق دے جس سے تو راضی اور خوش ہوتا ہے، اے چاند! میرا اور تیرا پروردگار اللہ ہے۔"

روزہ افطار کرنے کی دُعا:

روزہ افطار کرتے وقت یہ دعائیں پڑھیں:

"اَللّٰھُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ"[1]

"اے اللہ! تیری رضا کی خاطر میں نے روزہ رکھا اور تیرے دیے ہوئے رزق پر میں نے افطار کیا۔"

روزہ افطار کرنے کے بعد کی دُعا:

«ذَھَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ»[2]

"پیاس جاتی رہی اور رگیں تر ہوگئیں اور ثواب ثابت ہوا، اگر اللہ نے چاہا۔"

دعائے قنوت:

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کچھ کلمات سکھائے کہ میں انھیں قنوتِ وتر میں کہا کروں۔ وہ کلمات یعنی دعائے قنوت یہ ہے جو وتر کی آخری رکعت میں قبل از رکوع یا بعد از رکوع پڑھتے ہیں:

«اَللّٰھُمَّ اھْدِنِيْ فِيْمَنْ ھَدَيْتَ وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا أَعْطَيْتَ وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ فَإِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰی عَلَيْكَ إِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا

---

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (٢٣٥٨ مرسلًا) يتقوّى بالشواهد، مشكوٰة بتحقيق الألباني، رقم الحديث (١٩٩٤)

[2] سنن أبي داود، رقم الحديث (٢٣٥٧) صحيح الجامع (٢/ ٤/ ٢٠٩) الإرواء (٩٣٠)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَ تَعَالَيْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوبُ إِلَيْكَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ»[1]

''یا الٰہی! مجھ کو ہدایت کر ان لوگوں کے زمرہ میں جنھیں تو نے ہدایت دی ہے اور مجھے عافیت میں رکھ ان لوگوں کی جماعت میں جنھیں تو نے عافیت دی ہے اور میری کارسازی کر ان لوگوں کی طرح جن کی تو نے کارسازی کی اور برکت دے میرے لیے اس چیز میں جو مجھے تو نے عطا کی اور مجھے اس چیز کی برائی سے بچا جو تو نے مقرر کی۔ کیونکہ تو جو چاہے حکم کرتا ہے اور تجھ پر کسی کا حکم نہیں چل سکتا۔ بیشک جسے تو دوست رکھے، وہ ذلیل نہیں ہوسکتا اور وہ عزت نہیں پاسکتا جسے تو دشمن رکھے۔ اے ہمارے رب! تو بابرکت ہے اور بلند ہے۔ ہم تجھ سے بخشش مانگتے ہیں اور تیری طرف رجوع کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نبی (ﷺ) پر رحمتیں نازل کرے۔''

آیۃ الکرسی:

﴿ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ لَا يَؤُدُهٗ حِفْظُهُمَا وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴾ [البقرة: ٢٥٥]

''اللہ تعالیٰ ہی معبود ہے جس کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، جو زندہ

[1] سنن أربعه، مسند أحمد، وصححه الألباني في الإرواء (٢/ ١٧٢)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اور سب کا تھامنے والا ہے، جسے نہ اونگھ آئے نہ نیند، اس کی ملکیت میں زمین و آسمان کی تمام چیزیں ہیں۔ کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کر سکے؟ وہ اسے جانتا ہے جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے، مگر جتنا وہ چاہے۔ اس کی کُرسی کی وسعت نے زمین و آسمان کو گھیر رکھا ہے اور وہ ان کی حفاظت سے نہ تھکتا ہے اور نہ اُکتاتا ہے اور وہ تو بہت بلند اور بہت بڑا ہے۔''[1]

عبادات کا حکم:

بچوں کو اللہ رب العالمین کی عبادت کا حکم دینا چاہیے اور ان کی عمر اور فہم کے مطابق انھیں نماز اور روزے کی تاکید کرتے رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَأْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَ اصْطَبِرْ عَلَيْهَا ﴾ [طٰهٰ: ١٣٢]

''اپنے اہل و عیال کو نماز کا حکم دو اور خود بھی اس کے پابند رہو۔''

حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اللہ تعالیٰ نے خصوصیت سے اس لیے تعریف فرمائی ہے کہ وہ اپنے بال بچوں کو نماز اور زکات کی تاکید کیا کرتے تھے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَ كَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝ وَ كَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَ كَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ﴾ [مريم: ٥٤، ٥٥]

---

[1] دعاؤں کی تفصیل کے لیے دیکھیں ہماری کتاب: ''ذکرِ الٰہی''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

''اس کتاب میں اسماعیل کو یاد کرو، وہ وعدے کے سچے اور رسول نبی تھے۔ وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکات کا حکم دیا کرتے تھے اور اپنے رب کے پسندیدہ بندے تھے۔''

نیز فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ يَآيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا قُوٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيكُمْ نَارًا﴾ [التحريم: ٦]

''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔''

لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾ [لقمان: ١٧]

''(بیٹا) نماز قائم کرنا، نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا اور جو بھی مصیبت تجھ پر آن پڑے صبر کرنا، کیونکہ یہ بڑے حوصلے کے کاموں میں سے ہے۔''

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی وفات کے وقت اپنی اولاد کو جمع کر کے انھیں یہ وصیت فرمائی تھی:

﴿ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ﴾ [البقرة: ١٣٣]

''میرے بچو! میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟ تمام بچوں نے کہا: ہم اسی ایک معبودِ برحق کی عبادت کریں گے جس کی پرستش آپ اور آپ کے آبا واجداد حضراتِ ابراہیم واسماعیل اور اسحاق (علیہم السلام)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کیا کرتے تھے اور ہم اسی کے فرماں بردار ہیں۔“

رسولِ اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

«مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ وَ اضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ، وَفَرِّقُوا فِي الْمَضَاجِعِ»[1]

”اپنے بچوں کو جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو نماز کا حکم دو، دس سال کی عمر کو پہنچ جائیں تو انھیں نماز نہ پڑھنے پر مارو اور ان کے بستر الگ کر دو۔“

وضو کا طریقہ:

اپنی اولاد کو وضو کی تعلیم دیں۔ احادیث کی روشنی میں وضو کا طریقہ پیشِ خدمت ہے:

1- مسواک کرنا:

وضو سے پہلے مسواک کرنا مستحب ہے۔ یہ نبی اکرم ﷺ کی محبوب سنت ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

”اگر میں اپنی امت کے لیے مشکل نہ جانتا تو انھیں ہر نماز سے پہلے مسواک کرنے کا حکم دیتا۔“[2]

2- نیت کرنا:

وضو سے پہلے دل میں وضو کی نیت کرنی چاہیے، کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمام اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔“[3]

[1] سنن أبي داود، مسند أحمد، صحيح الجامع، رقم الحديث (٥٨٦٨)

[2] صحيح البخاري، صحيح مسلم، سنن أربعه، موطا الإمام مالك، سنن البيهقي، مسند شافعي، طبراني في الأوسط، صحيح الجامع، رقم الحديث (٥٣١٥ تا ٥٣١٩)

[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (١) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٩٠٧)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

3- تسمیہ:

وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

''جو بسم اللہ نہیں پڑھتا، اس کا وضو نہیں ہے۔''[1]

وضو کے آغاز میں ان کلمات ''بسم اللّٰہ'' کے ساتھ ''الرَّحْمٰن، الرَّحِیم'' کہنا ثابت نہیں ہے۔ اگر ابتدا میں ''بسم اللّٰہ'' پڑھنا بھول جائے تو جب یاد آئے، اسی وقت پڑھ لینے سے وضو صحیح ہوگا اور بھول چوک معاف ہے۔

اگر وضو کی جگہ باتھ روم کے اندر ہو تو داخل ہونے سے پہلے وضو کی نیت سے بسم اللہ پڑھ لینا کافی ہوگا، کیونکہ باتھ روم میں لیٹرین ہونے کی وجہ سے اس میں اللہ کا نام لینا جائز نہیں ہے۔

4- کیفیتِ وضو:

① دونوں ہاتھ کلائی کے جوڑ تک تین مرتبہ دھوئیں۔[2]

② دائیں ہاتھ میں پانی لے کر تین مرتبہ کُلی کریں۔ تین مرتبہ ہی ناک میں اچھی طرح پانی چڑھائیں اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کریں۔[3]

③ تین مرتبہ چہرے کو پیشانی کے بالوں کی جڑوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور دائیں کان سے بائیں کان تک دھوئیں۔[4]

④ ڈاڑھی کا خلال کریں۔[5]

---

[1] سنن أبي داود، سنن ابن ماجه، مسند أحمد، صحيح الجامع، رقم الحديث (٥٧١٤، ٧٥١٥)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (١٥٩) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٧٨)

[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (١٩٩) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٣٨)

[4] صحيح البخاري، رقم الحديث (١٨٥) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٣٥)

[5] سنن أبي داود، رقم الحديث (١٤٢) سنن الترمذي، رقم الحديث (٣١)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

۵ دایاں ہاتھ کہنی سمیت تین مرتبہ دھوئیں اور پھر بایاں ہاتھ کہنی سمیت تین مرتبہ دھوئیں۔[1]

۶ پھر دونوں ہاتھوں کو پانی سے تر کرکے سر کا مسح کریں کہ دونوں ہاتھ سر کے اگلے حصے سے شروع کرکے پیچھے گُدی تک لے جائیں اور پھر پیچھے سے آگے اسی جگہ لے آئیں جہاں سے مسح شروع کیا تھا۔[2]

۷ پھر کانوں کا مسح اس طرح کریں کہ شہادت کی انگلیاں دونوں کانوں کے سوراخوں میں داخل کریں اور ان سے کانوں کے اندر والے حصے کا مسح کریں اور انگوٹھوں کے ساتھ کانوں کی پشت (باہر والے حصے) کا مسح کریں۔[3]

۸ سر اور کانوں کا مسح ایک ہی بار کیا جائے گا۔[4]

۹ کانوں کے مسح کے لیے نیا پانی لینا ضروری نہیں ہے، کیونکہ کان سر ہی کا حصہ ہیں۔[5]

۱۰ گردن کا مسح کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ اس کے بارے میں جو روایت مشہور ہے، وہ بالاتفاق ضعیف ہے۔

آخر میں دایاں اور پھر بایاں پاؤں ٹخنوں سمیت تین مرتبہ دھوئیں۔[6]

---

[1] صحیح البخاري، رقم الحدیث (۱۹۳٤) صحیح مسلم، رقم الحدیث (۲۳٦)

[2] صحیح البخاري، رقم الحدیث (۱۸۵) صحیح مسلم، رقم الحدیث (۲۳۵)

[3] سنن الترمذي، رقم الحدیث (۳٦) سنن ابن ماجه، رقم الحدیث ٤۳۹)

[4] صحیح البخاري، رقم الحدیث (۱۸٦) صحیح مسلم، رقم الحدیث (۲۳۵)

[5] سنن ابن ماجه (۱/ ۱۵۲) رقم الحدیث (٤٤۳، ٤٤۵) سنن الدارقطني (۱/ ۹۸) و صححه الألباني في الإرواء، رقم الحدیث (۸٤)

[6] صحیح البخاري، رقم الحدیث (۱۹۳٤) صحیح مسلم، رقم الحدیث (۲۳٦)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑪ انگلیوں کا خلال کریں۔[1]

⑫ اگر زخم پر پٹی لگی ہو تو اس پر مسح کرلیں اور اردگرد کا حصہ دھولیں۔[2]

5- وضو کے بعد کی دعائیں:

① نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی اچھی طرح وضو کرے، پھر یہ دعا پڑھے تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جس سے چاہے داخل ہو جائے:

«أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ»[3]

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

② نیز یہ دعا پڑھیں:

«اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ»[4]

''اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں میں سے کردے۔''[5]

---

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث (٤٠٣٩) سنن ابن ماجه، رقم الحديث (٤٤٧) سنن أبي داود، رقم الحديث (١٤٨)

[2] سنن البيهقي (١/ ٢٢٨)

[3] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٣٤)

[4] سنن الترمذي (١/ ١٨) الإرواء، رقم الحديث (٩٦)

[5] طہارت کے احکام و مسائل کی تفصیل کے لیے دیکھیں ہماری کتاب: ''فقہ الصلاۃ'' (جلد اول)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نماز کا صحیح طریقہ:

ایمان کے بعد نماز دینِ اسلام کا اہم رکن ہے اور اقرارِ توحید و رسالت کے بعد نماز قائم کرنے کی سب سے زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ ابتداے شعور ہی سے انسان کو نماز قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

"قیامت کے روز اعمال میں سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا۔"[1]

نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو نماز ادا کرنے کا طریقہ سکھایا اور انھیں حکم دیا:

«صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي»[2]

"تم اسی طرح نماز پڑھو، جس طرح مجھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھتے ہو۔"

اپنے نونہالوں کو اسی طریقے پر نماز ادا کرنے کی عادت ڈالیں، تاکہ وہ اس اہم عبادت کو سنت کے مطابق ادا کریں۔ پیارے رسول ﷺ کی پیاری نماز کا طریقہ جو احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے، اختصار کے ساتھ پیشِ خدمت ہے۔

1- قیام:

اگر کوئی عذر یا مرض نہ ہو تو نماز کھڑے ہو کر ادا کرنی چاہیے، چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ﴾ [البقرة: ٢٣٨]

"اور اللہ کے لیے با ادب کھڑے ہوا کرو۔"

اسی طرح ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

---

[1] صحيح سنن أبي داود، رقم الحديث (٨١٠، ٨١١) سنن النسائي، سنن ابن ماجه، مسند أحمد، صحيح الجامع، رقم الحديث (٢٥٧١، ٢٥٧٤)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٦٣١)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

«صَلِّ قَائِماً، فَإِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِداً فَإِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰى جَنْبٍ»[1]

''نماز کھڑے ہو کر ادا کرو، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر اور اس کی بھی ہمت نہ ہو تو لیٹ کر۔''

بلا عذر بیٹھ کر نوافل ادا کرنے پر ثواب آدھا رہ جاتا ہے، جیسا کہ ایک صحیح حدیث میں ہے۔[2]

2- استقبالِ قبلہ:

نمازی کے لیے ضروری ہے کہ قبلے کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو۔[3]

دورانِ نماز آنکھیں کھلی اور نظر سجدے کی جگہ پر ہونی چاہیے۔[4]

3- نیت کرنا:

دل میں نیت کرے کہ وہ کون سی نماز اور کتنی رکعت پڑھنا چاہتا ہے، کیونکہ ''تمام اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔''[5]

زبان سے نیت کرنا کہ ''اتنی رکعت نمازِ فرض، اللہ تعالیٰ کے لیے فلاں کے پیچھے منہ طرف قبلے کے'' وغیرہ نبی اکرم ﷺ اور آپ کے کسی صحابی رضی اللہ عنہم اور فقہائے کرام سے ثابت نہیں ہے، بلکہ اسے محققین نے بدعت قرار دیا ہے، لہٰذا اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔[6]

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (١١١٧)

[2] دیکھیں: سنن ابن ماجه، رقم الحديث (١٢٣٠)

[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (٣٨٤)

[4] سنن البيهقي (٢/ ٢٨٣)

[5] صحيح البخاري، رقم الحديث (١) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٩٠٧)

[6] نماز اور روزے کی زبان سے نیت کرنے کے بارے میں تفصیل مطلوب ہو تو ہماری کتاب ''نماز و روزہ کی نیت'' ملاحظہ فرمالیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

4- تکبیرِ تحریمہ:

دل میں نماز کی نیت کرکے ''اَللّٰهُ أَکْبَرُ'' کہتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر یا کانوں کی لو کے برابر تک اس طرح اٹھائیں کہ ہاتھوں کی انگلیاں کھلی ہوئی ہوں اور ہتھیلیاں قبلہ رُخ ہوں۔[1]

5- ہاتھ باندھنا:

نبی اکرم ﷺ تکبیرِ تحریمہ کے بعد دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے اوپر اس طرح رکھتے کہ ایک ہاتھ کا جوڑ دوسرے کے جوڑ پر ہوتا اور انھیں سینہ مبارک پر رکھتے، جیسا کہ صحیح ابن خزیمہ میں ہے:

«كَانَ يَضَعُهُمَا عَلَى الصَّدْرِ»[2]

''نبی پاک ﷺ اپنے ہاتھ مبارک سینہ اطہر پر باندھتے تھے۔''

6- دعاے استفتاح:

نمازی (مردوزن) سینے پر ہاتھ باندھ کر سب سے پہلے دعاے استفتاح یا ثنا پڑھے۔ نبی اکرم ﷺ مندرجہ ذیل دعاؤں میں سے کوئی ایک پڑھا کرتے تھے:

① «اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰهُمَّ نَقِّنِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ»[3]

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٧٣٩) صحيح مسلم، رقم الحديث (٣٩١) سنن أبي داود، رقم الحديث (٧٥٣)

[2] صحيح ابن خزيمة (١/ ٢٤٣، ٢٧٩)

[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (٧٤٤) صحيح مسلم، رقم الحديث (٥٩٨)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

”اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنی دوری ڈال دے، جتنی تو نے مشرق اور مغرب میں دوری ڈالی ہے۔ اے اللہ! مجھے گناہوں سے ایسا صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! میرے گناہ پانی، برف اور اولوں سے دھو دے۔“

۲ «سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ»[1]

”اے اللہ! تو پاک ہے اپنی تعریف کے ساتھ، تیرا نام با برکت ہے، اور بلند ہے تیری شان اور تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔“

7- تعوّذ وتسمیہ اور سورت فاتحہ:

دعاے استفتاح کے بعد «اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَ نَفْثِهٖ» پڑھیں۔[2]

اس کے بعد «بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ» اور سورۃ فاتحہ پڑھے، کیونکہ یہ نماز کا رکن ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

«لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ»[3]

”جو نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھے، اس کی نماز نہیں ہوتی۔“

سورت فاتحہ بلکہ پورا قرآن ہی ایک ایک آیت کر کے پڑھنا چاہیے۔[4]

---

1. سنن أبي داود، رقم الحديث (٧٧٥) سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٤٣) سنن ابن ماجه، رقم الحديث (٨٠٦)
2. سنن أبي داود، رقم الحديث (٧٧٥) صحيح ابن خزيمة، رقم الحديث (٤٦٧)
3. صحيح البخاري، رقم الحديث (٧٥٦) و صحيح مسلم، رقم الحديث (٣٩٤) اس موضوع کی تفصیل کے لیے دیکھیں ہماری کتاب: ”سورۃ الفاتحہ: تفسیر اور مقتدی کے لیے اس کا حکم“
4. سنن أبي داود، رقم الحديث (١٤٦٦، ٤٠٠١)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

8- آمین:

سورت فاتحہ کے اختتام پر آمین کہیں۔ اگر اکیلے ہوں یا سرّی نمازوں (جن میں قراءت آہستہ ہوتی ہے جیسے ظہر اور عصر) میں امام کے پیچھے ہوں تو آمین آہستہ کہیں۔ اگر نماز جہری ہو (جس میں قراءت بلند آواز سے کی جاتی ہے جیسا کہ فجر، مغرب، عشا و جمعہ اور عیدین وغیرہ) تو خواہ آپ امام ہوں یا مقتدی بلند آواز سے آمین کہیں۔

حضرت وائل بن حُجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پڑھا اور پھر بلند آواز سے آمین کہی۔[1]

حضرت عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے دوسو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ بیت اللہ میں جب امام ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پڑھتا تو سب بلند آواز سے آمین کہتے۔[2]

9- دوسری سورت ملانا:

نمازی اگر اکیلا نماز ادا کر رہا ہو یا ظہر وعصر کی نمازوں میں امام کے پیچھے ہو یا خود امام ہو تو اسے پہلی دو رکعتوں میں سورت فاتحہ کے بعد کوئی دوسری سورت بھی پڑھنی چاہیے۔[3]

اگر نماز جہری ہو تو اس میں مقتدی کو امام کے پیچھے صرف سورت فاتحہ پڑھنی چاہیے اور کوئی سورت نہیں پڑھنی چاہیے۔[4]

---

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (٢٤٨) سنن الترمذي، رقم الحديث (٩٣٢)

[2] سنن البيهقي (٢/ ٥٩) اس موضوع کی تفصیل کے لیے ہماری کتاب "آمین: فضائل، مقتدی کے لیے حکم" بھی شائع ہو چکی ہے۔

[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (٧٩٣)

[4] سنن أبي داود، رقم الحديث (٨٢٣) سنن الترمذي، رقم الحديث (٣١١)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

10- رکوع:

قراءت سے فارغ ہو کر ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہتے ہوئے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر تک اس طرح اٹھائیں کہ ہتھیلیاں کندھوں کے برابر اور ہاتھوں کی انگلیاں کانوں کی لوؤں کے برابر ہوں اور رکوع میں چلے جائیں۔[1]

دو رکعتوں کے بعد تیسری کے لیے ہاتھ باندھنے سے پہلے بھی رفع یدین ثابت ہے۔[2]

رکوع میں دونوں ہاتھ گھٹنوں پر اس طرح رکھیں، جیسا کہ گھٹنوں کو پکڑ رکھا ہو۔[3] اپنے بازوؤں کو پہلوؤں سے الگ رکھیں۔ کمر کو اس طرح سیدھا رکھیں کہ اگر اس پر پانی بھی ڈالا جائے تو اس پر ٹھہر جائے اور سر کو کمر کے برابر رکھیں بہت نیچے جھکائیں اور نہ اوپر اٹھائیں۔[4]

اطمینان کے ساتھ رکوع کریں اور کم از کم تین مرتبہ مندرجہ ذیل تسبیحات پڑھیں:

1. «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمُ»[5] ''پاک ہے میرا عظمت والا رب۔''
2. «سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ»[6]

''اے اللہ! تو پاک ہے، یا رب! اور ہم تیری حمد بیان کرتے ہیں، اے اللہ! مجھے بخش دے۔''

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٧٣٥) و صحيح مسلم، رقم الحديث (٣٩٠)
[2] سنن أبي داود، رقم الحديث (٤٧٧) رفع یدین کے دلائل کے لیے ہماری کتاب ''رفع یدین'' ملاحظہ فرمائیں۔
[3] سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٦٠)
[4] صحيح مسلم، رقم الحديث (٤٩٨)
[5] صحيح مسلم، رقم الحديث (٧٧٢)
[6] صحيح البخاري، رقم الحديث (٧٩٤) صحيح مسلم، رقم الحديث (٤٨٤)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

رکوع سے اٹھتے وقت کہیں: «سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ» [1]

”اللہ نے تعریف کرنے والے کی تعریف سن لی۔“

پھر دونوں ہاتھ اُسی طرح کندھوں کے برابر تک اُٹھائیں جس طرح رکوع جاتے وقت اُٹھائے تھے۔ [2]

11- قومہ کی دعا:

رکوع کے بعد «سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ» کہتے ہوئے بالکل سیدھے کھڑے ہوکر یہ دعا کرنی چاہیے:

«رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ» [3]

”اے ہمارے رب! تیرے ہی لیے سب تعریفیں ہیں، بہت زیادہ، پاکیزہ کلمات جن میں برکت دی گئی ہے۔“

12- سجدے اور ان کی دعائیں:

① قومے کے بعد ”اَللّٰهُ اَكْبَرُ“ کہہ کر سجدے کے لیے جھکیں اور زمین پر پہلے ہاتھ رکھیں اور بعد میں گھٹنے لگائیں۔ [4]

② سات اعضا پر سجدہ کریں، یعنی ناک اور پیشانی، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں زمین کو چھوئیں۔ [5]

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٧٩٦) صحيح مسلم، رقم الحديث (٤٧٦)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٧٣٥) صحيح مسلم، رقم الحديث (٣٩٠)

[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (٧٩٩)

[4] سنن أبي داود، رقم الحديث (٨٤٠) صحيح ابن خزيمة، رقم الحديث (٦٢٧)
”قومے سے سجدے میں جانے کی کیفیت“ کے بارے میں تفصیل پر مشتمل ہمارا ایک مستقل رسالہ شائع ہو چکا ہے۔ ولله الحمد

[5] صحيح البخاري، رقم الحديث (٨١٢) صحيح مسلم، رقم الحديث (٤٩٠)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

③ ہاتھوں کی انگلیاں کھلی اور ساتھ ملی اور قبلہ رو ہوں۔[1]

④ اپنے بازو پہلوؤں سے اور پیٹ رانوں سے الگ رکھیں۔[2]

⑤ پاؤں کی ایڑیاں ملی ہوئی ہوں۔[3]

⑥ انگلیاں قبلہ رخ ہوں۔[4]

⑦ نہایت اطمینان کے ساتھ سجدہ کیا جائے۔

سجدے میں کم از کم تین مرتبہ یہ دعائیں کریں:

① «سُبُحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰی»[5] ''پاک ہے میرا رب بلندیوں والا۔''

② «سُبُحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمُدِكَ اَللّٰهُمَّ اغُفِرُلِيُ»[6]

''پاک ہے تو اے اللہ! اے ہمارے رب! اور اپنی تعریف کے ساتھ، اے اللہ! مجھے بخش دے۔''

اب ''اَللّٰهُ اَكُبَرُ'' کہتے ہوئے سجدے سے اٹھیں اور اپنے بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر سیدھے بیٹھ جائیں اور دائیں پاؤں کو اُسی طرح کھڑا رکھیں جس طرح سجدے میں تھا اور دونوں ہاتھ گھٹنوں کے قریب اپنی رانوں پر رکھیں۔[7]

پھر یہ دعا کریں:

---

[1] مستدرك الحاكم (١/ ٢٢٧) سنن البيهقي (٢/ ١١٢)

[2] سنن أبي داود، رقم الحديث (٧٣٠) سنن الترمذي، رقم الحديث (٣٠٤)

[3] سنن البيهقي (٢/ ١١٦) ابن خزيمه، رقم الحديث (٦٥٤) حاكم (١/ ٢٢٨)

[4] صحيح البخاري، رقم الحديث (٨٢٨)

[5] صحيح مسلم، رقم الحديث (٧٧٢)

[6] صحيح البخاري، رقم الحديث (٧٩٤) صحيح مسلم، رقم الحديث (٤٨٤)

[7] سنن أبي داود، رقم الحديث (٧٣٠) سنن الترمذي، رقم الحديث (٣٠٤) سنن ابن ماجه، رقم الحديث (١٠٦٠)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

«اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاھْدِنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَارْفَعْنِيْ»[1]

''اے اللہ! مجھے بخش دے، اور مجھ پر رحم فرما، اور مجھے ہدایت دے، اور میرے نقصان پورے کر دے اور مجھے عافیت بخش، اور مجھے روزی عطا کر، اور مجھے بلند کر۔''

اس کے بعد اللہ اکبر کہہ کر اسی طرح دوسرا سجدہ کریں، جیسا پہلے کیا تھا۔

13- جلسہ استراحت:

دوسرے سجدے کے بعد دوسری رکعت ،اسی طرح چوتھی کے لیے کھڑے ہونے سے پہلے سیدھا بیٹھ جانا چاہیے۔[2]

اسے جلسہ استراحت کہتے ہیں۔ سیدھے بیٹھ کر ہاتھوں پر وزن دے کر اس طرح اٹھیں کہ پہلے گھٹنے زمین سے اوپر اٹھائیں اور بعد میں ہاتھ۔[3]

14- دوسری رکعت:

دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوکر سینے پر ہاتھ باندھ لیں اورسورت فاتحہ سے قراءت شروع کریں۔ باقی رکعت پہلی رکعت کی طرح مکمل کریں۔

15- درمیانی تشہد:

دو رکعت سے زائد نماز میں دوسری رکعت کے بعد تشہد کرنا واجب ہے سوائے نمازِ وتر کے، کیونکہ تین رکعت وتر میں دو رکعت کے بعد تشہد کرنا کسی

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (٨٥٠) سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٨٤)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٨٢٣)

[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (٨٢٤) سنن أبي داود، رقم الحديث (١٣٥٨) سنن الترمذي، رقم الحديث (٣٠٤) سنن ابن ماجه، رقم الحديث (١٠٦١)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

دوسری رکعت کے دوسرے سجدے سے اُٹھ کر دایاں پاؤں کھڑا رکھتے ہوئے بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھ جائیں اور دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے کے قریب ران پر اس طرح رکھیں کہ شہادت کی انگلی کھلی ہوئی ہو اور باقی انگلیاں بند ہوں اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے کے قریب رکھیں اور اس کی ساری انگلیاں کھلی اور قبلہ رُخ ہوں۔[1]

ایک حدیث میں گھٹنوں کے بجائے صرف رانوں کا ذکر بھی آیا ہے۔[2]

انگشتِ شہادت تھوڑی خم دار رکھنی چاہیے۔[3]

اس دوران میں یہ ''التّحیّات'' پڑھیں:

« اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ اَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ »[4]

''میری تمام تر قولی، بدنی اور مالی عبادات صرف اللہ کے لیے ہیں۔ اے نبی ﷺ آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی رحمتیں اور برکتیں ہوں، ہم پر بھی اور اللہ کے دوسرے نیک بندوں پر سلامتی ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں اور بے شک حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔''

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٨٢٧، ٨٢٨) صحيح مسلم، رقم الحديث (٥٧٩)

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث (٥٧٩)

[3] سنن أبي داود، رقم الحديث (٩٩١) صحيح ابن خزيمة، رقم الحديث (٧١٦)

[4] صحيح البخاري، رقم الحديث (٨٣١) صحيح مسلم، رقم الحديث (٤٠٢)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

◈ تشہد میں انگلی کو مسلسل حرکت دیتے (اٹھاتے گراتے) رہنا چاہیے۔[1]

◈ درمیانی تشہد میں اگر کوئی درودِ پاک پڑھنا چاہے تو جائز بلکہ مستحب ہے۔[2] ایسا کرنے پر سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا۔[3]

16- تیسری اور چوتھی رکعت:

درمیانی تشہد سے اللہ اکبر کہتے ہوئے تیسری رکعت کے لیے اٹھیں اور رفع الیدین کریں، یعنی دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر تک اٹھائیں، جیسا کہ ابتداے نماز میں کیا تھا، پھر سینے پر ہاتھ باندھ کر سورت فاتحہ پڑھیں، پھر رکوع کریں، پھر سجدے کریں اور اسی طرح چوتھی رکعت مکمل کریں۔

17- آخری تشہد اور دعائیں:

آخری رکعت مکمل کر کے اُسی کیفیت میں بیٹھیں، جس میں درمیانی تشہد کے وقت تھے، تاہم آخری تشہد میں تورّک کرنا مسنون ہے کہ بائیں پاؤں کو دائیں پنڈلی کے نیچے سے دائیں طرف نکالیں اور بائیں سرین کے بل بیٹھیں۔[4]

اب التحیات اور پھر اس کے بعد یہ درودِ ابراہیمی پڑھیں:

«اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد. اَللّٰھُمَّ

---

1. صحیح مسلم، رقم الحدیث (٥٨٠) سنن النسائي، رقم الحدیث (٩٩٥) ابن حبان، رقم الحدیث (٤٨٥) ابن خزیمة، رقم الحدیث (٧٤١)
2. سنن أبي داود، رقم الحدیث (١٤٨١)
3. صفه صلاة النبي للألباني (ص: ٤٥) تفسیر أحسن البیان حافظ صلاح الدین یوسف، سورة الأحزاب (آیت: ٥٦) تفصیل کے لیے ہماری کتاب: ''درود شریف'' (طبع نورِ اسلام اکیڈمی۔ لاہور) ملاحظہ کریں۔
4. سنن أبي داود، رقم الحدیث (٧٣٠) صحیح ابن حبان (٥/ ١٨٢)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ»[1]

''اے اللہ! رحمت فرما حضرت محمد ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل پر، جس طرح تو نے رحمت فرمائی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر، بے شک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! تو برکت نازل فرما حضرت محمد ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل پر، جیسا تو نے برکت فرمائی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر، بے شک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے۔''

پھر یہ دعائیں یا ان میں سے کوئی ایک دعا کریں:

١ «اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي اَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ»[2]

''اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں عذابِ قبر سے، اور تیری پناہ میں آتا ہوں دجّال کے فتنے سے، اور تیری پناہ میں آتا ہوں موت اور حیات کے فتنے سے اور اے اللہ! میں گناہ اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

٢ «اَللّٰهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ»[3]

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٣٣٧٠)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٨٣٢) صحيح مسلم، رقم الحديث (٥٨٩)

[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (٨٣٤) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٧٠٥)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

”اے اللہ! بے شک میں نے اپنی جان پر بہت زیادہ ظلم کیا اور تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں، پس تو اپنی جناب سے مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما، بے شک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔“

18- سلام:

دعا کے بعد پہلے دائیں طرف چہرہ گھماتے ہوئے: ”اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰه“ کہیں اور پھر بائیں طرف چہرہ گھماتے ہوئے ”اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰه“ کہیں۔[1]

19- نماز سے فراغت کے بعد:

① نماز سے فراغت کے بعد بلند آواز سے ”اَللّٰهُ أَکْبَرُ“ کہیں۔[2]

② پھر تین مرتبہ ”أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ“ [میں اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں] کہنا چاہیے۔

③ پھر: «اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِکْرَامِ» کہیں۔[3]

”اے اللہ! تو ”السّلام“ ہے، تیری ہی طرف سے سلامتی ہے۔ اے ذوالجلال والاکرام! تو بڑا ہی برکت والا ہے۔“

④ پھر یہ دعا کرنی چاہیے: «رَبِّ أَعِنِّي عَلٰی ذِکْرِكَ وَ شُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ»[4]

”اے میرے پروردگار! اپنا ذکر کرنے اور شکر بجا لانے اور اچھی

---

[1] سنن أبي داو د، رقم الحديث (٩٩٦) سنن الترمذي، رقم الحديث (٥٩٢)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٨٤١) صحيح مسلم، رقم الحديث (٥٨٣)

[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (٨٤١) صحيح مسلم، رقم الحديث (٥٨٣)

[4] سنن أبي داود، رقم الحديث (١٥٢٢) سنن النسائي، رقم الحديث (١٢٢٦) مستدرك حاكم (١/ ٢٧٣)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

عبادت کرنے میں میری مدد فرما۔“

⑤ یہ ذکر و دعا بھی مسنون ہے:

«لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ»[1]

”اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفات ہیں اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ! تیری عطا کو کوئی روکنے والا نہیں اور جس سے تو روک لے اسے کوئی عطا کرنے والا نہیں اور کسی دولت مند کو اس کی دولت تیرے عذاب سے نہیں بچا سکتی۔“

⑥ اس کے بعد 33 مرتبہ ”سُبْحَانَ اللّٰهِ“، 33 مرتبہ ”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ“ اور 34 مرتبہ ”اَللّٰهُ أَكْبَرُ“ کہیں۔[2]

⑦ پھر ایک بار: «لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ» پڑھیں۔[3]

⑧ پھر آیۃ الکرسی [سورة البقرة: ٢٥٥] پڑھیں۔[4]

⑨ اس کے بعد قرآنِ مجید کی آخری تین سورتیں: سورة الاخلاص، سورة الفلق اور سورة النّاس پڑھیں۔[5]

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٨٤٤) صحيح مسلم، رقم الحديث (٥٩٣)

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث (٥٩٦)

[3] صحيح مسلم، رقم الحديث (٥٩٧)

[4] عمل اليوم و الليلة (ص: ١٠٠)

[5] سنن أبي داود، رقم الحديث (١٥٢٣)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی نگرانی کا احساس:

تربیتِ اولاد کے سلسلے میں ضروری ہے کہ بچوں کو اس بات کا احساس دلایا جائے کہ وہ جس معبودِ حقیقی کی عبادت کرتے ہیں، وہ ہمیشہ ان کے ساتھ ہے، وہ ان کی ہر حرکت کو دیکھ رہا ہے اور اس کو قیامت کے دن کے لیے محفوظ کررہا ہے، کوئی نیکی اس سے مخفی نہیں اور نہ کوئی بُرائی ہی، چاہے وہ کتنے ہی پردوں کے اندر چھپ کر کی جائے، اس لیے تم ہمیشہ اسی سے ڈرو اور اسی سے امید رکھو۔ جو کچھ مانگنا ہو، اسی سے مانگو، اس کے علاوہ اور کوئی ''داتا'' نہیں، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچیرے بھائی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا: ''اے نوجوان! میں تمھیں کچھ باتیں سکھاتا ہوں:

« اِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ، اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، وَإِذَا سَأَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ»

''تم اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو (اس کے حقوق اور احکامات پر عمل کرکے اور اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے بچ کر رہو) تو وہ تمھیں یاد رکھے گا، تم اللہ کو یاد رکھو تو اسے اپنے سامنے پاؤ گے۔ جب تم کچھ مانگو تو اللہ تعالیٰ ہی سے مانگو، جب مدد طلب کرو تو اللہ ہی سے مدد طلب کرو۔''

مزید فرمایا:

''یہ بات اچھی طرح جان لو کہ اگر ساری قوم مل کر بھی تمھیں کسی چیز کا فائدہ پہنچانا چاہے تو تمھارا اتنا ہی فائدہ کرسکتی ہے جتنا کہ اللہ نے تمھارے لیے مقرر کر رکھا ہے۔ اگر ساری قوم مل کر بھی تمھیں نقصان پہنچانا چاہے تو اتنا ہی پہنچا سکتی ہے جتنا کہ اللہ نے تمھاری

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

قسمت میں لکھ رکھا ہے، تقدیر لکھنے والے قلم اٹھا لیے گئے اور صحیفے خشک ہوگئے ہیں۔'' (جو ہونا تھا وہ لکھ دیا گیا ہے، اب اس میں ردو بدل نہیں ہوسکتا)[1]

اگر بچوں میں والدین اللہ تعالیٰ کی نگرانی کا احساس پیدا کریں تو بچے نہ صرف آیندہ زندگی میں برے کاموں سے دور رہیں گے، بلکہ دوسروں کو بھی گناہوں سے روکنے والے بن جائیں گے۔

[1] سنن الترمذي، صحيح الجامع، رقم الحديث (٧٩٥٧)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تیسرا باب

اخلاقی تربیت

① بُری حرکتوں سے باز رکھنا:

تہذیب و تربیتِ اولاد کے سلسلے میں ضروری ہے کہ ان سے محبت اور شفقت کے ساتھ ساتھ انھیں غلط کاموں، بری حرکتوں اور ناجائز باتوں سے روکیں، کیونکہ ان بچوں کی بعض عادتیں اگرچہ ان کے بچپن میں بری نہیں لگتیں، لیکن آگے چل کر جب لڑکا اسی بگاڑ کے راستے پر چل پڑتا ہے، پھر وہ اپنے ماں باپ اور معاشرے کے لیے ایک ناسور بن جاتا ہے۔

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

«مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ إِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ»[1]

''ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے، لیکن پھر اس کے ماں باپ اُسے یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچوں کو ان کی فطری سادگی سے ہٹانے میں والدین کا زبردست ہاتھ ہوتا ہے۔ لیکن آپ ﷺ نے اپنے قول وعمل سے اہلِ دنیا کو بچوں کے تہذیب و تربیت کے اسلوب سکھلا دیے، مثلاً:

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (١٣٥٨) صحيح مسلم، كتاب القدر، رقم الحديث (٢٢، ٢٣) سنن أبي داود (٤٧١٤) مسند أحمد (٢/ ٣١٥ ـ ٣٩ـ ٢٧٥، ٢٣٣)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❶ حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی پرورش میں تھا، کھاتے ہوئے میرا ہاتھ سارے برتن میں گھومتا تھا۔ آپ علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا:

«يَا غُلَامُ! سَمِّ اللّٰهَ، وَكُلْ بِيَمِينِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ»[1]

''اے لڑکے! اللہ کا نام لو (بسم اللہ کہو) اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے قریب سے کھاؤ۔''

❷ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے زکات کی کھجوروں میں سے ایک کھجور لی اور اپنے منہ میں ڈال لی۔ آپ ﷺ نے انھیں (ڈانٹتے ہوئے) فرمایا:

«كِخْ، كِخْ، أَمَا عَلِمْتَ إِنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ»[2]

''تھوک دو، کیا تمھیں نہیں معلوم کہ ہم زکات کا مال نہیں کھاتے۔''

② جھوٹ سے نفرت دلانا:

والدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی اولاد کو جھوٹ سے نفرت دلائیں اور انھیں یہ تعلیم دیں کہ جھوٹ ایک کبیرہ گناہ ہے، پھر خود بھی بچوں سے جھوٹ نہ بولیں اور نہ ان سے جھوٹ کہلوائیں، کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے اسے منافقین کی عادتوں میں سے ایک قرار دیا ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

«أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقاً خَالِصاً، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ كَانَ فِيهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا: إِذَا أُوْتُمِنَ خَانَ،

---

[1] صحيح الجامع، رقم الحديث (٧٩٥٨)

[2] صحيح الجامع، رقم الحديث (٤٤٧٧)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ»[1]

''جس میں چار خصلتیں ہیں، وہ پکا منافق ہے اور جس میں ان میں سے ایک خصلت ہے، اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے، جب تک وہ اسے چھوڑ نہ دے:

1. جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔
2. بات کرے تو جھوٹ بولے۔
3. جب عہد کرے تو بے وفائی کرے۔
4. جب جھگڑا کرے تو گالی بکے۔''

بچوں کے ذہنوں میں یہ بات بٹھائی جائے کہ جھوٹ بولنے سے آدمی اللہ تعالیٰ کے پاس بھی جھوٹے لوگوں میں سے ہوجاتا ہے، چنانچہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

« إِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ، فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِيْ إِلَى الْفُجُوْرِ، وَإِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ إِلَى النَّارِ، وَلَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَاللّٰهِ كَذَّابًا»[2]

''تم جھوٹ سے بچو، کیونکہ جھوٹ برائیوں کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور برائیاں دوزخ کی راہ دکھلاتی ہیں، آدمی ہمیشہ جھوٹ کہتا اور جھوٹ کی تلاش میں رہتا ہوا اللہ تعالیٰ کے پاس کذّاب (بہت بڑا جھوٹا) لکھا جاتا ہے۔''

عموماً یہ دیکھا جاتا ہے کہ باپ خود اپنے طرزِ عمل سے بچوں کو جھوٹ کی تعلیم دیتا ہے۔ اگر کسی شخص سے اسے ملنا نہ ہو اور وہ گھر پر آجائے تو بچوں سے

---

[1] صحيح الجامع، رقم الحديث (٨٩٠)
[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٧٤٣) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٦٠٧)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہلواتا ہے کہ ”ابا جان گھر پر نہیں۔“ یہ معصوم سمجھتے ہیں کہ ایسا کہنا بھی کوئی اچھا فن ہے، پھر وہ اسی فن کا مظاہرہ اپنے والدین اور دیگر لوگوں سے کرتے ہیں۔ مائیں عموماً اپنے بچوں کو ترغیب دینے کے لیے کئی طرح سے جھوٹ بولتی ہیں، لیکن قربان جائیں، انسانیت کے مربیِ اول اور مرشدِ کامل ﷺ کی ذاتِ گرامی پر کہ آپ ﷺ نے بچوں سے ترغیباً جھوٹ بولنے کو بھی اللہ تعالیٰ کے پاس حقیقی جھوٹ کے برابر قرار دیا۔ حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

”ایک دن میری ماں نے مجھے بلاتے ہوئے کہا: آؤ! میں تمھیں ایک چیز دیتی ہوں“ اس وقت رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر میں تشریف رکھتے تھے، آپ ﷺ نے میری ماں سے کہا:

”اگر وہ آجائے تو تم اسے کیا دینا چاہتی تھیں؟

انھوں نے کہا: ”میں اسے ایک کھجور دینا چاہتی تھی۔“

تب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«أَمَّا إِنَّكِ لَوْ لَمْ تُعْطِيهِ شَيْئاً كُتِبَتْ عَلَيْكِ كِذْبَةٌ»[1]

”اگر تم اسے بلا کر کچھ نہ دیتیں تو تمھارے نامہ اعمال میں ایک جھوٹ لکھا جاتا۔“

③ چوری اور دھوکا دہی سے اجتناب:

والدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی اولاد کو چوری، دھوکا دہی اور اسی طرح کی دیگر مذموم عادات سے دور رکھیں۔ اللہ نہ کرے، اگر بچے یا بچی سے چوری کا عمل سرزد ہوگیا تو والدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ بچے کو سمجھائیں، اگر

[1] سنن أبي داود، مسند أحمد و سنن البيهقي، صحيح الجامع (١٣٣١)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

وہ اس سے باز نہ آئیں تو انھیں سزا دیں، تاکہ اس قبیح عمل پر بچوں کی کبھی کوئی حوصلہ افزائی نہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ مبارکہ ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے۔ اس طرح کا ایک واقعہ آپ ﷺ کے زمانہ مبارکہ میں پیش آیا تھا کہ خاندانِ قریش کے ایک معزز خاندان قبیلہ بنی مخزوم کی ایک عورت جس کا نام فاطمہ تھا، چوری کی مرتکب ہوئیں۔ بنی مخزوم کے لوگ چاہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے خاندان کے وقار کو مدنظر رکھتے ہوئے چشم پوشی سے کام لیں۔ اس لیے انھوں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو سفارشی بنا کر آپ ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے آپ ﷺ سے اس معاملے میں سفارش کی اور چشم پوشی کی درخواست کی۔ آپ ﷺ ان پر سخت غضب ناک ہوئے اور فرمایا:

«أَتَشْفَعُنِي بِحَدٍّ مِّنْ حُدُودِ اللّٰهِ؟»

''کیا تم حدود اللہ میں مجھ سے سفارش کرتے ہو؟''

پھر آپ ﷺ نے تمام لوگوں کو جمع کیا اور خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

''لوگو! تم سے اگلی امتیں اسی لیے برباد کر دی گئیں کہ جب ان میں کوئی معمولی شخص چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے اور جب یہی کام کوئی باعزت شخص کرتا تو اسے چھوڑ دیتے تھے۔''

مزید فرمایا:

«وَأَيْمُ اللّٰهِ! لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا.. ثُمَّ أَمَرَ فَقُطِعَتْ يَدُهَا»[1]

[1] صحيح البخاري، كتاب الحدود، رقم الحديث (٢٥٠٥)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اللہ کی قسم! اگر محمد (ﷺ) کی بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا.. پھر آپ ﷺ نے اس عورت کو طلب کیا اور اس کا ایک ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر فرمایا۔''

اسلام نے معاشرے سے اس عادتِ بد کو دور کرنے کے لیے سخت سزائیں مقرر کی ہیں۔ چور چاہے مرد ہو یا عورت، اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ وَ السَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْۤا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴾ [المائدة: ٣٨]

''چور چاہے مرد ہو یا عورت، ان کے ہاتھ کاٹ دو، یہ ان کے کرتوت کا بدلہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے عبرتناک سزا۔ اللہ تمام پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔''

چوری کی عموماً وجوہات: ① غریبی و مفلسی اور ② فضول خرچی وغیرہ ہوتی ہیں، جن پر ہم نے ''اولاد میں انحراف کے اسباب اور علاج'' کے باب میں گفتگو کی ہے، جو آگے آرہا ہے۔

④ گالی گلوچ:

بچوں میں یہ بُرائی عام ہے۔ یہ عادت دو طرح سے پیدا ہوتی ہے:

① والدین سے۔ ② بُری صحبت کے ذریعے۔

1 والدین سے:

اگر والدین اپنی زبانوں پر قابو نہیں رکھتے اور وہ اپنی اولاد کے سامنے ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے فحش اور ننگی گالیوں کا تبادلہ کرتے ہیں تو اولاد پر بھی اس کا اثر پڑنا شروع ہوجاتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ الفاظ جو ہمارے ماں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

باپ کی زبان سے ہمہ وقت نکلتے رہتے ہیں، شاید بُرے نہیں ہیں، پھر وہ بھی بے جھجک انھیں گالیوں کی ریہرسل شروع کر دیتے ہیں۔ شروع شروع میں جب بچے چھوٹے ہوتے ہیں، ان کی معصوم زبان سے یہ گالیاں بعض والدین کو بڑی پیاری پیاری لگتی ہیں اور وہ انھیں سن سن کر بڑے خوش ہوتے ہیں، لیکن یہی بچے جب بڑے ہو کر اپنے والدین کو گالی بکنا شروع کرتے ہیں، تب والدین کو احساس ہوتا ہے کہ ان کی غلط تربیت نے اپنا رنگ دکھا دیا ہے۔

2 بُری صحبت کے ذریعے:

بُرے لڑکے عموماً بازاروں، کلبوں، گلیوں اور شاہراہوں کی پیداوار ہوتے ہیں۔ جب بچہ اپنا زیادہ وقت ان جگہوں پر صَرف کرنے لگتا ہے تو پھر ان سے وہ ان گندی گالیوں اور فحش کلمات کو سیکھتا ہے اور وہ انہی کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے بُرے اخلاق اور بُری تربیت پر پروان چڑھنے لگتا ہے۔ والدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے بچوں کو ان مقامات سے حتی الامکان بچانے کی کوشش کریں۔

بچپن ہی سے اپنی اولاد کے دلوں میں سبّ وشتم اور گالی گلوچ سے نفرت پیدا کریں اور انھیں رسول اللہ ﷺ کے وہ فرمودات یاد کرائیں، جو اس برائی کی مذمت میں ہیں، مثلاً:

① «سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ»[1]

''مسلمان کو گالی دینا گناہ اور اس سے لڑائی اور جنگ کرنا کفر ہے۔''

② بڑے گناہوں میں سے ایک بڑا گناہ یہ بھی ہے کہ کوئی شخص اپنے ماں باپ کو بُرا بھلا کہے۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! کوئی اپنے

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٦٦٦٥) صحيح مسلم، رقم الحديث (٦٤)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ماں باپ کو کیسے بُرا بھلا کہے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

«يَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ، وَيَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ» [1]

''وہ دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے تو اس کے جواب میں دوسرا شخص بھی اس کے باپ کو گالی دے گا۔ وہ کسی کی ماں کو گالی دے گا تو وہ بھی اس کی ماں کو گالی دے گا۔''

⑤ منشیات کا استعمال:

والدین کے لیے سب سے زیادہ تکلیف دہ صورتِ حال یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنی اولاد کو منشیات کا عادی پائیں۔ آج منشیات کا استعمال روز مرہ کا معمول بن گیا ہے۔ تقریباً 80% مرد منشیات کا استعمال، حقہ، سگار، بیڑی، سگریٹ، تمباکو، زردہ، نسوار، گُل، شراب، ہیروئن، چرس، بھنگ اور افیون کی شکل میں کرتے ہیں۔ بچے اپنے والد، دادا، چچا، بڑے بھائی یا کسی سرپرست کو دیکھتے ہیں کہ وہ کش پر کش لگائے جارہے ہیں تو انھیں یہ احساس ہوتا ہے کہ شاید یہ کوئی اتنی قبیح چیز نہیں، اسی کا نتیجہ ہے کہ ہمارے یہ بزرگ بڑے ہی اطمینان اور آزادی سے اس کا استعمال کر رہے ہیں۔ بسا اوقات یہی شبہہ انھیں منشیات کے استعمال پر جری کرتا ہے۔

⑥ سگریٹ نوشی:

تمباکو نوشی دینی اور دنیوی ہر لحاظ سے نقصان دہ ہے۔ شریعت نے ہر اس چیز کو حرام قرار دیا ہے جو انسان کے اخلاق کو بگاڑ دے اور عقل کو پراگندہ کر دے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے ''طیّبات'' یعنی ''پاکیزہ چیزیں''

[1] صحيح البخاري و صحيح مسلم و مسند أحمد، صحيح الجامع (٥٩٠٨)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حلال فرمائی ہیں اور ''خبائث'' ''بری اور گندی چیزیں'' حرام قرار دی ہیں، چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ﴾ [الأعراف: ۱۵۷]

''آپ ان کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال اور خبیث چیزوں کو حرام کرتے ہیں۔''

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

«لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ» [1] ''نقصان اٹھاؤ نہ نقصان پہنچاؤ۔''

تمباکو نوشی کے نقصانات:

تمباکو نوشی سے افراد و معاشرے کو بے شمار نقصانات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، جس سے نہ صرف اسے استعمال کرنے والے دو چار ہیں، بلکہ اس کا نقصان ان لوگوں کو بھی اپنی ہلاکت آفرینی میں شامل کر لیتا ہے، جو سگریٹ کے دھوئیں سے آلودہ فضا میں سانس لیتے ہیں، بلکہ ان لوگوں کا شمار تمباکو نوشی نہ کرتے ہوئے بھی تمباکو نوشوں ہی میں ہوگا، اسے ''Passive Smoking'' یعنی ''غیر ارادی سگریٹ نوشی'' کہا جاتا ہے۔

تمباکو کی تباہ کاری کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ تمباکو سے پیدا شدہ امراض کی وجہ سے ہر سال بیالیس (42) لاکھ افراد موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ تمباکو سے پھیپھڑے، نرخرے، منہ، آنت اور مثانہ وغیرہ کینسر کا شکار ہو جاتے ہیں۔ سب سے زیادہ قلب کے امراض پیدا ہوتے ہیں۔ تمباکو

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (۲۳۳۰، ۲۳۳۱) كتاب الأحكام، السلسلة الصحيحة للألباني، رقم الحديث (۲۵۰)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ذہن کو کمزور، اعصاب میں کھچاؤ، نظر میں کمی اور قوتِ سماعت کی کمزوری پیدا کر دیتا ہے۔ سر چکرانے لگتا ہے، قوتِ ہاضمہ خراب اور قوتِ مردانگی متاثر ہوجاتی ہے۔ صرف برصغیر میں تمباکو کے مختلف طریقوں سے استعمال کرنے کی وجہ سے سالانہ دس لاکھ سے زیادہ افراد مختلف بیماریوں کا شکار ہوکر مرجاتے ہیں۔

ایک میڈیکل ریسرچ رپورٹ کے مطابق پان مصالحہ، گُٹکا اور اس قسم کی وہ تمام اشیا جو مارکیٹ میں فروخت ہوتی ہیں، موت کے پھندے ہیں۔ منہ اور حلق کا کینسر پان مصالحے اور گُٹکے کے استعمال سے ہوتا ہے۔ تمباکو نوشی سے عورتوں کی ماہواری گڑ بڑ ہوجاتی ہے اور ماں کی تمباکو نوشی سے جنین کی حرکتِ قلب متاثر ہوتی ہے۔ تمباکو نوش عورت کے بچے ذہنی طور پر قدرے معذور پیدا ہوتے ہیں اور تمباکو اسقاطِ حمل کا سبب بھی بنتا ہے۔ امریکہ میں 1993 میں پچاس ہزار عورتوں کا تمباکو نوشی کی وجہ سے اسقاطِ حمل ہوگیا تھا۔[1]

والدین اگر اس عادت قبیحہ سے اپنی اولاد کو بچانا چاہتے ہیں تو ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ خود اس برائی سے بچیں۔[2]

⑦ شراب نوشی:

شراب ایک نشہ آور چیز کا نام ہے۔ عربی میں اس کو "خَمر" کہتے ہیں، یعنی جس کے استعمال سے عقل و ہوش کام کرنا چھوڑ دیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو ناپاکی اور گندگی قرار دیا ہے۔ اس کا پینا نہایت ہی بری عادت ہے اور اس سے بہت سی برائیاں پیدا ہوتی ہیں، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے اسے "اُمّ الخبائث"

---

[1] ماہنامہ "البلاغ"، بمبئی (اپریل 2003)

[2] اس سلسلے میں تفصیل کے لیے دیکھیں ہماری کتاب: "تمباکو نوشی" طبع مکتبہ کتاب و سنت ریحان چیمہ، سیالکوٹ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(تمام برائیوں کی جڑ) کا نام دیا ہے۔

عموماً وہ بچے اس عادتِ بد کا شکار ہوتے ہیں جو سگریٹ نوش ہیں اور والدین کی نگرانی سے دور رہتے ہیں، پھر اشرار اور فجّار لوگوں کی صحبت انھیں آہستہ آہستہ ہر برائی کی طرف لے جاتی ہے۔ دو چار بار کے انکار کے بعد پھر وہ دوستوں کے اصرار پر دو چار گھونٹ پی ہی لیتے ہیں، پھر رفتہ رفتہ اس کے عادی بن کر والدین کے لیے سوہانِ روح ہو جاتے ہیں۔ والدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ بچوں کے سامنے اس برائی کی مذمت میں وارد شدہ قرآنی آیات اور احادیثِ رسول ﷺ پڑھتے رہیں، تاکہ بچپن ہی سے ان کے دل میں اس برائی کے خلاف نفرت پیدا ہو۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ وَ يَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴾ [المائدة: ٩٠، ٩١]

”اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بتوں کے چڑھاوے اور پانسے گندے شیطانی کام ہیں، اس سے بچتے رہو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمھارے درمیان دشمنی ڈال دے اور تم کو اللہ کی یاد اور نماز سے روک دے، پھر کیا ان چیزوں سے تم باز رہو گے؟“

نبی اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

① «كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ، وَكُلُّ خَمْرٍ حَرَامٌ»[1]

''ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر طرح کی شراب حرام ہے۔''

② «مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ»[2]

''جس کے زیادہ پینے سے نشہ آئے، اس کا تھوڑا پینا بھی حرام ہے۔''

③ «إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَكُمْ فِيمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ»[3]

''اللہ تعالیٰ نے اپنی حرام کردہ چیزوں میں تمھارے لیے شفا نہیں رکھی ہے۔''

④ رسول اللہ ﷺ نے شراب کے متعلق دس لوگوں پر لعنت بھیجی ہے:

١ شراب کشید کرنے والے۔ ٢ کروانے والے۔

٣ پینے والے۔ ٤ شراب اٹھانے والے۔

٥ جس کے پاس شراب لے جائی جائے۔ ٦ اس کو پلانے والے۔

٧ اس کو بیچنے والے۔ ٨ اس کی قیمت کھانے والے۔

٩ اسے خریدنے والے۔ ١٠ جس کے لیے خریدی گئی ہو۔[4]

⑤ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے منبرِ رسول ﷺ سے لوگوں کے درمیان یہ اعلان فرمایا تھا:

''اَلْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ''[5]

''شراب وہ ہے جس سے عقل میں فتور آئے۔''

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٠٠٣)

[2] سنن أبي داود، سنن الترمذي، سنن النسائي، سنن ابن ماجه، مسند أحمد، صحيح الجامع، رقم الحديث (٥٤٠٦)

[3] السلسلة الصحيحة، رقم الحديث (١٦٣٣) موقوف على ابن مسعود رضي الله عنه.

[4] سنن الترمذي، رقم الحديث (١٥٥٩)

[5] صحيح البخاري، رقم الحديث (٤٣٤٣) صحيح مسلم، رقم الحديث (٣٠٣٢)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کی رو سے ہر قسم کی مخدّرات و منشیات، شراب ہی کے زمرے میں آتی ہیں، بلکہ شراب سے کہیں زیادہ ان کا نقصان مسلّم ہے، کیونکہ یہ انسانی عقل پر شراب سے کہیں زیادہ اثر انداز ہوتی ہیں، اسی لیے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ اور امام قرافی رحمہ اللہ نے حشیش وغیرہ کے حرام ہونے پر اجماع نقل کیا ہے اور اس کے حلال سمجھنے والے کو کافر کہا ہے۔

آج ہر ملک کے نوجوانوں کے لیے ہیروئن اور افیون وغیرہ کا استعمال ایک مسئلہ بنا ہوا ہے۔ نوخیز لڑکے اور لڑکیاں اس برائی میں زیادہ مبتلا ہو رہی ہیں، بلکہ کئی ایک ممالک میں طبعی موت مرنے والوں کے مقابلے میں اُن کی تعداد زیادہ ہے جو حشیش، چرس، بھنگ اور افیون کی زائد خوراک لینے کی وجہ سے مر رہے ہیں۔ بعض ممالک نے اس مسئلے پر خصوصی توجہ مبذول کی ہے اور ان منشیات کو رواج دینے والوں کے لیے سخت قوانین بنائے ہیں۔ سعودی عرب نے منشیات کے اسمگلروں کے لیے سزائے موت کا قانون بنایا ہے۔

شرابی کے لیے اسلام نے سخت تعزیری سزائیں مقرر کی ہیں، جو ۴۰ تا ۸۰ کوڑوں پر مشتمل ہیں، اس کے علاوہ حکومت مناسب سمجھے تو منشیات کے استعمال کرنے اور انھیں رواج دینے والوں کے لیے جرمانہ اور قید وغیرہ کی سزائیں دے سکتی ہے۔

والدین سے التماس ہے کہ اپنے بچوں پر نگرانی رکھیں، ان کی گھر سے باہر کی سرگرمیوں، ملنے جلنے والوں اور سکول و کالج کے دوستوں پر نظر رکھیں، انھیں ہر ممکن طریقے سے برے افراد کی صحبت سے بچائیں اور ساتھ ہی ان کی ہدایت کے لیے اللہ رب العالمین سے دعا بھی کرتے رہیں۔[1]

---

[1] اس موضوع کی تفصیل کے لیے دیکھیں ہماری کتب: ''شراب نوشی'' اور ''شراب سے علاج کی شرعی حیثیت''

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

⑧ یہود و نصاریٰ اور کفار کی مشابہت سے پرہیز:

موجودہ دور میں ایک وبا یہ چل پڑی ہے کہ بلا سوچے سمجھے ہر نئی چیز کی تقلید کی جائے اور ''ہر نئی چیز لذیذ ہوتی ہے'' کے مقولے پر صد فی صد عمل ہو رہا ہے۔ کتنے لوگ مغربی تہذیب و تمدن کی اندھی تقلید ہی کو معراجِ کمال سمجھ رہے ہیں۔ جبکہ ہمارے آقا جنابِ محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو یہود، نصاریٰ، مجوس اور کفار کی مشابہت سے منع فرمایا ہے، بلکہ ان کی مخالفت کا حکم دیا ہے، چنانچہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

① «خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ، حُفُّوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللُّحیٰ»[1]

''مشرکین کی مخالفت کرو، مونچھیں پست کرو اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ۔''

② «جُزُّوا الشَّوَارِبَ وَأَرْخُوا اللُّحیٰ، وَخَالِفُوا الْمَجُوسَ»[2]

''مونچھوں کو کاٹو، ڈاڑھیوں کو لٹکاؤ اور مجوس کی مخالفت کرو۔''

③ «مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ»[3]

''جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے تو وہ انھیں میں شمار ہوگا۔''

امتِ اسلامیہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ کفار کی مشابہت و تقلید سے بچے، بلکہ معاشی و اقتصادی، ثقافتی و تہذیبی اور دینی و دنیوی ہر محاذ پر باطل اقوام کا مقابلہ کرے اور اس چومکھی جنگ میں انھیں ہر محاذ پر پسپا کرنے کی کوشش کرے۔ تاہم سائنس، ٹیکنالوجی، ڈاکٹری، علوم و فنونِ حرب اور اس کے وسائل غیر مسلم اقوام سے سیکھے جا سکتے ہیں۔ لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ یہ اس اصول کے تحت ہو:

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٥٥٣) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٥٩)

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٦٠)

[3] سنن أبي داود، معجم طبراني الأوسط، صحيح الجامع، رقم الحديث (٦٠٢٥)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

”خُذْ مَا صَفَا وَدَعْ مَا كَدَرَ“

”ہر اچھی چیز سے فائدہ اٹھایا جائے اور ہر بری چیز سے دامن بچایا جائے۔“

⑨ شجاعت اور بہادری:

والدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے بچوں کو باہمت، جفاکش، شجاع اور بہادر بنائیں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے انھیں تمام جائز کھیلوں کی اجازت دیں۔ اسلام ان تمام کھیلوں کی اجازت دیتا ہے، جس سے جسم کو صحت حاصل ہوتی ہو اور جہاد فی سبیل اللہ کی تیاری ہوتی ہو، جیسے: گھوڑ سواری، نیزہ بازی، تیر اندازی، کشتی اور تیراکی وغیرہ۔ رسول اللہ ﷺ نے خود ان کی ترغیب دی ہے:

① «اِرْمُوْا بَنُوْا إِسْمَاعِيلَ! فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِياً»[1]

”اے اولادِ اسماعیل! تم تیر اندازی کرو، کیوں کہ تمھارے باپ (حضرت اسماعیل علیہ السلام) بہترین تیر انداز تھے۔“

② حضرت عمر رضی اللہ عنہ والدین کو تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

« عَلِّمُوْا أَوْلَادَكُمُ الرِّمَايَةَ وَالسِّبَاحَةَ، وَمُرُوْهُمْ فَلْيَثِبُوْا عَلَى الْخَيْلِ وَثْباً»[2]

”تم اپنے بچوں کو تیر اندازی اور تیراکی سکھاؤ اور انھیں گھوڑے کی پیٹھ پر چھلانگ لگا کر بیٹھنا سکھاؤ۔“

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے مبارک زمانے میں بچوں کے بہادری اور شوقِ شہادت کے واقعات اولاد کو ازبر کرائے جائیں۔ مثلاً:

③ میدانِ بدر میں ابو جہل کو قتل کرنے والے دو ننھے صحابہ حضرت معاذ بن عمر

[1] صحیح ابن حبّان (١/ ٥٤٨)

[2] ضعیف مرفوعاً، ضعیف الجامع، رقم الحدیث (٣٧٢٨)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اور حضرت معاذ بن عفرا رضی اللہ عنہما کا کارنامہ۔[1]

④ جنگِ اُحد کے موقعے پر دو بچوں حضرت سمرہ بن جندب اور رافع بن خدیج رضی اللہ عنہما کا شریکِ جہاد ہونے کے لیے کُشتی کرنا، حتیٰ کہ آپ ﷺ نے شرکت کی اجازت فرما دی۔[2]

⑤ مائیں بھی اپنے بچوں کو جنگِ قادسیہ کے موقعے پر عرب کی مشہور شاعرہ وصحابیہ حضرت خنساء رضی اللہ عنہا اپنے پانچ بیٹوں کے ساتھ میدانِ جہاد میں تشریف لانے کا واقعہ سنائیں، جن کے پانچوں بیٹے شہید ہوگئے تھے۔[3]

یہ تربیت کے وہ زرّیں اصول ہیں جن پر ہمارے اسلاف نے اپنے نونہالوں کی تربیت کی، جس کا نتیجہ دنیا کی نظروں میں بے شمار عظیم مسلم جرنیلوں کی شکل میں ظاہر ہوا۔

تاہم اسلام اُن تمام کھیلوں کو ناجائز قرار دیتا ہے، جن سے نہ صحت حاصل ہوتی ہو اور نہ جہاد کی تیاری ہوتی ہو، بلکہ وقت کا ضیاع اور دینی فرائض سے کوتاہی ہوتی ہو، جیسے: شطرنج، اسکوائش، لُڈو، کیرم اور تاش وغیرہ۔

⑩ عیش کوشی:

والدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی اولاد کو عیش کوشی سے محفوظ رکھیں، کیونکہ جب اولاد کو عیش وعشرت کی عادت پڑ جاتی ہے تو وہ زندگی کے مصائب و شدائد کا جفاکشی سے مقابلہ نہیں کر سکتے اور وہ جلد ہی نروس ہو کر یاس وحرمان کا شکار ہو جاتے ہیں، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے امت کو حکم فرمایا:

[1] صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب قتل أبي جهل، رقم الحديث (٢٩٧٢)

[2] المستدرك للحاكم (٢/ ٦٩)

[3] اسلامی تعلیم: از مولانا عبد السلام صاحب بستوی رحمہ اللہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

«إِيَّاكَ وَالتَّنَعُّمُ، فَإِنَّ عِبَادَ اللّٰهِ لَيْسُوْا بِالْمُتَنَعِّمِيْنَ»[1]

"تم عیش کوشی سے بچو، کیونکہ اللہ کے نیک بندے عیش پرست نہیں ہوتے۔"

اسی مرض میں مبتلا ہو کر سلاطین نے اپنی سلطنتیں گنوائیں اور اپنے ساتھ امت کو بھی زوال و ذلت کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈبو دیا۔ مسلمانوں نے اسپین پر تقریباً آٹھ سو سال تک حکومت کی، لیکن جب وہ زنا و غنا، رقص و سرود اور عیش و مستی میں گرفتار ہوئے تو اس طرح وہاں سے مٹا دیے گئے کہ ان کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا۔ علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کا فرمان سچ ہے ؎

آ تجھ کو بتاؤں میں تقدیرِ امم کیا ہے؟
شمشیر و سنان اوّل، طاؤس و رُباب آخر

⑪ آلاتِ موسیقی کا استعمال:

آج ساری دنیا میں موسیقی اور میوزک کی دھوم ہے۔ ہر بچہ، بوڑھا، جوان اور ہر عمر کی عورتیں اس کی دل دادہ ہیں۔ فحش گانوں کی بھر مار ہوگئی ہے۔ ٹی وی اور ڈش کی بدولت ساری دنیا کی فحاشی سمٹ کر گھر کے آنگن میں چلی آئی ہے۔ باقی رہی سہی کسر انٹرنیٹ نے پوری کر دی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ٹی وی اور کیمرے کا استعمال کئی طرح کی انسانی ضروریات کے لیے جائز ہے، بلکہ ضروری ہے، لیکن محدود فوائد کی طلب نے لا محدود برائیوں کو جنم دیا ہے۔ ہمارے ممالک میں لگے ہوئے چینلوں سے فحاشی اور عریانیت چھن چھن کر برس رہی ہے۔ بے پردگی اور عریانی بلکہ بدکاری اور فحاشی کی گویا تعلیم دی جا رہی ہے، جو مسلم نوجوانوں اور بچوں کے لیے زہرِ ہلاہل ہے۔

[1] مسند أحمد، سنن البيهقي في شعب الإيمان، صحيح الجامع، رقم الحديث (٢٦٦٥)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

والدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے گھروں سے ٹی وی، ڈش اور انٹرنیٹ کی لعنت کو دور کریں یا کم از کم ان پر کڑی نگاہ رکھیں، تاکہ ان کے ذریعے اپنی اولاد کو بگاڑ سے محفوظ رکھ سکیں۔ والدین اپنے بچوں کے دل و دماغ میں رسول اللہ ﷺ کے یہ فرامین نقش کرا دیں، جو آپ ﷺ نے موسیقی اور آلاتِ طرب وغنا کی برائی میں بیان فرمائے ہیں:

1 «لَيَكُونَنَّ فِي أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الْحِرَ، وَالْحَرِيرَ، وَالْخَمْرَ، وَالْمَعَازِفَ»[1]

''میری امت میں کچھ قومیں ایسی ہوں گی، جو زنا، ریشم، شراب اور آلاتِ موسیقی کو حلال کرلیں گی۔''

2 «إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ عَلَيَّ، أَوْ حَرَّمَ الْخَمْرَ وَالْمَيْسِرَ وَ الْكُوبَةَ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ»[2]

''اللہ تعالیٰ نے حرام ۔ یا مجھ پر حرام۔ کیا ہے: شراب، جوا اور طبلہ، اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

3 «إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ الْخَمْرَ، وَ الْمَيْسِرَ، وَ الْكُوبَةَ وَ الْغُبَيْرَاءَ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ»[3]

''اللہ عز وجل نے شراب، جوا، طبلہ وساز اور مکئی سے بنی شراب حرام

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٥٩٠)

[2] سنن أبي داود، رقم الحديث (٣٦٩٦) مسند أحمد (١/ ٢٤) سنن البيهقي (١٠/ ٢١٣) مسند أبي يعلىٰ، رقم الحديث (٢٧٢٩) صحيح ابن حبان، رقم الحديث (٥٣٤١) معجم كبير للطبراني، رقم الحديث (١٢٥٩٨)

[3] سنن أبي داود، رقم الحديث (٣٦٨٥) مسند أحمد (٢/ ١٥٨) سنن البيهقي (١٠/ ٢٢١) التمهيد لابن عبد البر (٥/ ١٦٧)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کی ہے، اور ہر نشہ آور چیز ہی حرام ہے۔''

④ «إِنَّ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالٰى حَرَّمَ عَلَيَّ الْخَمْرَ، وَ الْكُوبَةَ، وَالْقِنِّيْنَ، وَ إِيَّاكُمْ وَ الْغُبَيْرَاءَ، فَإِنَّهَا ثُلُثُ خَمْرِ الْعَالَمِ»[1]

''میرے رب تبارک وتعالیٰ نے مجھ پر شراب، طبلہ وطنبورہ (ساز) حرام کیا ہے۔ تم مکئی سے بنی شراب سے خوب بچ کر رہو کہ دنیا میں استعمال ہونے والی شراب کا ایک تہائی حصہ یہی مکئی سے تیار شدہ شراب ہے۔''

⑤ «يَكُونُ فِي أُمَّتِي قَذْفٌ وَمَسْخٌ وَخَسْفٌ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَمَتٰى ذٰلِكَ؟ قَالَ: إِذَا ظَهَرَتِ الْمَعَازِفُ، وَكَثُرَتِ الْقِيَانُ، وَشُرِبَتِ الْخُمُورُ»[2]

''میری امت (کے کچھ لوگوں) پر پتھراؤ ہوگا، ان کی شکلیں مسخ کر دی جائیں گی اور انھیں زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ کب ہوگا؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب ساز و آواز عام پھیل جائیں گے۔ گانے والی عورتوں کی کثرت ہو جائے گی اور شراب عام پی جانے لگے گی۔''

تفصیل کے لیے دیکھیں: ہماری کتاب: ''سماع وقوالی اور گانا وموسیقی'' جس میں قرآنِ کریم کی متعدد آیات اور بکثرت احادیثِ رسول ﷺ و آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور اقوالِ ائمہ رحمہم اللہ سے گانا وموسیقی کا حرام ہونا ثابت کیا گیا ہے۔

---

[1] مسند أحمد (٣/ ٤٢٢) مصنف ابن أبي شيبة، رقم الحديث (٤١٣٢) سنن البيهقي (١٠/ ٢٢٢) طبراني كبير (١٨/ ٣٥٢)

[2] سنن الترمذي، كتاب الفتن (٢٢١٣) السلسلة الصحيحة، رقم الحديث (٢٢٠٣)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

⑫ ٹی وی کی تباہ کاریاں:

بچے اللہ تعالیٰ کی انمول نعمت ہیں۔ بچے تمناؤں کا مرکز، آنکھوں کی ٹھنڈک، مستقبل کے معمار، معصومیّت کا پیکر، بے گناہی کا نمونہ اور سادگی کا مجسمہ ہوتے تھے، لیکن آج کل ہمارے ننھے منے پھول سیٹلائٹ چینلز کے پروگراموں کا ہدف بنے ہوئے ہیں۔ برائی کے علم بردار برائی اور اچھائی کے نام لیوا اچھائی پھیلا رہے ہیں۔ سیٹلائٹ چینلز اچھائی اور برائی کے خانوں میں منقسم ہیں۔ ان کی یلغار سے بچاؤ کا واحد ہتھیار مضبوط خودکار دفاعی نظام کے سوا کچھ بھی نہیں۔ بچوں پر ان کے اثرات کے جو اعداد و شمار سامنے آئے ہیں، وہ بڑے بھیانک ہیں:

ان اعداد و شمار کے مطابق عرب ممالک میں سیٹلائیٹ چینلز کی تعداد ۴۳۳ سے تجاوز کر چکی ہے۔ ان کے پروگرام نشر کرنے والے عرب اداروں کی تعداد ۱۱۶ ہو چکی ہے۔ ان میں سے ۲۴ سرکاری اور ۹۲ نجی ہیں۔ بعض جائزوں میں بتایا گیا ہے کہ ایک عرب ملک میں بچوں کے لیے تیار کیے جانے والے پروگراموں کا تناسب ۴۹ سے ۵۵ فیصد کے درمیان ہے۔ جبکہ درآمد کیے جانے والے پروگراموں کا تناسب ۴۵ تا ۵۱ فیصد کے قریب ہے۔

سیٹلائیٹ چینلز کے پروگرام مسلم ممالک میں رائج عادات و روایات پر کس حد تک اثر انداز ہو رہے ہیں؟ اس سوال کا جواب رائے عامہ کے ایک جائزے میں کچھ اس طرح سے سامنے آیا ہے کہ ۴۵ فیصد ناظرین نے کہا ہے کہ بچوں پر ان کے برے اثرات پڑ رہے ہیں، جبکہ ۴۴ فیصد نے اپنی رائے محفوظ رکھی ہے۔ بچوں کے بارے میں سامنے آیا ہے کہ وہ سات گھنٹے یومیہ ٹی وی کے سامنے گزار رہے ہیں۔ کارٹون فلمیں پابندی سے دیکھ رہے ہیں۔ گویا ہفتے میں ۴۹ گھنٹے، مہینے

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

میں ۱۴۷۰ اور سال میں ۶۴۰ے گھنٹے ٹی وی کے سامنے دھرنا دیے رہتے ہیں۔

مصری میڈیا کے ایک جائزے میں بتایا گیا ہے کہ قاہرہ شہر کے بچے ہفتے میں ۲۸ گھنٹے ٹی وی دیکھ رہے ہیں۔ سماجی ونفسیاتی علوم کے ماہرین کا مشورہ یہ ہے کہ بچوں کو ایک دن میں ۳۵ منٹ سے زیادہ ٹی وی کے سامنے نہ بیٹھنے دیا جائے۔ ایک جائزے میں بتایا گیا ہے کہ ۹۸ فیصد بچے روزانہ ٹی وی اشتہارات پابندی سے دیکھتے ہیں۔ اسکالرز نے خبردار کیا ہے کہ ۴۷ فیصد کارٹون فلمیں بچوں میں مجرمانہ کردار پیدا کر رہی ہیں۔

ایک جائزے میں ظاہر کیا گیا ہے کہ سعودی یونیورسٹی کے طلبہ سال میں ایک ہزار گھنٹے ٹی وی کو اور ۶۰۰ گھنٹے یونیورسٹی کو دے رہے ہیں۔ بعض جائزوں میں توجہ دلائی گئی ہے کہ لڑکیاں سیٹلائٹ دیکھنے کی وجہ سے مختلف امراض میں مبتلا ہو رہی ہیں۔ ان کے کردار میں تبدیلی آ رہی ہے۔ وہ ہر وقت سیٹلائٹ چینل سے پیش کیے جانے والے پروگراموں کے بارے میں سوچتی رہتی ہیں۔ اخلاقی بگاڑ اور فکری بے چینی سے دو چار ہیں۔ ۵۰۰ طویل فلموں کے جائزے سے پتا چلا ہے کہ ۷۲ فیصد محبت، دہشت اور جنسی موضوعات سے متعلق تھیں۔ جائزے میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ۳۳ فیصد لڑکیاں لیکچر میں حاضری پر فلم بینی کو ترجیح دے رہی ہیں۔ ایک جائزے میں واضح کیا گیا ہے کہ بچوں کی صحت پر سیٹلائٹ چینلز دیکھنے کی وجہ سے برے اثرات پڑ رہے ہیں۔ ۶۴ فیصد ضعفِ بصارت میں مبتلا پائے گئے، جبکہ ۴۴ فیصد کی جسمانی حرکت تعطل کا شکار ہوگئی۔

اطفال اور ترقی کی عرب کونسل کے ڈاکٹر عبدالمنعم نے ایک جائزے میں بتایا کہ سیٹلائٹ چینلز کے پروگراموں نے بچوں کی معصومیت ختم کردی ہے۔ مغربی دنیا سے برآمد کیے جانے والے پروگرام بچوں میں تشدد، جارحیت اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جرائم سے انسیت پیدا کر رہے ہیں۔ سب سے زیادہ ٹی وی پروگرام امریکہ سے لائے جا رہے ہیں۔ ان میں تشدد کی شرح ۹۔ ۹۹ فیصد تک ریکارڈ کی گئی ہے۔ ایک ہفتے کے دوران میں مغربی دنیا سے درآمد کیے جانے والے بچوں کے پروگراموں کے جائزے سے پتا چلا کہ ان میں ۳۰۰ سے زیادہ قتل کی وارداتیں دکھائی گئی تھیں۔ علاوہ ازیں ایسے اشتہارات بھی دیے گئے تھے، جن میں والدین کو پُرتشدد مناظر پر مشتمل ویڈیو کیسٹس خریدنے کی دعوت دی گئی ہے۔

جائزے میں یہ بھی بتایا گیا کہ بچوں کے پروگراموں میں ۴۹ فیصد دشنام طرازی و گالی گلوچ، ۲۳ فیصد انتقام کی دھمکی، ۱۴ فیصد اشتعال انگیزی، ۱۲ فیصد مضحکہ خیزی، ۳ فیصد الزام تراشی، ۲۵ فیصد ہاتھوں سے زدوکوب کرنے، ۲۰ فیصد دوسروں پر اشیا پھینکنے، ۱۸ فیصد ہاتھ پیر باندھنے، ۹ فیصد اغوا، ۷ فیصد راہ زنی اور ۳ فیصد قید کے مناظر پیش کیے جا رہے ہیں۔ ان پروگراموں کی وجہ سے بچے رات کے وقت ڈر رہے ہیں۔ خواب میں خوفناک مناظر سے بچے سوتے میں اچھل جاتے ہیں۔ ہوم ورک اچھی طرح سے نہیں کر پاتے۔ بچے معاشرے کی خوف ناک تصویر اپنے ذہنوں میں مرتسم کر لیتے ہیں۔

تجربہ کار لوگوں کا کہنا ہے کہ بچے کم سنی میں اخلاقیات کو نہیں دیکھتے، جو نظر آتا ہے، وہ اسے قبول کر لیتے ہیں۔ سیٹلائٹ چینلز کے پروگرام دیکھنے والے بچے قبل از وقت بالغ ہوجاتے ہیں۔ سنسر کے بغیر دکھائی جانے والی فلمیں سماجی مسائل پیدا کر رہی ہیں۔ جرائم والے مناظر دیکھنے سے بچے مجرم بن رہے ہیں۔ فلموں میں خاندانی جھگڑے، دوسروں کو نیچا دکھانے اور کسی بھی قیمت پر جیتنے والے مناظر منفی اثرات ہی ڈال رہے ہیں۔ شعبدہ بازی، جادوگری، افسانوی قسم کی سوچ، پیش گوئی اور روح کو حاضر کرنے پر یقین کا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

درس ٹی وی پروگراموں کے ذریعے دیا جا رہا ہے۔ خود پسندی اور سماج دشمن جرائم سے لگاؤ سکھلایا جا رہا ہے۔ جرائم پہلے تو کچھ محدود تھے لیکن سیٹلائٹ چینلز کے آجانے کے بعد اُن میں اضافہ ہوا ہے۔

⑬ ٹی وی چینلز سے جرائم اور اخلاقی انحطاط کا فروغ:

اب آیئے اس سلسلے میں بعض اہلِ علم اور ماہرینِ تربیت کے اقوال کا بھی مطالعہ کر لیں:

① **احمد القاضی** (سعودی رکنِ شوریٰ): میرا خواب تھا کہ سیٹلائٹ چینلز قائم ہوں، تاکہ مرد، خواتین، نوجوان اور بچوں کو صحیح شعور و آگہی فراہم کریں، لیکن افسوس کے ساتھ اقرار کرنا پڑ رہا ہے کہ سیٹلائٹ چینلز کے زیادہ تر پروگرام فحش مناظر، مخربِ اخلاق سرگرمیوں اور عریاں حرکتوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ہمارے بچے اور نوجوان ان سے بری طرح متاثر ہو رہے ہیں۔

② **ڈاکٹر خالد الدخیل** (سماجی علوم کے پروفیسر اور معروف مصنف): گیند حکومتوں کی فیلڈ میں ہے۔ ہماری حکومتیں دینی یا سیاسی اسباب کی وجہ سے مختلف پروگراموں پر تو پابندیاں عائد کر دیتی ہیں، لیکن بچوں کو جرائم اور انحطاط سکھانے والے پروگراموں پر روک کیوں نہیں لگاتیں؟

③ **خالد سعید زربان** (ماہرِ سماجی علوم): بچے ہمارے معاشرے کا حصہ ہیں۔ کم سنی اور ناتجربہ کاری کی وجہ سے وہ والدین، ہم عصروں اور ٹی وی پروگراموں کی نقالی کرتے ہیں۔ ان کے ذہن پر تشدد کے مناظر بھیانک اثرات ڈال رہے ہیں۔ والدین کی ذمے داری ہے کہ بچوں کو ایسے پروگرام دیکھنے سے روکیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

④ فہد احمد مصلح (ماہرِ تربیت): مسلم معاشروں میں تشدد کا رواج کبھی نہیں رہا۔ سیٹلائٹ چینلز ہی نئے مسلم معاشروں میں اس رواج کے لیے جواب دہ ہیں۔

⑤ خالد احمد السلیمان (معروف قلم کار): عصرِ حاضر میں سیٹلائٹ پروگراموں کی دنیا خونخوار جنگل کی شکل اختیار کر گئی ہے۔ درندہ صفت اور وحشیانہ یا گراوٹ والے پروگرام اس دنیا پر حاوی ہیں اور ناظرین خصوصاً بچوں کے معصوم ذہن شکار بنے ہوئے ہیں۔ یہ پروگرام جنس زدہ ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ عصرِ حاضر کے فن اور میڈیا کا واحد پیغام جنسی ترغیب کے سوا کچھ نہیں رہا۔ افسوس اس بات کا ہے کہ اس معرکے میں والدین تن تنہا تمام حملوں کا سامنا کر رہے ہیں۔ سیٹلائٹ چینلز کے پروگرام کسی رکاوٹ کے بغیر ہمارے گھروں پر یلغار کر رہے ہیں۔

⑥ ڈاکٹر محمد انس قاضی (ام القریٰ یونیورسٹی میں انسانی علوم کے پروفیسر): سیٹلائٹ چینلز کے پروگرام سماجی ناانصافی، تشدد اور جارحانہ سلوک کا پرچا کر رہے ہیں۔ والدین کو دو کام کرنے ہیں:

پہلا تو یہ کہ وہ خود حقائق سے آراستہ ہوں اور دوسرا یہ کہ بچوں کے ساتھ عصری انداز میں پیش آئیں۔ ان سے ان کی عمر کے مطابق مکالمہ (ڈائیلاگ) کریں۔

⑦ ڈاکٹر محمد ایمن عرقوسی (الاہل ہسپتال جدہ میں ذہنی امراض کے کنسلٹنٹ): جس کا بھی بچے سے تعلق ہو، وہی سیٹلائٹ چینلز سے پیدا ہونے والے ذہنی مسائل کا ذمے دار ہے۔ والدین ہوں یا تربیتی ادارے یا پھر متعلقہ وزارتیں، سب بچوں کے مسائل کے ذمے دار ہیں۔ سائنس دانوں نے ثابت کر دیا ہے کہ بچوں میں بہت سارے امراض نت نئے مشینی کھلونوں اور سیٹلائٹ چینلز کی وجہ سے پیدا ہو رہے ہیں۔ وہ جو اقدار دیکھتے ہیں،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انھی کو اپنا لیتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر محلے میں ایسے کلب یا کھیل کود کی جگہیں ہوں، جہاں باپ اپنے بچے کو اپنے ہمراہ لے کر جائے اور اس کے ساتھ کھیلے۔ محبوب آقا ﷺ نے اس حوالے سے ہمیں اپنا خوبصورت نمونہ دیا ہے۔ آنحضرت ﷺ بچوں کے ساتھ کھیلا اور ان کا دل بہلایا کرتے تھے۔[1]

⑭ غیرت:

والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں میں غیرت وحمیت کا صحیح جذبہ پیدا کریں، کیونکہ غیرت ایک مسلمان کا سرمایہ ہے۔ ایک مرتبہ کسی شخص نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا: ''یارسول اللہ! اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو پائے تو وہ کیا کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اس پر چار لوگوں کو گواہ بنائے۔''

جب یہ بات حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے سنی تو کہا:

''یارسول اللہ ﷺ! کیا ایسی حالت میں وہ گواہ تلاش کرنے جائے گا؟''

«لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَأَتِي لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصَفَّحٍ عَنْهُ»

''اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو پاؤں تو ایک ہی وار میں اس کا سر قلم کردوں۔''

جب یہ بات آپ ﷺ کو معلوم ہوئی تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

«أَتَعْجَبُونَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ؟ فَوَاللّٰهِ لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ، وَاللّٰهُ أَغْيَرُ

---

[1] روزنامہ اردو نیوز جدہ، ہفتہ وار جمعہ اڈیشن ''روشنی'' (ص: ۸، بابت: ۶/ ذوالقعدہ ۱۴۲۸ھ، ۱۶/ نومبر ۲۰۰۷ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مِنِّيْ، مِنْ أَجْلِ غَيْرَةِ اللّٰهِ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ﴾[1]

''کیا تمھیں سعد بن عبادہ (رضی اللہ عنہ) کی غیرت پر تعجب ہے؟ جبکہ اللہ کی قسم! میں ان سے زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی زیادہ غیرت مند ہے، اللہ نے اپنی اسی غیرت کی وجہ سے ہر کھلی چھپی برائی اور بے حیائی کو حرام قرار دیا ہے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی غیرت مثالی تھی۔ انھوں نے ایک مسلمان عورت کی بے حرمتی پر جنگ تک کی تھی، نہ صرف اس بے حرمتی کرنے والے کو، بلکہ اس کی حمایت پر آنے والے پورے قبیلے کو عبرت ناک سزائیں دیں۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک عرب عورت بنی قینقاع (جو یہودی تھے) کے بازار میں کچھ سامان لے کر آئی اور فروخت کر کے (کسی ضرورت کے لیے) ایک سُنار کے پاس بیٹھ گئی، جو یہودی تھا۔ یہودیوں نے اس کا چہرہ کھلوانا چاہا، مگر اس نے انکار کر دیا۔ اس پر اس سنار نے چپکے سے اس کے کپڑے کا نچلا کنارا پیچھے باندھ دیا اور اسے کچھ خبر نہ ہوئی، جب وہ اٹھی تو بے پردہ ہوگئی، جس پر یہودیوں نے قہقہہ لگایا۔ اس عورت نے چیخ و پکار مچائی، جسے سن کر ایک مسلمان نے اس سنار پر حملہ کیا اور اسے مار ڈالا، جواباً یہودیوں نے مسلمان پر حملہ کر کے اسے مار ڈالا۔ اس کے بعد مقتول مسلمان کے گھر والوں نے شور مچایا اور یہود کے خلاف مسلمانوں سے فریاد کی، نتیجہ یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قلعے کا محاصرہ کر لیا، پھر انھیں مدینہ منورہ سے جلا وطن کر دیا گیا۔[2]

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (١٤٩٩)

[2] الرحيق المختوم (ص: ٣٢٧)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

لیکن افسوس! آج مسلمان گھرانوں میں اسلامی اور ایمانی غیرت کا گراف تیزی سے نیچے گر رہا ہے۔

⑮ علمی مجالس میں حاضری:

والدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ دینی مجلسوں میں اپنے بچوں کو ساتھ رکھیں، تاکہ ان میں بھی دین کا شعور جاگے، خود اعتمادی بڑھے اور ان میں ہر شخص کے سامنے حق بات کہنے کا جذبہ پیدا ہو۔

رسول اللہ ﷺ کی مجلس سے زیادہ باوقار اور مبارک مجلس اور کونسی ہوسکتی ہے؟ اس کے باوجود آپ ﷺ کی مجلسوں میں نوخیز بچے بھی شریک ہوا کرتے تھے۔[1]

---

[1] تفصیل کے لیے دیکھیں: صحیح البخاري، کتاب العلم و التفسیر، تفسیر سورة النصر، نیز دیکھیں: تربیة الأولاد في الإسلام (١/ ٣٠٥)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چوتھا باب

بچیوں کی تربیت

لڑکیوں کے لیے پردے کا حکم:

والدین کے لیے ضروری ہے کہ اپنے لڑکوں کو غیر محرم عورتوں پر نظر ڈالنے سے روکیں اور لڑکیوں کو نامحرم مردوں سے پردہ کرنے کا حکم دیں، کیونکہ فطری طور پر عورتوں میں مردوں کے لیے اور مردوں میں عورتوں کے لیے رغبت رکھی گئی ہے۔ جب وہ بے پردہ عورت کا نیم عریاں جسم دیکھتا ہے تو شہوت اور رغبت کو پورا کرنے کے لیے اس کی طرف لپکتا ہے۔ آج کل کے اخبارات اس بات پر گواہ ہیں کہ کس طرح مرد بے پردہ سالی، بھابی، ہمسائی اور اجنبی عورت کے ساتھ بُرے افعال میں ملوث ہوتے ہیں۔

اسلام نے اس برائی اور زنا کاری کے سدّباب کے لیے تین تدابیر اختیار کی ہیں:

1. کتاب اللہ کی آیات اور سنتِ رسول اللہ ﷺ کے مختلف ابواب میں ترغیبِ عفت اور تربیتِ نظر نہایت موثر اور بلیغ انداز میں موجود ہے۔ کہیں عفت و عصمت پر بہترین اجر و انعام کا ذکر ہے تو کہیں فحش کاری پر وعیدِ شدید۔
2. غیر شادی شدہ زانی کو سو کوڑے مارنے اور شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنے کا انتہائی شدید ترین حکم (حدِ شرعی) ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۳ غیر محرم مرد و عورت کی ایک دوسرے سے مکمل علاحدگی اور ان کے باہمی اختلاط پر دوٹوک پابندی لگائی گئی ہے۔ اگر عورت کو گھر سے بہ وقتِ ضرورت باہر نکلنا اور اجنبی مردوں کے سامنے سے گزرنا پڑے تو وہ پردہ کر لے۔[1]

پردہ کرنے کا حکم ۵ھ میں نازل ہوا، جب کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس وقت پردہ لٹکا دیا اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو جو اس سے پہلے بے دھڑک آپ ﷺ کے گھر میں آتے جاتے تھے، آپ ﷺ نے انھیں بلا اجازت داخل ہونے سے منع کر دیا، اس موقع پر نازل ہونے والی آیت یہ تھی:

﴿ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ﴾ [الأحزاب: ٥٣]

''جب ان (اُمہات المومنین) سے کوئی چیز مانگو تو پردے کی اوٹ سے مانگو۔''[2]

نظر بازی، زنا کاری کا پیش خیمہ ہے، اس لیے اسلام نے سب سے پہلے اس پر پابندی لگائی اور مرد و عورت دونوں کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنی نظریں پست رکھیں اور اپنی عزت کی حفاظت کریں:

﴿ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ﴾ [النور: ٣٠]

''آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور

---

[1] اس موضوع کی تفصیل کے لیے دیکھیں ہماری کتاب: ''انسدادِ زنا کاری و فحاشی کے لیے اسلام کی حفاظتی تدابیر''

[2] صحیح البخاري، رقم الحدیث (٤٥١٣) صحیح مسلم، رقم الحدیث (١٤٢٨)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزگی ہے۔''

اور بالکل یہی حکم عورتوں کو بھی دیا گیا ہے:

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ﴾ [النور: ٣١]

''آپ مسلمان عورتوں سے کہہ دیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمتوں کی حفاظت کریں۔''

یہ حکم اس بات کا غماز ہے کہ نظر کی بے احتیاطی کا عصمتوں کی پامالی سے چولی دامن کا رشتہ ہے، اسی لیے حکیم وخبیر اللہ تعالیٰ نے غضِ بصر کے ساتھ اس کا فائدہ بھی ذکر کر دیا کہ اس سے عصمتوں کی حفاظت ہوتی ہے۔ مرد کی نگاہ ہوس ناک ہوتی ہے، اسی لیے اسے منع کیا گیا کہ وہ عورتوں کی طرف گھور گھور کر دیکھے۔ اچانک پڑنے والی نگاہ سے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« يَا عَلِيُّ! لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ، فَإِنَّ الْأُوْلٰى لَكَ وَالْآخِرَةَ عَلَيْكَ »[1]

''اے علی! نظر پر نظر نہ ڈالو، کیونکہ پہلی نظر تو تمھارے لیے (معاف) ہے اور دوسری تم پر (گناہ) ہے۔''

عورت کی نگاہ بھی کچھ کم قیامت نہیں ڈھاتی، اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« الْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ وَزِنَاهُمَا النَّظَرُ، وَالْقَلْبُ يَشْتَهِي وَيَتَمَنّٰى، وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ أَوْ يُكَذِّبُهُ »[2]

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٧٧٧)

[2] مسند أحمد (٢/ ٣٤٣)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''آنکھیں زنا کرتی ہیں اور ان کا زنا دیکھنا ہے، دل خواہش اور تمنا کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق کرتی ہے یا تکذیب۔''

مطلب یہ کہ آنکھوں کے راستے سے جو خوب صورت تصویر مرد کے دل میں اترتی ہے، دل اس کے لیے مچلنے لگتا ہے، دماغ اس کے لیے سازشیں کرتا ہے، آخر میں شرم گاہ کی باری آتی ہے۔ اگر وہ اس میں کامیابی پالے تو جو زنا اب تک مجازی تھا، وہ حقیقی روپ دھار لیتا ہے۔

عورتوں کے لیے حکم دیا گیا:

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُولَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ [النور: ۳۱]

''آپ مسلمان عورتوں سے کہہ دیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمتوں کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھائیں مگر وہ جو خود بہ خود ظاہر ہو جائے اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رکھیں اور اپنا بناؤ سنگار ان لوگوں کے سوا کسی پر ظاہر نہ کریں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

شوہر، باپ، شوہروں کے باپ، اپنے بیٹے، شوہروں کے بیٹے، بھائی، بھائیوں کے بیٹے، بہنوں کے بیٹے، اپنے میل جول کی عورتیں، اپنے لونڈی غلام، وہ ماتحت مرد جو شہوت نہیں رکھتے اور وہ بچے جو ابھی عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے واقف نہیں ہیں۔ وہ اپنے پاؤں زمین پر مارتی ہوئی نہ چلا کریں، تاکہ اس زینت کا لوگوں کو پتا چلے جو وہ چھپا رکھی ہیں۔ اے مومنو! تم سب مل کر اللہ تعالیٰ کی جناب میں توبہ کرو، توقع ہے کہ تم فلاح پاؤ گے۔''

یہاں محرم سے پردے کی رخصت دی گئی ہے۔ محرم میں ایسے تمام رشتے دار شامل ہیں، جن سے عورت کا نکاح دائمی یا عارضی طور پر حرام ہے، اور وہ یہ ہیں:

- باپ: اس میں دادا، نانا، پڑدادا، پڑنانا اور سسر شامل ہیں۔
- حقیقی بیٹے: اس میں پوتے، پڑپوتے، نواسے پڑنواسے، داماد اور اسی طرح سوتیلے بیٹے اور ان کے اولاد و احفاد شامل ہیں۔
- بھائی: چاہے وہ حقیقی ہوں یا سوتیلے، علاتی ہوں یا اخیافی، اسی میں بھتیجے اور بھانجے اور ان کی اولاد تمام شامل ہیں۔
- حقیقی چچا اور حقیقی ماموں۔
- رضاعی باپ اور رضاعی بھائی، کیونکہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

''نسب سے جو رشتے حرام ہیں، دودھ پلانے سے بھی وہ رشتے حرام ہوجاتے ہیں۔''[1]

- عام بچوں سے جب تک ان میں شہوانی جذبات بیدار نہ ہوئے ہوں۔

[1] صحيح البخاري، صحيح مسلم، سنن أبي داود، سنن النسائي، سنن ابن ماجه، مسند أحمد، صحيح الجامع، رقم الحديث (٧٨٩٤)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

- ایسے نوکر چاکروں سے جن میں ہم بستری کی رغبت نہیں، جیسے بچے اور بوڑھے۔
- ایسی بوڑھی عورتیں جو سنِ ایاس کو پہنچ چکی ہیں، کیونکہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِیْنَةٍ وَاَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ﴾ [النور: ٦٠]

''اگر وہ پردہ نہ کرنا چاہیں تو کوئی حرج نہیں ہے، ہاں اگر پردہ کریں تو بہتر ہے۔''

ان کے علاوہ تمام نامحرم رشتے دار جیسے: دیور، جیٹھ، بہنوئی، چچازاد بھائی، خالہ زاد بھائی، ماموں زاد بھائی، شوہر کا بھتیجا، بھانجا وغیرہ، اسی طرح غیر رشتے دار (سہیلی کا شوہر، شوہر کا دوست وغیرہ) سے، ہیجڑوں سے، غلط قسم کے آوارہ لوگوں اور مشتبہ و فاسق مسلم و غیر مسلم خواتین سے پردہ کرنا ہوگا۔[1]

چہرے کا پردہ:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰۤی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا﴾ [الأحزاب: ٥٩]

''اے نبی! آپ اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مومن عورتوں سے فرما دیں کہ وہ اپنے چہروں پر اپنے گھونگھٹ ڈال لیا کریں، اس سے قریب ہے کہ وہ پہچان لی جائیں گی اور انھیں تکلیف نہیں پہنچائی جائے گی اور اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔''

---

[1] تفصیل کے لیے ہماری کتاب ''نماز کے لیے مرد و زن کا لباس'' ملاحظہ فرمائیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

متعدد احادیثِ مبارکہ بھی اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ عورت اپنے چہرے کا پردہ کرے:

❁ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا واقعہ تہمت کی لمبی روایت میں فرماتی ہیں:

«فَخَمَّرْتُ وَجْهِي حِينَ سَمِعْتُ اِسْتِرْجَاعَهُ»

''جب میں نے ان (حضرت صفوان بن معطل السلمی رضی اللہ عنہ) کے ''إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھنے کی آواز سنی تو اپنے چہرے کو اوڑھنی سے ڈھانپ لیا۔''

❁ حجۃ الوداع کے ضمن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

«كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّوْنَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُحْرِمَاتٌ، فَإِذَا حَاذَوْا بِنَا سَدَلَتْ إِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَأْسِهَا عَلٰى وَجْهِهَا، فَإِذَا جَاوَزُنَا كَشَفْنَاهُ»[1]

''سواروں کے قافلے ہمارے پاس سے گزرتے اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حالتِ احرام میں تھیں، جب وہ ہمارے قریب آتے تو ہم اپنے گھونگھٹوں کو اپنے سر سے چہرے پر لٹکا لیا کرتیں، اور جس وقت وہ گزر جاتے تو ہم اپنے چہروں کو کھول لیتیں۔''

ان احادیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ مسلمان عورت کے لیے ضروری ہے کہ جب وہ اپنے گھر سے باہر نکلے تو ضرور چہرے کا پردہ کرے، کیونکہ چہرہ ہی خوبصورتی یا بدصورتی کا عنوان ہے۔[2]

---

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (١٨٣٣) سنن ابن ماجه، رقم الحديث (٢٩٣٥) صحيح ابن خزيمة، رقم الحديث (٢٦٩١) سنن الدارقطني (٢/ ٢٩٤) سنن البيهقي (٥/ ٤٨) مسند أحمد (٦/ ٣٠)

[2] چہرے کے پردے کی تفصیل کے لیے دیکھیں ہماری کتاب: ''وجوبِ نقاب وحجاب''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

لباس ڈھیلا ڈھالا اور چہرہ، ہاتھ اور سارے جسم کو چھپانے والا ہو، اتنا چُست نہ ہو کہ جسم چھپنے کے باوجود نمایاں اور لوگوں کو راغب کرنے والا ہو، نظریں ہٹانے والا ہو نہ کہ نظریں جمانے والا، نقش ونگار والا اور زرق برق نہ ہو، لیکن افسوس کہ آج برقعے کے نام پر جو کالا لباس پہنا جاتا ہے، وہ اس قدر دلکش، جاذبِ نظر، خوب صورت، اسٹائلش، پرنٹڈ، چمکدار، رنگیلا بھڑکیلا اور کچھ نہیں تو اس کے اوپر سنہری ڈوریاں، خوبصورت اسٹیکرز، گولڈن بٹن اور خوبصورت، دلکش اور دیدہ زیب اسکارف، پردے کا پردہ اور ساتھ ہی دعوتِ نظارہ۔ غرض برقعہ بجائے ستر وحجاب اور اخفائے زینت کے، خود اظہارِ زینت کا ایک بڑا وسیلہ بن گیا ہے۔ بعض اہلِ علم نے تو ایسے برقعے کے بارے میں کہا ہے کہ اس کی زینت کو چھپانے کے لیے اس پر ایک اور برقعے کی ضرورت ہے۔

والدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی بچیوں کو سختی سے پردے کا پابند بنائیں، انھیں خوشبو لگا کر چلنے، لوچ دار، شیریں آواز سے بات کرنے، پاؤں کی جھنکار اور دلکش اداؤں سے روکیں۔ شرعی حجاب کی خوبیاں ان کے سامنے بیان کریں اور انھیں یہ بتلائیں کہ جب تک وہ محمد ﷺ کی تعلیمات پر عمل نہیں کریں گی، اس وقت تک صحیح معنوں میں مسلمان بھی نہیں بنیں گی۔

اسلام کے قانونِ حجاب کی برکات:

یہ بھی حقیقت ہے کہ اسلام کے قانونِ حجاب کی کشش نے کئی غیر مسلم خواتین کو مسلمان بنایا ہے۔ ''نو مسلم خواتین کے مشاہدات'' کے نام سے چھپنے والی کتاب میں محترمہ خولہ نکاتا (جاپان) لکھتی ہیں:

''منی سکرٹ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اگر آپ کو میری ضرورت ہے تو

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مجھے لے جاسکتے ہیں۔'' جبکہ حجاب صاف طور پر بتلاتا ہے کہ ''میں آپ کے لیے ممنوع ہوں۔''

محترمہ لیلیٰ لیسالوت وتمان (امریکہ) کہتی ہیں:

''جب میں حجاب استعمال کرنے لگی تو مجھے امن وامان کا سایہ مل گیا۔ مجھے محسوس ہوا کہ پردے کے باعث تمام لوگ میرا احترام کرنے لگے ہیں، اب مجھے کوئی تنگ نہیں کرتا، نہ سڑک پر، نہ بس وغیرہ میں۔''

محترمہ ہدیٰ خطاب (برطانیہ) کا کہنا ہے:

''جو چیز مجھے اسلام کی طرف کھینچ لائی ہے، وہ پردہ تھا۔ مسلمان خواتین کا یہ سکارف اور لباس غیر مردوں کی نظریں عورت کی طرف سے ہٹا دیتا ہے۔''[1]

پردے سے متعلقہ اسلامی احکامات:

یہ اسلام کی وہ تعلیمات تھیں جو اس نے آج سے چودہ سو سال پہلے اُس مسلمان اور مومن معاشرے کو دیں، جو ایمان، تقویٰ، اخلاص، للّٰہیت، شرم وحیا، عفت وعصمت کی حفاظت کے لحاظ سے بہترین زمانہ تھا، اس سے بہتر دور نہ چشمِ فلک نے کبھی دیکھا تھا اور نہ کبھی دیکھے گا، اس نے انسانیت کو ایسی تعلیمات سے نوازا، جس پر عمل کرکے قیامت تک آنے والی ساری فحاشیوں کا سدباب کیا جا سکتا ہے۔ اُس وقت انسان کی جنسی ہوس نے وہ خطرناک روپ نہیں دھارا تھا، جو آج ہے، عریانیت اور فحاشی کا وہ بازار گرم نہیں ہوا تھا، جو آج ہے، اس کے باوجود آپ ﷺ نے مسلم خواتین کو پردے کی پابندی کی تلقین فرمائی،

[1] بحوالہ ماہنامہ ''محدّث'' لاہور

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

عفت وعصمت کی حفاظت کی وہ تعلیمات عنایت فرمائیں کہ جن سے عمدہ تعلیمات کسی بھی مذہب میں ملنا ناممکن ہے۔ اس سلسلے میں چند احادیث ملاحظہ فرمائیں:

١ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھیں، اتنے میں حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے۔ یہ پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد کا واقعہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا:

«اِحْتَجِبَا مِنْهُ» ''تم دونوں پردے میں چلی جاؤ۔''

ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا وہ اندھے نہیں ہیں؟ نہ تو ہمیں دیکھ سکتے ہیں اور نہ پہچان ہی سکتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَفَعَمْيَاوَانِ أَنْتُمَا؟ أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ؟»[1]

''لیکن تم دونوں تو اندھی نہیں ہو، تم تو اسے دیکھ رہی ہو۔''

سبحان اللہ! رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں امت کی مائیں ہیں: ﴿وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ﴾ آنے والے صحابی اندھے اور روحانی بیٹے کے حکم میں ہیں، لیکن آپ علیہ السلام نے ان سے بھی اپنی ازواجِ مطہّرات رضی اللہ عنہن کا پردہ کروا کر امت کو قیامت تک کے لیے عملی اُسوہ پیش کیا، لیکن افسوس! ہمارے معاشرے میں خواتین مردوں کی نظروں سے بچنے کے لیے برقعے کا استعمال کرتی ہیں، لیکن کسی مرد کو دیکھنا مقصود ہو تو پردے کی اوٹ سے نظر بازی کرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔

٢ ایک حدیث میں کسی مسلمان عورت کو کسی غیر محرم کے ساتھ پل بھر کے لیے بھی تنہائی میں رہنے کو ناجائز قرار دیا گیا ہے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (٣٥٦٧) سنن الترمذي، رقم الحديث (٣٧٥٩)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

«لَا یَخْلُوَنَّ أَحَدُكُمْ بِامْرَأَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ»[1]

''تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ رہے، سوائے اس کے کہ اس کے ساتھ اس کا کوئی محرم ہو۔''

عورت کو حکم ہے کہ اپنے شوہر کے قریب ترین مرد رشتے داروں سے اپنے آپ کو بچائے رکھے، چنانچہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

«إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَآءِ»

''عورتوں کے پاس (ان کی تنہائی میں) داخل ہونے سے بچو۔''

ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ! دیور کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

«اَلْحَمْوُ الْمَوْتُ»[2] ''(عورت کے حق میں) دیور تو موت ہے۔''

3. دل و دماغ، آنکھ اور کان کے غلط استعمال سے روکا گیا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿إِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾

[الإسراء: ٣٦]

''بے شک کان، آنکھ اور دل سے متعلق (قیامت کے دن) پُرسش ہوگی۔''

4. اچانک پڑنے والی نظر کے معاف ہونے کے ساتھ ہی یہ حکم ہے کہ اپنی نگاہ کو پھیر لیں۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اچانک پڑنے والی نظر کے متعلق حکم دیا:

«اِصْرِفْ بَصَرَكَ»[3] ''تم اپنی نظر پھیرلو۔''

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٤٩٣٥) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٣٣٩)
[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٤٩٣٤) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٧٢)
[3] مسند أحمد (٤/ ٣٦١)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ان تعلیمات پر دنیا کا جو معاشرہ اور جو طبقہ، چاہے وہ بوڑھوں کا ہو یا جوانوں کا، مردوں کا ہو یا عورتوں کا، حاکموں کا طبقہ ہو یا محکوموں کا، ان ابدی تعلیمات پر کما حقہٗ عمل کرے گا، وہ ہر اس برائی سے محفوظ رہے گا، جو اس کی غیرت وشرافت کو نقصان پہنچائے اور اس کے اخلاق کو بے پردگی، اختلاط، فحاشی اور حرام نظر بازی سے محفوظ کر کے اسے شرافت و پاکیزگی، امن و استقرار اور سعادت کے بامِ عروج پر پہنچائے گا، اور ایسا کیوں نہ ہو، جب کہ وہ اُس طریقے پر گامزن ہے جسے بنانے والا عرشِ عظیم کا رب ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پانچواں باب

معاشرتی تربیت

حقوقِ والدین:

والدین انسان کے اس دنیا میں آنے کا سبب ہیں۔ والدین نے اپنی اولاد کے لیے لاکھوں دکھ جھیلے، ہزاروں پریشانیاں اٹھائیں، تب جا کر اولاد کہیں جوان ہوئی اور ہٹّے کٹّے جسم اور مضبوط اعصاب کی مالک بنی۔ اپنی اولاد کو جوان کرتے کرتے والدین خود بڑھاپے کو پہنچ گئے۔ انھیں مضبوط اور صحت مند بناتے بناتے خود ضُعف اور کمزوری کو پہنچ گئے۔ اسی لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے والدین کے حق کو اپنے حقوق کے فوراً بعد ذکر کیا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ قَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْ هُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا﴾ [بني إسرائيل: ٢٣، ٢٤]

”تیرے رب نے حکم دیا ہے کہ سوائے اس کے اور کسی کی پرستش نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اگر ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو تم انھیں ”اُف“ بھی نہ کہو اور نہ انھیں جھڑکو اور ان سے خوب ادب سے بات کرو اور ان کے لیے شفقت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

سے انکساری کے بازو کو جھکائے رکھو اور یوں دعا کرتے رہو: اے میرے رب ! ان دونوں پر ایسی ہی رحمت کرنا، جیسے انھوں نے بچپن میں مجھے پالا پوسا۔"

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے والدین کے ادب و احترام اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کو اپنی عبادت کے ساتھ ملا کر واجب فرمایا ہے، جیسا کہ سورت لقمان میں اپنے شکر کے ساتھ والدین کے شکر کو ملا کر لازم کیا اور فرمایا:

﴿ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيْكَ ﴾ [لقمان: ١٤]

"میرا شکر کر اور اپنے ماں باپ کا شکر بجا لا۔"

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ جلّ شانہٗ کی عبادت کے بعد والدین کی اطاعت سب سے زیادہ اہم اور اللہ تعالیٰ کے شکر ہی کی طرح والدین کا شکر گزار ہونا واجب ہے۔[1]

والدین کی خدمت و اطاعت اور تعظیم و تکریم ہر عمر میں واجب ہے، چاہے وہ بوڑھے ہوں یا جوان۔ لیکن بڑھاپے کا ذکر خصوصیت کے ساتھ اس لیے کیا گیا ہے کہ بڑھاپے میں اکثر انسان چڑ چڑا ہوجاتا ہے، اس میں ضد اور ہٹ دھرمی پیدا ہوجاتی ہے اور عقل و خرد بھی جواب دینے لگ جاتی ہے۔ ایسے میں انسان ایسی خواہشیں کرنے لگتا ہے جو بسا اوقات بچوں کی سی ہوتی ہیں اور کچھ مطالبات ایسے ہوتے ہیں، جن کا پورا کرنا بعض اولاد کے لیے مشکل ہوجاتا ہے۔ ایسے عالم میں بچے اپنے والدین سے جھنجھلا اٹھتے ہیں، لہٰذا ایسے وقت میں

[1] تفسير القرطبي (١٤/ ٥٩)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے اولاد کو ان کا بچپن یاد دلایا کہ تم بھی کبھی اپنے والدین سے زیادہ ضعیف و کمزور تھے، کچھ جانتے نہیں تھے، دنیا سے بے خبر تھے۔ اس وقت انھوں نے تمھاری کمزوری پر، تمھاری محتاجی اور بے مائیگی پر جس طرح اپنی راحت اور خواہشات کو قربان کر ڈالا اور تمھاری بے عقلی کی باتوں کو محبت و پیار سے برداشت کیا تو تمھاری عقل و شرافت کا تقاضا یہی ہے کہ ان کے ان لاکھوں سابقہ احسانات کے عوض ان سے اسی محبت، شفقت اور رحمت کا سلوک روا رکھا جائے، جیسا انھوں نے تمھارے ساتھ کیا تھا۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْلِيْ وَ لِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ﴾ [لقمان: ١٤]

''اور ہم نے انسان کو اپنے والدین (کا حق پہچاننے) کی تاکید کی ہے، اس کی ماں نے اسے ضُعف پر ضُعف اٹھا کر اپنے پیٹ میں رکھا اور دو سال اس کے دودھ چھوٹنے میں لگے۔ (ہم نے اسے نصیحت کی کہ) میرا شکر کر اور اپنے ماں باپ کا شکر بجالا، میری ہی طرف پلٹنا ہے۔''

ماں باپ کے لیے ضروری ہے کہ وہ نبی اکرم کے درج ذیل ارشاداتِ عالیہ اپنے بچوں کو ان کے بچپن ہی سے ذہن نشین کروا دیں، تاکہ وہ اپنی آیندہ زندگی میں اس پر عمل پیرا ہوں، مثلاً:

❁ «رِضَى الرَّبِّ فِيْ رِضَى الْوَالِدِ، وَسَخَطُ الرَّبِّ فِيْ سَخَطِ الْوَالِدِ»[1]

''اللہ تعالیٰ کی رضا مندی والدین کی رضامندی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی والدین کی ناراضی میں ہے۔''

[1] سنن الترمذي، السلسلة الصحيحة، رقم الحديث (٥١٦)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

❁ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل سب سے زیادہ محبوب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«اَلصَّلَاةُ عَلٰى وَقْتِهَا» ”فرض نماز اس کے وقت پر پڑھنا۔“

اس کے بعد: «بِرُّ الْوَالِدَيْنِ» ”والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک۔“

پھر: «اَلْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ» [1] ”اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔“

❁ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: میں جہاد کرنا چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا:

«أَلَكَ أَبَوَانِ؟» ”کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟“

اس نے کہا: ہاں، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

«فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ» [2] ”جاؤ! انھی کی خدمت میں حد درجہ کوشش کرو۔“

❁ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی: میں اللہ تعالیٰ سے اجر کا طالب ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت اور جہاد پر بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے پوچھا:

«هَلْ مِنْ وَالِدَيْكَ حَيٌّ؟»

”کیا تمھارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟“

اس نے کہا: ہاں، دونوں حیات ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے پوچھا:

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٠٤) صحيح مسلم، رقم الحديث (٨٥)

[2] صحيح البخاري، صحيح مسلم، سنن أبي داود، سنن الترمذي، سنن النسائي، مسند أحمد، صحيح الجامع، رقم الحديث (٤١٥١)

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

«فَتَبْتَغِی الْأَجْرَ مِنَ اللّٰهِ؟»

''کیا تم واقعی اللہ تعالیٰ سے اجر کے طالب ہو؟''

اس نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«فَارْجِعْ إِلَى وَالِدَيْكَ فَأَحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا»[1]

''تم والدین کی طرف لوٹ جاؤ اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔''

ماں کا حق:

دو وجوہات کی بنا پر ماں کا حق باپ سے کہیں زیادہ ہوتا ہے:

① ماں اپنے بچے کے لیے حمل اور ولادت کے مشکل ترین لمحات سے گزرتی ہے، جس میں اس کی جان کو بھی خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات عورت کی جان بھی اس میں چلی جاتی ہے۔ اس کے بعد رضاعت کا مرحلہ پیش آتا ہے، جس میں ماں اپنے جسم کے خون کو میٹھے دودھ کی شکل میں اپنے بچے کے حلق میں اتارتی رہتی ہے اور اس کی تربیت اور پرورش میں باپ سے کہیں زیادہ حصہ لیتی ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْلِيْ وَ لِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ﴾ [لقمان: ١٤]

''ہم نے انسان کو اپنے والدین (کا حق پہچاننے) کی تاکید کی ہے، اس کی ماں نے اسے ضُعف پر ضُعف اٹھا کر اپنے پیٹ میں رکھا اور دو سال اس کے دودھ چھوٹنے میں لگے۔ (ہم نے اسے نصیحت کی کہ) میرا شکر کر اور اپنے ماں باپ کا شکر بجالا، میری ہی طرف پلٹنا ہے۔''

---

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (٢٥٤٩)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

② اللہ رب العزّت نے ماں میں فطری طور پر اولاد کے لیے زیادہ محبت وشفقت، نرم دلی اور مہربانی رکھی ہے، جبکہ باپ میں فطری طور پر سختی اور تندی ہوتی ہے۔ اولاد باپ سے ڈرتی ہے اور ماں سے کچھ زیادہ ہی شوخ و بے باک رہتی ہے، کبھی یہ شوخی گستاخی کی حدود کو بھی چھونے لگتی ہے، اسی لیے رسولِ مکرم حضرت محمد ﷺ نے ماں کے حق کو خصوصیت کے ساتھ ذکر فرمایا، تاکہ انسان ماں کے احترام کے معاملے میں کوتاہی اور پہلو تہی نہ کرے۔ چنانچہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! «مَنْ أَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِي؟»

''کون سی ہستی میرے حسنِ سلوک کی سب سے زیادہ مستحق ہے؟''

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «أُمُّكَ» ''تمھاری ماں۔''

اس شخص نے پوچھا: پھر کون؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «أُمُّكَ» ''تمھاری ماں۔''

اس شخص نے پوچھا: پھر کون؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «أُمُّكَ» ''تمھاری ماں۔''

اس شخص نے پوچھا: پھر کون؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «أَبُوكَ»[1] ''تمھارا باپ۔''

ماں کی دعا:

ماں کی دعا اولاد کے تابناک مستقبل کے لیے بڑی کارآمد ہوتی ہے۔ ہزاروں ایسی خوش نصیب ہستیاں ہیں، جنھیں ماں کی دعا نے بڑا فائدہ پہنچایا۔

[1] صحيح البخاري، سنن أبي داود، سنن الترمذي، سنن ابن ماجه، مسند أحمد، صحيح الجامع، رقم الحديث (١٣٩٥)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

انہیں میں سے امیر المومنین فی الحدیث حضرت امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ بھی ہیں۔ بچپن میں آپ کی آنکھوں کی بینائی ختم ہوگئی تھی۔ تمام حکیموں نے جواب دے دیا تھا کہ اس لڑکے کی بصارت کبھی واپس نہیں آ سکتی۔ آپ کی والدہ ماجدہ تہجد گزار اور شب بیدار خاتون تھیں۔ ہر نماز میں نہایت ہی خشوع وخضوع اور آہ وزاری کے ساتھ اپنے بچے کے لیے اللہ تعالیٰ سے بینائی کی طلب گار رہتی تھیں۔ ایک رات تہجد سے فارغ ہو کر اپنے بیٹے کی بصارت کے لیے اللہ تعالیٰ سے رو رو کر دعائیں مانگیں اور پھر تھوڑی دیر کے لیے اسی جگہ پر لیٹ گئیں۔ خواب میں دیکھتی ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا:

> ''اے امّ محمد! اللہ تعالیٰ نے تیری کثرتِ دعا اور آہ وزاری کے سبب تیرے بچے کو بینائی عطا فرما دی ہے۔''[1]

جب اٹھ کر دیکھتی ہیں تو واقعی بیٹے کی بصارت لوٹ آئی تھی، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کی آنکھوں میں اس قدر روشنی عطا فرمائی کہ چاندنی راتوں میں لکھتے اور پڑھتے تھے، حتّٰی کہ چاندنی راتوں ہی میں آپ نے اپنی کتاب ''التاریخ الکبیر'' کا مسودہ تحریر فرمایا۔[2]

بد دعا کے اثرات انتہائی دور رس ہوتے ہیں۔ اس کے اثر سے آبادیاں ویرانے، دولت وثروت کے جھولوں میں جھولتے ہوئے خاندان فقیر ومحتاج، تندرست اور توانا جسم بیماریوں کا شکار ہو کر ہڈیوں کا پنجر بن جاتے ہیں، اسی لیے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

---

[1] مقدمه فتح الباري (ص: ٤٧٨)

[2] سيرة الإمام البخاري (ص: ٤٥) از مولانا عبد السلام مباركپوري رحمہ اللہ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

«اِتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ، فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ»[1]

''مظلوم کی بد دعا سے بچو، کیونکہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔''

اولاد کے لیے ضروری ہے کہ ہر ایک کی بد دعا سے بچیں، بالخصوص والدین اور اساتذہ کی، کیونکہ ان کی بد دعا ان کے مستقبل کا بیڑہ غرق کر دے گی۔ والدین کی بد دعا اور اس کے اثرات سے متعلق احادیث میں کئی واقعات آئے ہیں، جن میں سے ایک بنو اسرائیل کے ایک مشہور عابد و زاہد حضرت جریج رحمہ اللہ کا واقعہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مروی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''گود میں صرف تین بچوں نے باتیں کی ہیں (جب کہ عموماً اس عمر میں بچے بات نہیں کرتے)

1. عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام)
2. جریج والا لڑکا۔

جریج ایک عابد و زاہد آدمی تھا، اس نے اپنے لیے ایک حجرہ بنا لیا اور اسی میں مصروفِ عبادت رہا کرتا تھا۔ ایک دن اس کی والدہ اس کے پاس اس وقت آئی جب کہ وہ نماز پڑھ رہا تھا، اس نے اسے ''اے جریج'' کہہ کر آواز دی۔ اس نے (اپنے دل میں) کہا: اے میرے رب! ایک طرف ماں ہے اور دوسری طرف نماز (کس کا خیال کروں) پھر وہ نماز میں مشغول رہا اور وہ واپس لوٹ گئی۔ دوسرے دن پھر وہ اس کے پاس آئی اور وہ نماز پڑھ رہا تھا، اس نے کہا: اے جریج! اس نے کہا: یا رب! میری ماں اور میری نماز، پھر نماز میں مشغول ہو گیا۔

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (١٤٢٥) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٩)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ماں واپس چلی گئی، تیسرے دن وہ پھر اس کے پاس آئی اور اسے اے جریج! کہہ کر آواز دی۔ وہ نماز پڑھ رہا تھا، اس نے (دل میں) کہا: یا رب! میری والدہ مجھے صدا دے رہی ہے اور میں حالتِ نماز میں ہوں (کیا کروں؟) اس نے اپنی نماز کو جاری رکھا، اس کی والدہ نے اسے ان الفاظ میں بددعا دی:

«اَللّٰھُمَّ لَا تُمِتْهُ حَتّٰی يَنْظُرَ إِلٰی وُجُوْهِ الْمُوْمِسَاتِ»

''یا اللہ! اِسے اس وقت تک موت نہ دینا، جب تک یہ بدکار عورتوں کے چہرے نہ دیکھ لے۔''

پھر بنو اسرائیل میں جریج اور اس کے زُہد وتقوے کی شہرت عام ہوگئی، اس دوران ایک بدکار عورت نے، جس کا حُسن مشہور تھا، کہا: اگر تم چاہو تو میں جریج کو فتنے میں ڈال سکتی ہوں، چنانچہ وہ جریج کے سامنے بن سنور کر آئی، لیکن جریج نے اس پر کوئی توجہ نہ دی، پھر وہ ایک چرواہے کے پاس آئی جو جریج کی عبادت گاہ کے آس پاس ہی رہا کرتا تھا اور اس کے ساتھ بدکاری کر کے حاملہ ہوگئی، جب اسے لڑکا پیدا ہوا تو اس نے مشہور کر دیا کہ یہ جریج کا لڑکا ہے۔

جب لوگوں نے یہ سنا تو وہ جریج کے پاس آئے، اسے حجرے سے باہر کھینچ کر لائے اور صومعے کو گرا دیا اور اسے بُری طرح پیٹنے لگے۔ جریج نے کہا: تمھیں کیا ہوگیا ہے؟ (ایسا کیوں کر رہے ہو؟) لوگوں نے کہا کہ تم نے فلاں بدکار عورت کے ساتھ برائی کی ہے اور اس کے نتیجے میں تجھ سے اسے لڑکا ہوا ہے۔ اس نے کہا: ''وہ بچہ کہاں ہے؟ جب بچہ لایا گیا: تو اس نے لوگوں سے کہا: اگر تم اجازت دو تو میں نماز پڑھوں؟ اس نے نماز پڑھنے کے بعد اس بچے کے پیٹ پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا: اے لڑکے! بتا تیرا باپ کون ہے؟ اس بچے نے جواب دیا: ''فلاں چرواہا ہے۔'' یہ سنتے ہی لوگ جریج کو چومنے اور اسے چھوتے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہوئے درخواست کرنے لگے: اگر آپ پسند کریں تو ہم آپ کے حُجرے کو سونے کا بنا دیں؟ اس نے کہا: ''نہیں! پہلے جیسے مٹی کا تھا اسی طرح کا بنا دو۔''[1]

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اگر اولاد بے گناہ بھی ہو تو والدین کی بددعا انھیں نقصان پہنچا سکتی ہے۔ ساتھ ہی یہ بات بھی ملحوظِ خاطر رہے کہ مقاصد مختلف ہونے کی وجہ سے حالات بھی مختلف ہوتے ہیں۔ والدین کے لیے بھی ضروری ہے کہ اولاد سے کوئی گستاخی ہو جائے تو ان کے ساتھ شفقت سے پیش آئیں، نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سچے انسان کو فتنے کبھی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور مصائب کے پیش آنے پر نماز کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

٣ اس حدیث میں ایک تیسرے بچے کا ذکر بھی ہے، جو دودھ پی رہا تھا اور ماں کی دو خواہشات کے جواب میں اس نے باتیں کیں۔[2]

٤ اسی طرح صحیح مسلم میں ایک چوتھے بچے کے باتیں کرنے کا ذکر بھی ہے، جو سورۃ البروج کی تفسیر: ﴿قُتِلَ اَصۡحٰبُ الۡاُخۡدُوۡدِ﴾ کے ضمن میں مذکور ہے۔ یہ حدیث صحیح مسلم کے علاوہ ترمذی، نسائی اور مسند احمد میں بھی مروی ہے۔[3]

٥ بعض روایات میں حضرت یوسف علیہ السلام کی براءت کی شہادت دینے والا بھی بچہ ہی مذکور ہے۔[4]

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢٣٥٠) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٥٥٠)

[2] اس کی تفصیل: صحيح البخاري، رقم الحديث (٣٤٣٦) و صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٥٥٠) وغیرہ میں ہے، نیز دیکھیں: صحيح الجامع، رقم الحديث (٥١٩٩)

[3] دیکھیں: تفسیر ابن کثیر، سورۃ البروج۔

[4] دیکھیں: مجمع الزوائد للهيثمي (٨/ ١٤٨ وحسنه) لیکن اس میں اختلاف ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

۶ بعض ضعیف روایات میں فرعون کی بیٹی کی ماشطہ (کنگی پٹی کرنے والی عورت) کے شیرخوار بیٹے کے بولنے ذکر بھی آیا ہے۔[1]

باپ کا ادب واحترام:

باپ کا ادب واحترام بھی بے حد لازمی اور ضروری ہے، کیونکہ باپ نے اپنی اولاد کے لیے ہر قسم کے دکھ درد برداشت کیے، خود بھوکا رہ کر اپنی اولاد کو کھلایا، خود مصیبتیں برداشت کر کے اپنی اولاد کو راحت پہنچائی۔ اگرچہ وہ خود بے علم رہ گیا لیکن اپنی اولاد کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کیا، اسی لیے سرورِ کائنات جناب محمد ﷺ نے والد کے حقوق کو بیان فرماتے ہوئے انھیں جنت کا دروازہ قرار دیا:

۱ «اَلْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، فَإِنْ شِئْتَ فَأَضِعْ ذٰلِكَ الْبَابَ، أَوِ احْفَظْهُ»[2]

''والد جنت کے دروازوں میں سے درمیانی دروازہ ہے، چاہے تم اس دروازے کی حفاظت کرو یا اسے ضائع کردو۔''

۲ «رِضَا الرَّبِّ فِي رِضَا الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ»[3]

''اللہ تعالیٰ کی رضا والد کی رضامندی میں ہے اور اس کی ناراضی والد کی ناراضی میں ہے۔''

۳ نیز فرمایا کہ والد کی دعا اولاد کے حق میں اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرماتا ہے:

«ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ، لَاشَكَّ فِيهِنَّ: دَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلٰى وَلَدِهِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ»[4]

---

[1] دیکھیں: السلسلة الضعيفة للألباني، رقم الحديث (٨٨٤) ضعيف الجامع، رقم الحديث (٤٧٦٢) ٤٧٧٥

[2] سنن الترمذي، سنن ابن ماجه، صحيح الجامع، رقم الحديث (٧١٤٨)

[3] الأدب المفرد للبخاري، صحيح الجامع، رقم الحديث (٣٥٠٦)

[4] الأدب المفرد، صحيح الجامع، رقم الحديث (٣٠٣١)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

''تین دعائیں ایسی ہیں جن کی قبولیت میں کوئی شک ہی نہیں: ① والد کی دعا (اولاد کے حق میں) ② مسافر کی دعا ③ مظلوم کی بد دعا۔''

اسلاف کا اپنے والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک:

① حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''میری زوجیت میں ایک عورت تھی، جس سے میں بے حد پیار کرتا تھا۔ میرے باپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس سے نفرت کرتے تھے، انھوں نے مجھے حکم دیا کہ میں اس عورت کو طلاق دے دوں، لیکن میں نے انکار کر دیا، انھوں نے اس بات کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مجھے اس عورت کو طلاق دینے کا مشورہ دیا۔''[1]

② حضرت ابو الدردا رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص ان کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا:

''میرے والد نے زبردستی ایک عورت سے میری شادی کرا دی اور اب وہ مجھ سے زبردستی اس کو طلاق دینے کا اصرار کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں نہ تو تجھے اپنے والدین کی نافرمانی کا مشورہ دوں گا اور نہ اپنی بیوی کو طلاق دینے کا، اگر تو پسند کرے تو تجھے ایک ایسی بات سناؤں جسے میں نے رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے:

« اَلْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، فَحَافِظْ عَلَىٰ ذٰلِكَ الْبَابِ إِنْ شِئْتَ أَوْ دَعْ »[2]

''والد جنت کے دروازوں میں سے درمیانی دروازہ ہے، اگر چاہو تو

---

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (٥١٣٨) سنن ابن ماجه، رقم الحديث (٢٠٨٨)

[2] سنن الترمذي، صحيح الجامع، رقم الحديث (٧١٤٨)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تم اس دروازے کی حفاظت کرو یا اسے چھوڑ دو۔“

③ مشہور عباسی خلیفہ مامون الرشید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”میں نے فضل بن یحییٰ برمکی (برامکہ، عباسی دورِ خلافت کا مشہور خاندان ہے، جو اپنے علم وفضل، حکمت دانائی، جود وسخا اور فضول خرچی میں شہرت کے بامِ عروج پر پہنچ کر آتش پرستی کی پاداش میں تباہی وگمنامی کے عمیق غاروں میں گر کر داستانِ پارینہ بن گیا) سے زیادہ اپنے باپ کی خدمت کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ یحییٰ برمکی سرد راتوں میں گرم پانی سے وضو کرتا تھا، جس وقت اس خاندان پر ہارون رشید کا عتاب نازل ہوا اور اس سارے خاندان کو حوالہ زنداں کیا گیا تو ان دونوں باپ بیٹوں کو بھی ایک کال کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا۔ داروغہ زندان نے قید خانے میں پانی گرم کرنے کے لیے لکڑیوں کا داخلہ ممنوع کر دیا۔ فضل، جس وقت اس کا باپ بستر پر دراز ہوجاتا، لوٹے میں پانی ڈال کر چراغ کے قریب ہو جاتا اور صبح ہونے تک اپنے ہاتھوں سے اسے تھامے ہوئے کھڑا رہتا، جس وقت اس کا باپ تہجد کے لیے اٹھتا تو اسے گرم پانی پیش کرتا۔“[1]

④ ایک مرتبہ صالح العباسی مشہور عباسی خلیفہ ابوجعفر منصور کی خدمت میں حاضر ہوا، دورانِ گفتگو جب بھی اپنے باپ کا تذکرہ کرتا تو کہتا:

«أَبِي رَحِمَهُ اللّٰهُ» ”میرے والد! اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے۔“

یہ تکرار سن کر خلیفہ کے محافظ ربیع نے کہا: بس کرو! امیر المومنین کے سامنے اپنے باپ پر بار بار رحمت کی دعا نہ کرو۔ یہ سن کر صالح نے اس پر ایک

[1] عيون الأخبار لابن قتيبة الدينوري.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اچٹتی ہوئی نگاہ ڈالی اور کہا: مجھے تمھاری اس بات سے تم پر کوئی افسوس نہیں، اس لیے کہ شفقتِ پدری کی مٹھاس کو کبھی تم نے پایا ہی نہیں۔ یہ سن کر منصور مسکرایا اور کہا: جو ہاشمیوں سے زبان لڑاتا ہے، اس کا بدلہ یہی ہے۔

۵ ابوغسّان الضّبی کہتے ہیں: میں اپنے باپ کے ساتھ مقام ''ظهر الحرّة'' میں جارہا تھا تو مجھے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مل گئے اور مجھ سے پوچھا: یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ میں نے کہا: میرے والدِ گرامی قدر فرمایا: اپنے باپ کے آگے نہ چلا کرو، بلکہ ان کے پیچھے یا تھوڑا سا ہٹ کر ان کی ایک جانب پر چلا کرو، اپنے اور ان کے درمیان کسی دوسرے کو حائل نہ ہونے دو، اپنے باپ کے گھر کی چھت پر نہ چڑھا کرو (کہیں ایسا نہ ہو کہ تمھارے چھت پر چلنے کی آواز سے انھیں تکلیف ہو) کوئی ایسی ہڈی (گوشت والی) جس پر تمھارے والد نے نظر ڈالی ہو، نہ کھاؤ، شاید کہ وہ ان کو پسند آگئی ہو۔

والدین سے حُسنِ سلوک...ان کی وفات کے بعد:

اولاد کے ساتھ والدین کا جسمانی تعلق تو ان کی وفات کے ساتھ ہی ختم ہوجاتا ہے، لیکن روحانی تعلق کبھی ختم نہیں ہوتا، بلکہ وہ ان کے فوت ہوجانے کے بعد بھی نہ صرف باقی رہتا ہے، بلکہ اولاد کی نیکیوں اور ان کی جانب سے کی ہوئی خیرات و صدقات، حج وعمرے، قربانی اور دعاؤں کا ثواب مسلسل پہنچتا ہی رہتا ہے۔ اولاد کی ان نیکیوں سے وہ وفات کے بعد بھی محظوظ ہوتے رہتے ہیں اور ان کے درجات بلند ہوتے رہتے ہیں، جیسا کہ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

۱ «تُرْفَعُ لِلْمَيِّتِ بَعْدَ مَوْتِهِ دَرَجَتُهُ فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ أَيُّ شَيْءٍ هَذَا؟ فَيُقَالُ لَهُ: وَلَدُكَ اسْتَغْفَرَ لَكَ»[1]

[1] رواه البخاري في الأدب المفرد، رقم الحديث (٣٦) وحسنهٗ الألباني.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''میّت کی وفات کے بعد اس کے درجات کو بلند کیا جاتا ہے، تو میّت سوال کرتی ہے: اے میرے رب! یہ (درجات کی بلندی) کس وجہ سے ہے؟ اس سے کہا جاتا ہے: یہ تیرے لڑکے کی تیرے حق میں دعاے مغفرت کا نتیجہ ہے۔''

۲ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

« إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ: صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ »[1]

''جب انسان وفات پاجاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے، مگر تین ذریعے ایسے ہیں کہ انتقال کے بعد بھی اسے برابر ثواب ملتا رہتا ہے:

① اپنے پیچھے کوئی ہمیشہ جاری رہنے والا صدقہ چھوڑ گیا ہو۔

② کوئی ایسا علم چھوڑا ہو، جس سے بندگانِ الٰہی مستفید ہورہے ہوں۔

③ یا ایسی نیک اولاد چھوڑی ہو، جو ہمیشہ اس کے حق میں دعاے خیر کرتی رہے۔''

۳ حضرت عبد اللہ بن دینار رحمہ اللہ کہتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مکہ مکرمہ کے راستے میں ایک شخص سے ملاقات ہوگئی۔ آپ نے اس کو سلام کیا، جس گدھے پر آپ سوار تھے، اس شخص کو سوار کرایا اور اپنے سر پر باندھا ہوا عمامہ اس کو عطا کیا۔ ہم نے آپ سے کہا: اللہ آپ کو مزید نیک بنائے! یہ بدو لوگ ہیں۔ تھوڑی سی چیز پر خوش ہو جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اس شخص کا باپ میرے والد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتا تھا اور میں نے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (١٤)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

”سب سے بہترین نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے چاہنے والوں کو ملائے رکھے۔“[1]

الغرض اولاد کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے والدین، آبا و اجداد اور فوت شدگان کے لیے برابر ایصالِ ثواب کرتے رہیں۔ عام مسلمانوں نے ایصالِ ثواب کے نام پر بدعات و خرافات کی بھرمار کر رکھی ہے۔ قل، ساتا، دسواں، بیسواں، چہلم، برسی، تیجا اور اس جیسی بے شمار رسومات کا بازار گرم کیا ہوا ہے، جبکہ ایصالِ ثواب کا مسنون طریقہ صرف وہی ہے، جس کی سرورِ کائنات جناب محمد ﷺ نے اپنے اسوہ حسنہ سے ہمیں تعلیم دی ہے، اور وہ یہ کہ فوت شدگان کے نام پر صدقہ و خیرات کیا جائے، صدقہ جاریہ مثلاً: مسجد، مدرسہ بنایا جائے، کنواں کھدوایا جائے اور ٹیوب ویل یا سبیل لگائی جائے اور یہ سب بغیر کسی دن کی تعیین کے ہو۔

④ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسولِ اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں آ کر عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ!

«إِنَّ أُمِّي تُوُفِّيَتْ وَلَمْ تُوصِ، أَفَيَنْفَعُهَا أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهَا؟»

”میری والدہ وفات پا گئیں اور انھوں نے اپنی جانب سے (صدقہ و خیرات کرنے کی) کوئی وصیت نہیں کی، اگر میں ان کی جانب سے صدقہ کردوں تو کیا انھیں اس کا فائدہ ہوگا؟“

آپ ﷺ نے فرمایا: «نَعَمْ»[2] ”ہاں ہوگا۔“

⑤ کنواں کھدوایا جائے یا پانی کی سبیل لگائی جائے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا

[1] صحيح مسلم، كتاب البر و الصلة، رقم الحديث (١١ـ ١٣)

[2] الأدب المفرد، رقم الحديث (٣٩) صحيح سنن أبي داود، رقم الحديث (٢٥٦٦)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ارشادِ گرامی ہے:

«أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ سَقْيُ الْمَاءِ»[1]

''سب سے بہترین صدقہ پانی پلانا ہے۔''

۶ ان کی جانب سے حج اور عمرہ کیا جائے:

«إِنَّ فَرِيضَةَ اللّٰهِ عَلَىٰ عِبَادِهِ فِي الْحَجِّ، أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخاً كَبِيراً لَا يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ، أَفَأَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: نَعَمْ. وَذٰلِكَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ»[2]

''اللہ تعالیٰ کا جو فریضہ حج کے متعلق اس کے بندوں پر ہے، وہ تو ہے، لیکن میں نے والد کو اس حال میں پایا کہ وہ بے حد بوڑھے ہیں، سواری پر بھی ٹھیک طور سے نہیں بیٹھ سکتے۔ کیا میں ان کی جانب سے حج کر سکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔''

والدین کے حق میں اولاد کی دعائیں:

قرآنِ کریم میں ہمیں اللہ تعالیٰ نے سکھلایا ہے کہ بچے اپنے والدین کے لیے ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں۔ والدین سے متعلق کچھ قرآنی دعائیں مندرجہ ذیل ہیں:

۱ ﴿رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا﴾ [بني إسرائيل: ٢٤]

''میرے رب! ان پر ایسے ہی رحم فرما جیسے کہ انھوں نے بچپن میں مجھے پالا تھا۔''

---

[1] سنن أبي داود، سنن النسائي، سنن ابن ماجه، صحيح الجامع، رقم الحديث (١١١٣)

[2] صحيح البخاري (٣/ ١٥) صحيح مسلم (٩/ ٩٧)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

۲ ﴿رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ﴾

[الإبراهیم: ۴۰،۴۱]

''اے میرے رب! مجھے نماز کا قائم کرنے والا بنا دے اور میری اولاد کو بھی، پروردگار! میری دعا قبول فرما۔ پروردگار! مجھے اور میرے والدین اور تمام ایمان لانے والوں کو اس دن بخش دے، جس دن حساب قائم ہوگا۔''

۳ ﴿رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًا﴾ [نوح: ۲۸]

''میرے رب! مجھے اور میرے ماں باپ کو بخش دے اور ہر اس شخص کو جو میرے گھر میں مومن کی حیثیت سے داخل ہوا ہے اور سب مومن مردوں اور عورتوں کو معاف فرما اور کافروں کو سوائے بربادی کے اور کسی بات میں نہ بڑھا۔''

۴ ﴿رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ﴾ [النمل: ۱۹]

''میرے پروردگار! مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر بجا لاؤں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی ہیں اور ایسے نیک کام کروں جنھیں تو پسند کرتا ہے اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں شامل کر دے۔''[1]

[1] قرآن وسنت کی سیکڑوں دعاؤں کے لیے دیکھیں ہماری کتاب: ''ذکرِ الٰہی''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اولاد اپنے باپ سے کس طرح مخاطب ہو؟

باپ اپنے بیٹوں کو جس طرح انتہائی محبت وشفقت سے ''اے میرے بیٹے'' کہتا ہے، جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کنعان سے، حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام سے، حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے کہا۔[1]

اسی طرح اولاد کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے والد کو انتہائی ادب واحترام کے ساتھ ان الفاظ سے مخاطب ہوں، جو باپ کی عظمت کے شایانِ شان ہوں۔ قرآنِ کریم نے اس لفظ کی بھی نشان دہی کر دی ہے، جس سے اللہ کے نیک بندوں نے اپنے اپنے والد کو خطاب کیا، جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام سے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد آزر سے اور حضرت شعیب علیہ السلام کے بیٹوں نے اپنے والد سے کہا تھا: ''اے ابا جان!''، ''اے والدِ محترم'' وغیرہ۔[2]

ان آیات کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ والد کو خطاب کرنے کے لیے پیارے سے پیارا جو لفظ ہے، وہ قرآن کے بیان کے مطابق: ''اے میرے ابا جان! ہے، لیکن افسوس! آج کل کے فیشن زدہ مسلمانوں نے اس فطری سادگی سے منہ موڑتے ہوئے مغرب کے بے روح اور تکلفات سے بھرے ہوئے الفاظ سے اپنے باپوں کو مخاطب کرنا شروع کر دیا ہے۔ پہلے ''ڈیڈی'' اور ''پاپا''

---

1. دیکھیں: سورة هود (٤٢) سورة يوسف (٥، ٦٧، ٨٧) سورة لقمان (١٣، ١٦، ١٥) سورة الصّٰفّٰت (١٠٢)
2. تفصیل کے لیے دیکھیں: سورة القصص (٢٦) سورة مريم (٤٢ تا ٤٥) سورة الصّٰفّٰت (١٠٢) سورة يوسف (٤، ١٠٠)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہنے لگے، پھر اس کا مخفف ''ڈیڈ'' اور ''پاپ'' بنا ڈالا، کچھ لوگوں نے ''ڈیڈ'' کہنا شروع کیا، جو انگریزی میں معنی کے لحاظ سے ''مردہ'' یا ''لاش'' کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ پتا نہیں ان کی تمنا کیا ہوتی ہے؟ شائد وہ اپنے والد کو زندہ صحیح سلامت کے بجائے مردہ یا لاش کی شکل میں دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ کچھ بچوں نے تو باپ کو پاپ (گناہ، بدی) بنا دیا۔ ہوسکتا ہے کہ آیندہ مزید ترقی کرتے ہوئے باپ کو کہیں ''پاپی'' نہ کہنا شروع کر دیں، بلکہ یہ شروع ہو چکا ہے، حالانکہ پاپی تو بدکردار اور گناہگار کو کہا جاتا ہے!!

تمام امتِ اسلامیہ کو چاہیے، وہ والدین ہوں یا اولاد، وہ اپنے آپ کو اس بے روح تہذیب اور ان بے رونق الفاظ کے خول سے باہر نکالیں۔ اسلامی اقدار کو اور اس کے قابلِ فخر ورثے کو زندہ کرنے کی کوشش کریں، جس پر چل کر ہمارے اسلاف نے دنیا کو تہذیب وتمدن کے جوہر عطا کیے، خود فلاح و کامیابی سے ہم کنار ہوئے اور دوسروں کو عروج و سروری کے راز عطا کیے، لیکن افسوس موجودہ مغرب زدہ مسلمانوں پر کہ وہ انھی کی اندھی تقلید کو معراجِ کمال سمجھ رہے ہیں۔

رشتے داروں کے حقوق:

قرابت داروں سے اچھے تعلقات استوار کیے رکھنے کو شریعت میں ''صلہ رحمی'' کہا گیا ہے۔ یعنی یہ رحمِ مادر کا رشتہ ہے، جو خون اور پیدایش سے قائم ہوتا ہے۔ یہ رحم، رحمان کے لفظ سے بنا ہے، یعنی اللہ نے اپنی صفتِ رحمت و رحمانیت سے اس رشتے کو جوڑ رکھا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ﴾ [النساء: ٤]

''اس اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے سوال

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہو اور رشتے داری کا خیال کرو۔''

اسی لیے ایک حدیثِ قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رحم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

«أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكَ، وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكَ» [1]

''کیا تو اس سے راضی نہیں ہے کہ جس نے تجھے ملایا میں اسے (جنت سے) ملاؤں اور جس نے تجھے کاٹا میں اسے (جنت سے) کاٹ دوں؟''

قرابت داروں سے مراد وہ تمام رشتے دار ہیں، جو انسان سے نسب و رضاعت اور رحم کی وجہ سے جڑے ہوئے ہیں، چاہے، وہ اس کے وارث ہوں یا نہ ہوں۔

اولاد پر والدین کے بعد قرابت داروں کا حق ہے جس کا ادا کرنا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ ﴾ [بني إسرائيل: ٢٦]

''اور قرابت دار کو اس کا حق ادا کرو۔''

ایک آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کے ساتھ والدین اور قرابت داروں کے حق کو ذکر فرمایا ہے، چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِي الْقُرْبٰى ﴾ [النساء: ٣٦]

''اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، والدین اور رشتے داروں کے ساتھ حُسنِ سلوک کرو۔''

ایک حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے یہ اعلان فرمایا ہے:

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٤٤٩٨، ٥٦٤٩، ٧٠٧٠)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

«لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعُ رَحِمٍ»[1]

''رشتے داری کو کاٹنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

اسلام نے کافر رشتے داروں کے ساتھ بھی نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔ نبی مکرم ﷺ نے حضرت اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کو ان کی کافر ماں کی بھی خاطر تواضع کرنے کا حکم دیا تھا۔

والدین کو چاہیے کہ بچوں کے دلوں میں قرابت داروں کے خلاف نفرت اور دشمنی پیدا کرنے کے بجائے ان کے سینوں میں صلہ رحمی کی اہمیت کو راسخ کریں، تاکہ بچوں کے دلوں میں آیندہ چل کر رشتے داروں کے لیے نفرت کے کانٹوں کے بجائے محبت وشفقت کے گلاب کھلیں۔

پڑوسیوں کے حقوق:

پڑوسیوں کے ساتھ انسان کا زیادہ تر آمنا سامنا، اُٹھنا بیٹھنا اور سلام و دعا ہوتی رہتی ہے۔ اسی لیے اسلام اور پیغمبرِ اسلام جناب محمد ﷺ نے مسلمانوں کو پڑوسی کے حقوق کی بڑی تاکید کی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ الْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ وَ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ﴾ [النساء: ٣٦]

''اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، والدین، قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، قرابت دار پڑوسی، اجنبی

[1] متفق علیه، صحیح الجامع، رقم الحدیث (٧٦٧١)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑوسی، پہلو کے ساتھی، مسافر اور اپنے غلاموں ولونڈیوں کے ساتھ
حُسنِ سلوک کرو۔‘‘

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تین طرح کے پڑوسیوں کا تذکرہ فرمایا ہے:

① رشتے دار پڑوسی: یہ تین طرح سے حُسنِ سلوک کا حق دار ہے:
① پڑوسی ہونے کی وجہ سے۔ ② قرابت داری کی وجہ سے۔ ③ مسلمان ہونے کی وجہ سے۔

② اجنبی پڑوسی: جس سے آدمی کی کوئی رشتے داری نہ ہو۔ اگر وہ مسلمان ہے تو دہرے حُسنِ سلوک کا مستحق ہے: ① مسلمان ہونے کے سبب۔ ② پڑوسی ہونے کے ناتے۔

③ پہلو کا ساتھی یا پڑوسی: ایسا پڑوسی جو ہر اچھے کام میں معاونت کرتا ہو، اس سے مراد رفیقِ سفر، شریکِ کار اور رفیقہ حیات (بیوی) بھی ہے، اسی طرح اس میں وہ بھی شامل ہے، جو فائدے کی امید پر کسی کی قربت و ہم نشینی اختیار کرلے، بلکہ یہ لفظ ان پر بھی صادق آتا ہے، جو تحصیل علم، تعلّم و حرمت یا کسی بھی کاروباری سلسلے میں آپ کے ہم پہلو بنیں۔[1]

پڑوسی اگرچہ غیر مسلم بھی کیوں نہ ہو، اسلام نے اس کے ساتھ بھی نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور اس معاملے میں مسلم و غیر مسلم کی کوئی تمیز نہیں کی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے متعدد احادیث میں پڑوسیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

① «مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ»[2]

---

[1] تفسير فتح القدير للشوكاني (١/ ٦٩٩) و تفسير أحسن البيان.

[2] صحيحين و سنن أربعة، مسند أحمد، الإرواء، رقم الحديث (٨٩١)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

''حضرت جبریل علیہ السلام مجھے برابر پڑوسی کے ساتھ بھلائی کرنے کی تاکید کرتے رہتے تھے، یہاں تک کہ میں نے سمجھا کہ کہیں وہ پڑوسی کو میرا وارث نہ بنا دیں۔''

۲ «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُحْسِنْ اِلٰى جَارِهٖ»[1]

''جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ وہ اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔''

۳ «وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ، قَالُوْا: مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: مَنْ لَا يَأْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ»[2]

''اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم وہ مومن نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کون ہے؟ فرمایا: ''جس کے ظلم سے اس کے پڑوسی محفوظ نہ ہوں۔''

۴ «مَا آمَنَ بِيْ مَنْ بَاتَ شَبْعَانَ وَجَارُهٗ جَائِعٌ إِلٰى جَنْبِهٖ، وَهُوَ يَعْلَمُ»[3]

''وہ مومن نہیں جو خود تو سیراب ہوکر رات گزارتا ہے اور اس کے پہلو میں اس کا پڑوسی بھوکا ہے اور اسے اس کا علم بھی ہے کہ میرا پڑوسی بھوکا ہے۔''

لیکن افسوس کہ آج معاشرے میں پڑوسی کے حقوق کے متعلق سخت بے پروائی برتی جارہی ہے۔ ایسے میں والدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی اولاد کو

---

[1] متفق عليه، سنن النسائي، سنن ابن ماجه، مسند أحمد، صحيح الجامع (٦٥٠١)

[2] صحيح البخاري (٤/ ١١٨) مسند أحمد (٤/ ٣١) صحيح الجامع، رقم الحديث (٧١٠٢)

[3] صحيح الترغيب، رقم الحديث (٢٥٦١، ٢٥٦٣)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

پڑوسیوں کے حقوق کی تعلیم دیں اور انھیں پڑوسیوں کی تعظیم و تکریم اور ان کے ساتھ حُسنِ سلوک کی عملی تربیت دیں۔[1]

فقرا و مساکین کے حقوق:

فقرا اور مساکین ہر معاشرے کا تقریباً لازمی جز ہیں۔ یہ وہ غریب اور محتاج لوگ ہیں، جو اپنی ضرورت کے مطابق کمائی نہیں کر سکتے، جس کی وجہ سے دوسروں کی امداد و تعاون کے محتاج ہوتے ہیں۔ اسلام نے جہاں غربا و مساکین کو عزّتِ نفس کا سبق دیا، وہیں اغنیا اور مال داروں کو زکات، خیرات، صدقات اور غربا و مساکین کا حق ادا کرنے کی تلقین کی۔ امیروں پر زکات کو فرض کیا اور اس میں سب سے پہلا حق فقرا اور مساکین کا رکھا۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِيْنِ﴾ [التوبة: ٦٠]

''صدقات (زکات و خیرات) تو مفلسوں اور محتاجوں کا حق ہے۔''

نیز نیک لوگوں کے اوصاف کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا﴾ [الدهر: ٨]

''وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔''

یہی وہ روشن تعلیمات تھیں، جن کی وجہ سے اسلام نے مال دار طبقے کے دلوں سے مال کی محبت کو کم کر کے ان میں ایثار و قربانی اور فقرا و مساکین اور محتاجوں کے لیے نرم دلی اور محبت کے جذبات پیدا کیے۔ ام المومنین

[1] اس موضوع پر ہمارا کئی قسطوں پر مشتمل درس سعودی ریڈیو مکہ مکرمہ سے نشر ہوا، پھر یہ روزنامہ اُردو نیوز جدہ میں بھی شائع ہوا تھا، جو اب ''حقوق العباد'' نامی ہماری کتاب میں بھی شائع ہونے والا ہے۔ ان شاء اللہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا، غریب پروری کی وجہ سے ''امّ المساکین'' کے نام سے معروف تھیں۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے متعلق آتا ہے کہ انھوں نے اپنے سالانہ وظیفے کے ۸۰ ہزار سے زیادہ درہم ایک ہی دن میں فقرا اور مساکین میں تقسیم کر دیے اور اپنے افطار کے لیے بھی اس میں سے ایک درہم تک باقی نہ چھوڑا۔[1]

ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنی اولاد کی عملی تربیت انھی روشن خطوط پر کریں، تاکہ اپنے اسلاف کی عظیم روایات کی حامل ایک نسل پھر سے دنیا کے سامنے آسکے۔

[1] تربية الأولاد في الإسلام (ص: ٢٨٢)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چھٹا باب

تعلیمی تربیت

علم کی اہمیت:

علم کی فضیلت میں بے شمار آیات واحادیث وارد ہوئی ہیں۔علم صرف سرٹیفکیٹ کے حصول کا نام نہیں، بلکہ علم وہ ہے جو انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی خشیت اور تقویٰ پیدا کرے، جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾ [الفاطر: ٢٨]

''اللہ سے تو اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں، جو صاحبِ علم ہیں۔''

نبی اکرم نے علم کا حصول ہر مسلمان پر فرض قرار دیا ہے۔فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

«طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ»[1]

''علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد وزن) پر فرض ہے۔''

طلبِ علم کا سلسلہ ماں کی گود سے لے کر گور (قبر) تک جاری رہتا ہے۔ انسان کو ہمیشہ علم میں اضافے کے لیے کوشاں رہنا چاہیے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل ﷺ کو یہ دعا سکھلائی:

﴿رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا﴾ [طٰهٰ: ١١٤]

''اے میرے رب! میرے علم میں زیادتی فرما۔''

استاد کا ادب واحترام:

اولاد کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے اساتذہ کرام کا ادب ولحاظ کریں

[1] صحيح الترغيب و الترهيب (٧٢)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اور ان سے انکساری کے ساتھ پیش آئیں، کیونکہ والدین ہی کی طرح بچوں پر جن کا احسان ہوتا ہے، ان میں سے سب سے زیادہ اہم اساتذہ ہیں، جن کے سامنے بچے زانوے تلمذ تہ کرتے ہیں اور ان سے علم و ادب اور اخلاق و کردار سیکھتے ہیں۔ انبیا علیہم السلام فی الحقیقت انسانیت کے معلم تھے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانیت کی راہنمائی وہ عظیم فریضہ ہے، جس کا حضراتِ انبیاء علیہم السلام کو مکلّف کیا گیا تھا، اس لیے جس طرح انبیا علیہم السلام کا اس حیثیت سے تقدس مانا ہوا ہے کہ وہ انسانیت کے ہادی اور راہنما تھے، بالکل اُسی طرح اساتذہ کرام بھی قابلِ تعظیم و تکریم ہیں کہ وہ ایک نسل کی زندگی سنوارتے اور ان کی راہنمائی کرتے ہیں۔

سلفِ صالحینِ امت اپنے علما و اساتذہ کے ساتھ نہایت ادب و احترام سے پیش آتے تھے، جس کا اندازہ کئی واقعات سے کیا جاسکتا ہے:

1. حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے شیخ و استاذ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے سامنے بڑے ادب و تواضع سے ان کی سواری کی لگام پکڑے کھڑے تھے، اس پر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برادرِ عم زاد! لگام چھوڑ دیں۔“

اس پر انھوں نے کہا:

”ہمیں اسی طرح اپنے علما کا ادب کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔“

اب حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا: ”مجھے اپنا ہاتھ دکھائیں۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر ان کا ہاتھ چوم لیا اور کہا:

”ہمیں اسی طرح اہلِ بیت کا ادب و احترام کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔“[1]

---

[1] صور من حياة الصحابة تاليف رأفت باشا (٣/ ٥٢)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۲ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، اپنے استاذ خلف الاحمر رحمہ اللہ کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھتے اور فرماتے:

«لَا أَقْعُدُ إِلَّا بَيْنَ يَدَيْكَ، أُمِرْنَا أَنْ نَتَوَاضَعَ لِمَنْ نَتَعَلَّمُ مِنْهُ»[1]

''میں اس طرح دو زانو ہو کر ہی آپ کے سامنے بیٹھوں گا، کیونکہ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ جن سے ہم نے علم حاصل کیا ہے، ان سے انکساری سے پیش آئیں۔''

۳ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں امام مالک رحمہ اللہ کے سامنے پرانی کتاب کے پرانے صفحے آہستگی سے الٹتا تھا، اس ڈر سے کہ اس کی آواز امام مالک رحمہ اللہ نہ سن لیں۔''

۴ امام ربیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اللہ کی قسم! مجھ پر امام شافعی رحمہ اللہ کی ہیبت کا عالم یہ تھا کہ میں ان کی موجودگی میں، پانی پینے کی جسارت نہیں کر سکتا تھا۔''

۵ تاریخ ابن خلکان میں تذکرہ فرّا کے ضمن میں لکھا ہے کہ خلیفہ مامون کے دو بچے امام فرّا نحوی سے تعلیم پاتے تھے۔ ایک بار وہ کسی کام کے لیے مسندِ تدریس سے اٹھے تو دونوں شہزادے دوڑے کہ استاد کی جوتیاں سیدھی کر کے آگے رکھ دیں، چونکہ دونوں ساتھ پہنچ گئے تھے، اس لیے پہلے تو جھگڑا ہوا، پھر خود ہی طے کر کے ہر ایک نے ایک ایک جوتا سامنے لا کر رکھا۔ مامون نے ایک ایک چیز پر پرچہ نویس مقرر کر رکھے تھے، اس واقعے کو بھی پرچہ نویسوں نے لکھ کر پہنچایا۔ مامون کو جب اطلاع ہوئی تو امام فرّا بڑی شان و شوکت کے ساتھ دربار میں طلب ہوئے۔ مامون نے امام فرّا سے کہا:

---

[1] تربية الأولاد في الإسلام (ص: ٤٠١)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

''سب سے معزّز کون ہے؟'' امام فرّا نے جواب دیا: ''امیر المومنین''۔ مامون نے کہا: ''سب سے زیادہ معزز وہ ہے، جس کی جوتیاں سیدھی کرنے پر امیر المومنین کے لختِ جگر آپس میں جھگڑا کریں۔'' پھر خلیفہ مامون نے اہلِ دربار کو واقعہ سنایا اور استاذ و شہزادگان کو اعلیٰ قدر مراتب انعام دیا۔[1]

٦ امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ جب خراسان کے مشہور شہر ''مَرْو'' تشریف لائے تو طلبا کی ایک بڑی جماعت علمی استفادے کے لیے خدمت میں آئی، انھیں میں ایک نوعمر لڑکا عزیز الدین اسماعیل بن الحسن المروزی الحسینی تھا، جس کی عمر بیس سال سے زیادہ نہیں تھی، لیکن علمِ انساب کا ماہر تھا۔ جب آپ کو اس لڑکے کی اس علم میں مہارت کا پتا چلا تو آپ نے اس لڑکے سے گزارش کی کہ وہ یہ علم انھیں بھی سکھا دے، کیونکہ آپ اس علم میں ماہر نہیں تھے۔ آپ نے اس لڑکے کو استاذ کی جگہ بٹھایا اور خود اس کے آگے شاگرد کی طرح باادب ہوکر بیٹھ گئے، حالانکہ آپ اس وقت اپنی امامت، جلالتِ علمی اور شہرت کی انتہائی بلندیوں پر فائز تھے، لیکن اس شہرت اور امامت کے باوجود ایک نوعمر استاد کے آگے زانوے تلمّذ تہ کرتے ہوئے کسی علمی غرور کا شکار نہیں ہوئے۔[2]

طلبِ علم کے آداب:

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ طلبِ علم کے آداب ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

[1] ''العلم والعلماء'' از خطیب الاسلام مولانا عبد الرؤف جھنڈانگری رحمہ اللہ۔

[2] معجم الادبا یاقوت حموی۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

① طالب علم کی نیت کا صحیح ہونا۔

② استاد کے ایک ایک حرف کو کمالِ توجہ سے سننا۔

③ خوب غور وخوض سے مضامین کا دل میں اتارنا۔

④ اس کے بعد ان کا محفوظ کر لینا۔

⑤ اس علم کو اپنے شاگردوں میں پھیلانا۔

⑥ دین دار ہونا۔

⑦ جھوٹ کبھی نہ بولنا۔

⑧ گناہ اور بدی کے قریب نہ جانا، کیونکہ اس سے انسان کا حافظہ خراب ہوجاتا ہے۔

جیسا کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا مشہور واقعہ ہے کہ آپ نے اپنے حافظے کی کمزوری کی شکایت اپنے استاذ امام وکیع رحمہ اللہ سے کی تو انھوں نے فرمایا کہ تم اپنے آپ کو ہر قسم کے گناہ سے پاک کرلو، کیونکہ

وأخبرني أن العلم نور
و نور الله لا يعطیٰ لعاصي

”علم اللہ تعالیٰ کا نور ہے اور نورِ الٰہی کسی بد عمل اور نافرمان کو نہیں دیا جاتا۔“

⑨ طالبِ علم کے لیے ضروری ہے کہ اپنے استاذ کو کبھی آزار نہ پہنچائے، اپنے عمل، اپنی زبان اور اپنے اعضا کی حرکات وسکنات سے، کسی بھی طرح استاذ کو رنجیدہ نہ کرے۔ امام طاؤس رحمہ اللہ یمنی فرماتے ہیں:

مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يُوَقَّرَ الْعَالِمُ لِقَوْلِهِ ﷺ «لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا» وَلَا شَكَّ أَنَّهٗ بِمَنْزِلَةِ الْوَالِدِ وَإِجْلَالُهٗ مِنْ إِجْلَالِ الْعِلْمِ.[1]

[1] الأدب المفرد، السلسلة الصحيحة، رقم الحديث (٢١٩٦) فتح المغيث، رقم الحديث (٣٢٤)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''عالِم دین کی تعظیم و توقیر سنتِ نبوی ﷺ سے ثابت ہے، کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے: ''جو ہمارے [بچے پر شفقت نہیں کرتا اور ہمارے] بزرگ کی تعظیم نہیں کرتا وہ ہم مسلمانوں میں سے نہیں ہے۔'' اس میں کوئی شک وشبہہ نہیں کہ عالم بہ منزلہ والد ہوتا ہے اور اس کی تعظیم خود علم کی تعظیم ہے۔''

عصری تعلیم اور اس کے نتائج:

شاگردوں پر اساتذہ کی شفقت اور تلامذہ کا اپنے اساتذہ کے لیے احترام اور تعظیم، اب قصہ پارینہ، دورِ رفتہ کی داستانیں اور خواب کی باتیں ہو چکی ہیں۔ انگریزی اور عصری تعلیم نے ماضی کی تمام عظیم روایات کی تار و پود اس طرح بکھیر کر رکھ دی ہے کہ نہ اب استاد، استاد رہا اور نہ شاگرد، شاگرد۔ عصری تعلیم نے تعلیم کو ایک نفع بخش تجارت بنا دیا ہے، جس میں طالبِ علم ایک مخصوص رقم ادا کرکے کالج اور یونیورسٹی سے تعلیم خریدتا ہے اور اساتذہ بھی طلبِ روزگار کے طور پر طلبا کے سامنے اپنا لیکچر پڑھ کر رخصت ہو جاتے ہیں۔

یہ علم اخلاق کے لیے نہیں۔ بلکہ ملازمت کے لیے پڑھایا جاتا ہے اور جو فارغ التحصیل ہو رہے ہیں، ان کی نظر ''پلیٹ'' اور ''پاکٹ'' کے علاوہ اور کسی چیز پر نہیں ہوتی۔ کتنے ایسے بچے ہیں کہ جب انھوں نے انگریزی تعلیم حاصل کر لی اور کچھ کمانے کھانے کے لائق ہو گئے تو انھوں نے اپنے والدین تک کو بھی پہچاننے سے انکار کر دیا۔

اس کا یہ مطلب بھی ہرگز نہیں کہ ہر انگریزی پڑھا لکھا شخص ایسا ہی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ عصری سکول و کالج بچوں کی تعمیر و ترقی سے زیادہ تخریب و بگاڑ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

میں ایک اہم کردار ادا کر رہے ہیں، اس لیے والدین کو چاہیے کہ اپنی اولاد کو گھر میں دین اور اخلاق کی بہترین تعلیم دیں، ان کے دلوں میں اساتذہ کی تعظیم، انسانیت کا احترام، اسلام کی حقانیت اور ایمان کی محبت اس طرح راسخ کر دیں کہ کسی بھی موڑ پر دین اور اخلاق کا سر رشتہ ان کے ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے۔

بالخصوص لڑکیوں کے تعلق سے والدین کو انتہائی چوکنا رہنے کی ضرورت ہے کہ انھیں صرف گرلز کالجز ہی میں داخلہ دلایا جائے، ایسے کالجوں سے گریز کیا جائے جہاں مخلوط تعلیم ہوتی ہے، اس کے ساتھ ہی لڑکیوں کی نگرانی کی جائے، انھیں اپنے کسی محرم کے ساتھ اسکول اور کالج بھیجا جائے، اسی طرح انھیں وہاں سے لانے کا بھی بندوبست ہو، ان کے تمام کاموں کا سخت محاسبہ کیا جائے، تاکہ کالج کے غیر اخلاقی ماحول اور اس سے پنپنے والی برائیوں سے انھیں محفوظ رکھا جا سکے۔

کتنی بچیاں گھر سے تو کالج کے لیے نکلتی ہیں، لیکن کالج سے اپنے کسی ''دوست لڑکے'' کے ساتھ اِدھر اُدھر نکل جاتی ہیں، یا غیر سماجی اور بد اخلاق لڑکوں کی ہوس کا شکار ہو کر اپنے آپ کو تباہ کر لیتی ہیں۔

عربی مدارس اور ان کا کردار:

ساری دنیا میں بالعموم اور برِصغیر میں بالخصوص کالج اور یونیورسٹی کا جو ماحول ہے، اس سے ہر ذی ہوش انسان واقف ہے۔ اللہ جزائے خیر دے ان علمائے کرام کو جنھوں نے انگریزوں کے عہد ہی میں یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ مسلمان اپنے دین و ایمان اور تہذیب و ثقافت کی حفاظت کے لیے خود اپنے ہی وسائل سے دینی مدارس قائم کریں، تاکہ برِصغیر میں مسلمان اپنا مذہبی تشخص باقی رکھتے ہوئے اپنے دین کی حفاظت کریں۔ اس احساس نے ہندوستانی مسلمانوں کو

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سیکڑوں اسلامی مدارس قائم کرنے پر مجبور کیا، جس میں ہزاروں لڑکے دینی تعلیم حاصل کر کے مسلمانوں کی مذہبی پیشوائی کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

مزید خوش آیند بات یہ ہے کہ گذشتہ چند سالوں میں سیکڑوں کی تعداد میں لڑکیوں کے دینی مدارس کا قیام بھی عمل میں آیا ہے، جہاں ہزاروں بچیاں اسلامی لباس اور ماحول میں باپردہ دینی تعلیم حاصل کر رہی ہیں، پھر یہاں سے فارغ التحصیل ہو کر خواتین میں اسلامی بیداری کی مہم شروع کی ہوئی ہیں۔

اب کئی مدارسِ عربیہ میں بھی انگریزی کی تعلیم کا حصول ''شجرِ ممنوع'' نہیں رہا۔ گذشتہ عرصے میں اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسے علماے کرام کو کھڑا کیا ہے، جنھوں نے مدارس عربیہ کے قدیم ''نظامی نصاب'' کو جدید اصلاحی نصاب سے بدل دیا ہے اور اس سے منطق اور فلسفہ و دیگر ایسے خشک اور لا یعنی قسم کے موضوعات کو نکال دیا، جن کا اس ترقی یافتہ دور میں کوئی کردار نہیں رہا اور ان کی جگہ پر انگریزی، سائنس اور دیگر جدید مضامین کو شامل کیا گیا ہے، جس سے عربی مدارس میں بھی جدید نصاب پڑھایا جانے لگا ہے۔ اب یہاں سے فارغ التحصیل لڑکے اور لڑکیاں کسی بھی کالج و یونیورسٹی میں داخلہ لے کر ڈاکٹر، انجینئر اور پروفیسر بن سکتے ہیں۔ کئی اربابِ مدارس نے ''فنّی تعلیم'' کے لزوم کا بھی اہتمام کیا ہے اور کئی مدارس ٹیکنیکل کالجز کے قیام کی تگ و دو میں مصروف ہیں۔ اگر دیگر مدارس بھی اس کا اہتمام کریں تو یہ ایک عظیم خدمت ہوگی۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلمانوں کی دینی اور دنیوی قیادت ہمیشہ ان اولوا العزم ہستیوں کے حصے میں آئی، جو انھی عربی مدارس کی پھٹی پرانی چٹائیوں پر پلے بڑھے اور مسجد و محراب میں بیٹھ کر زیورِ علم سے آراستہ ہوئے تھے، لیکن جب کبھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں پر کوئی دینی افتاد آئی یا سلاطین اور بادشاہوں نے اسلام کے کسی مسلمہ عقیدے سے انحراف کیا تو وہ ان سلاطین کے مقابلے میں سینہ سپر ہوکر کھڑے ہوگئے، یہاں تک کہ ان کج کلاہوں کو ان غربت و افلاس پر قانع اور اپنے بوریا و چٹائی کے پابند جلیل القدر و اولوا العزم ہستیوں کے آگے نہایت ہی عاجزی و مسکنت کے ساتھ سرِ تسلیم خم کرنا پڑا۔

اولاد میں انحراف...اسباب اور علاج:

اولاد میں راہِ راست سے انحراف کیسے پیدا ہوتا ہے؟ ان میں بری عادات اور جرائم کیسے جنم لیتے ہیں؟ اس کے متعدد اسباب ہیں، جن میں سے بعض درج ذیل ہیں:

① فضول خرچی:

والدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی اولاد کو یہ بات ذہن نشین کرائیں کہ مالداری اور مفلسی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہوتی ہیں، ہمیں اس کی تقدیر پر راضی رہنا چاہیے۔

بچوں کے انحراف اور ان کے چور اور مجرم بننے کا پہلا سبب ماں باپ کا بے حد لاڈ و پیار اور انھیں ضرورت سے زیادہ جیب خرچ دینا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اولاد غلط عادات کا شکار بن جاتی ہے، ان کی اسراف اور فضول خرچی کی بنا پر دیگر آوارہ لڑکے ان کے قریبی ساتھی بن جاتے ہیں اور وہ انھیں برے کردار و اطوار کا عادی بنا دیتے ہیں۔ ان میں امنگوں، تمناؤں اور ارمانوں کا ایک سمندر ٹھاٹیں مارنے لگتا ہے، ان کی خواہشات کو پر لگ جاتے ہیں، ایسے بچے جو فضولیات کے عادی بن جاتے ہیں، جب انھیں اپنی فضول خرچیوں کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لیے پیسے نہیں ملتے تو وہ چوری چکاری پر اتر آتے ہیں اور نت نئی چیزیں چُرا کر اپنے والدین کی خدمت میں یہ کہتے ہوئے پیش کرتے ہیں کہ انھیں فلاں دوست نے یہ ہدیہ دیا ہے یا یہ چیز فلاں جگہ گری ہوئی ملی۔ ماں باپ اس آرزو کے ساتھ یہ "ہدیے اور تحفے" قبول کر لیتے ہیں کہ اللہ کرے کہ ہدیوں کا یہ سنہرا دور ہمارے لال پر ہمیشہ جاری و سدا بہار رہے، لیکن ان کی یہ خوش گمانیاں اس وقت خاک میں مل جاتی ہیں جب انھیں کسی پولیس اسٹیشن سے یہ خبر ملتی ہے کہ ان کا لال پولیس حوالات میں "سرکاری مہمان" بنا ہوا ہے، اس وقت وہ اپنا سر پیٹ لیتے ہیں۔

والدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ بچوں کو فضول خرچی سے محفوظ رکھنے کے لیے خود بھی فضولیات سے دور رہیں، کیونکہ اسراف و تبذیر سے تنگی پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ لَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَ لَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا﴾ [بني إسرائيل: ٢٩]

"تم اپنا ہاتھ (بخیلی سے) اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھو اور نہ (فضول خرچی سے) اسے بالکل ہی کھول دو کہ پھر لوگوں کی ملامت کے مستحق ہو کر عاجز اور درماندہ ہو کر بیٹھ جاؤ۔"

اس آیت میں انفاق کا ادب و طریقہ بیان کیا جا رہا ہے کہ انسان نہ بخل کرے کہ اپنے اہل و عیال کی ضروریات پر بھی خرچ نہ کرے اور نہ فضول خرچی پر اتر آئے کہ گنجایش دیکھے بغیر ہی بے دریغ خرچ کرتا رہے۔ بخل کا نتیجہ یہ ہوگا کہ انسان قابلِ ملامت و مذمت قرار پائے گا اور فضول خرچی کے نتیجے میں تھکا ہارا اور پچھتانے والا بن جائے گا۔[1]

[1] دیکھیں: تفسیر أحسن البیان.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فضول خرچی کرنے والوں کو ''شیطان کا بھائی''
قرار دیا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ لَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ
الشَّيٰطِيْنِ وَ كَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا﴾ [الإسراء: ٢٦، ٢٧]

''اور بے جا خرچ سے بچو، بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے
بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔''

فضول خرچی اللہ تعالیٰ کو بے حد ناپسند ہے۔ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ
کا ارشادِ گرامی ہے:

« إِنَّ اللّٰهَ يَرْضٰى لَكُمْ ثَلَاثاً وَيَكْرَهُ لَكُمْ ثَلَاثاً، فَيَرْضٰى لَكُمْ
أَنْ تَعْبُدُوهُ، وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئاً، وَأَنْ تَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ
جَمِيعاً وَلَا تَفَرَّقُوا، وَيَكْرَهُ لَكُمْ: قِيلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَ
إِضَاعَةَ الْمَالِ»[1]

''اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے تین چیزیں پسند کی ہیں اور تین چیزیں
ناپسند کی ہیں، جو چیزیں پسند کی ہیں، وہ یہ ہیں: ① تم صرف اسی کی
عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ ② تم تمام مل
کر اللہ تعالیٰ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں فرقے بازی
نہ کرو۔ ③ اپنے حاکموں کی (نیکی کے کاموں میں) اطاعت کرو۔
اور تین چیزیں جو اس نے تمھارے لیے ناپسند کی ہیں، وہ یہ ہیں:
① بحث و مباحثے۔ ② کثرت سے (بے کار و لا یعنی) سوالات
کرنا۔ ③ مال کو فضول خرچ کرنا۔''

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (١٣٤٠)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

فضول خرچی اور چوری، دھوکا دہی اور ان جیسی دسیوں بری عادتوں کی جڑ ہے، اس لیے والدین اپنی اولاد کی نگرانی کریں، انھیں جیب خرچ کے لیے اتنے پیسے دیں کہ اولاد کو محرومی کا احساس نہ ہو اور اتنے زیادہ بھی نہ دیں کہ وہ فضول خرچی کا شکار ہو جائیں، اللہ نہ کرے، اگر غلط طریقے سے بچوں نے کوئی چیز لی ہو تو انھیں محبت سے سمجھا کر اسے واپس کروائیں۔ اگر کوئی نئی چیز ان کے پاس سے نکل آئے تو سختی سے ان کا محاسبہ اور تحقیق کریں، تاکہ اس سختی اور باز پُرسی کی وجہ سے بچوں کو چوری اور دھوکا دہی کی جرأت نہ ہو۔

② بخل:

اولاد میں بگاڑ کے اہم اسباب میں سے ایک سبب باپ کی کنجوسی اور بخیلی ہے۔ باپ کھاتا پیتا اور مالدار ہو، لیکن اپنی اولاد کے ساتھ کنجوسی کا رویہ اپناتا ہو تو گویا وہ اپنی بیوی بچوں کو ازخود چوری کرنے پر مجبور کر رہا ہے، چاہے وہ اس کے گھر سے کریں یا باہر سے۔ ہر مسلمان کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ بیوی بچوں کے نان ونفقہ پر خرچ کرنا بھی ایک عبادت ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ اجر عطا فرماتا ہے۔ فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

«دِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي رَقَبَةٍ، وَدِينَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهِ عَلَىٰ مِسْكِينٍ، وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ عَلَىٰ أَهْلِكَ، أَعْظَمُهَا أَجْرًا الَّذِي أَنْفَقْتَهُ عَلَىٰ أَهْلِكَ»[1]

''ایک وہ دینار جس کو تم نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا، ایک وہ دینار جو تم نے کسی کو غلامی سے نجات دلانے میں صرف کیا، ایک وہ دینار

[1] صحیح مسلم، صحیح الجامع، رقم الحدیث (۳۳۹۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جسے تم نے کسی مسکین پر خیرات کیا اور ایک وہ دینار جسے تم نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا، ان سب سے زیادہ اجر وثواب کا باعث وہ دینار ہے، جسے تم نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا۔''

بیوی کو جو لقمے کھلائے جائیں، ان کے متعلق آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

«وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا، حَتّٰى مَا تَجْعَلُ فِي فِي امْرَأَتِكَ»[1]

''جس سرمائے کو تم اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے خرچ کرو گے، اس پر تمھیں اجر ملے گا۔ یہاں تک جس لقمے کو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو گے (اس پر بھی تمھیں اجر ملے گا)۔''

نیز ارشاد فرمایا:

«إِذَا أَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةً، يَحْتَسِبُهَا، فَلَهُ صَدَقَةً»[2]

''جب آدمی اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے اور اس سے ثواب کی امید رکھتا ہے تو وہ اس کی طرف سے صدقہ ہو جاتا ہے۔''

③ غلط صحبت:

بُری صحبت ایک ایسی بیماری ہے، جس میں اچھے اچھوں کی اولاد بگڑ جاتی ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے اولوا العزم پیغمبر تھے۔ نیک تربیت کے باوجود بری صحبت کا شکار ہو کر ان کا لڑکا کنعان کافر ہو گیا اور طوفانِ نوح میں مارا گیا، اس کا سبب حضرت شیخ سعدی رحمہ اللہ بُری صحبت ہی قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (١٤٥٦) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٦٢٨)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٣٥١) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٠٠٢) اللؤلؤ و المرجان، رقم الحديث (٥٨٦)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

''نوح علیہ الصلاۃ والسلام کے بیٹے نے بروں کی صحبت اختیار کی، جس کی وجہ سے اپنے خاندان کی نبوت کو گنوا بیٹھا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ دستور رہا ہے کہ پیغمبروں کی نیک اولاد کو بھی نبوت سے سرفراز فرماتے ہیں، جب کہ اصحابِ کہف کا کتا چند دن نیک لوگوں کی صحبت میں رہا، جس کی وجہ سے وہ ان نیک لوگوں کے ساتھ ہی گنا جانے لگا۔''

اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لیے اپنے ان اولیا کے ساتھ اس جانور کا تذکرہ بھی قرآنِ مجید میں محفوظ کر دیا ہے۔[1]

اسی لیے اسلام نے شر پسند افراد کی صحبت سے بار بار منع کیا ہے، کیونکہ اس سے انسان راہِ ہدایت سے بھٹک جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھی اور بری صحبت کو ایک لطیف مثال سے واضح فرمایا ہے، چنانچہ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

« مَثَلُ الْجَلِيْسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِيْسِ السُّوْءِ كَمَثَلِ حَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيْرِ، فَأَمَّا حَامِلُ الْمِسْكِ أَنْ يَّهْدِيْكَ، أَوْ تَشْتَرِيَ مِنْهُ، أَوْ تَجِدُ مِنْهُ رِيْحاً طَيِّبَةً، وَنَافِخُ الْكِيْرِ فَإِمَّا أَنْ يُّحْرِقَ ثِيَابَكَ، أَوْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا مُنْتِنَةً »[2]

''اچھے ساتھی اور برے ساتھی کی مثال کستوری اٹھائے ہوئے شخص اور بھٹّی پھونکنے والے لوہار کی طرح ہے، کستوری مشک والا شخص یا تو خود ہی مشک دے دے گا، یا تم اس سے خرید لو گے، اگر یہ بھی نہ ہوا تو اس کی عطر بیزی سے تمھاری مشامِ معطر ہوگی، جب کہ بھٹّی جھونکنے والا تمھارے کپڑے جلا دے گا یا اس کی بدبو تمھیں ضرور

[1] دیکھیں: سورۃ الکھف [آیت: ۲۲]

[2] صحیح البخاري، رقم الحدیث (۲۱۰۱) صحیح مسلم، رقم الحدیث (۲۶۲۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ناک اور کپڑوں میں) محسوس ہوگی۔''

والدین اولاد سے ملنے جلنے والے افراد پر گہری نگاہ رکھیں اور انھیں محلے، اسکول، مسجد اور کالج وغیرہ میں اچھے لڑکوں سے دوستی کرنے کی ترغیب دیں اور بری صحبت کے نقصانات سے آگاہ کریں۔ اگر انھیں محسوس ہو کہ بچے غلط افراد کی صحبت کا شکار ہو رہے ہیں تو فوری اقدام کرتے ہوئے انھیں غلط صحبت سے بچالیں۔

④ بے جا لاڈ و پیار:

اولاد سے محبت رکھنا ضروری ہے، لیکن بے جا لاڈ و پیار انھیں بد خلق اور آوارہ بنا دیتا ہے۔ بچوں کی ہر جائز و ناجائز فرمائش پوری کرنا، انھیں ہر جگہ آنے جانے کی کھلی چھوٹ دینا اور ان کی ہر غلط حرکت کو یہ کہتے ہوئے برداشت کرنا کہ ''ابھی تو یہ بچہ ہے، جب بڑا ہوگا تو سدھر جائے گا'' اس کا نتیجہ معاشرے میں لڑکوں کے انحراف اور لڑکیوں کی ماں باپ اور اسلامی اقدار سے بغاوت کی شکل میں سامنے آتا ہے۔

① والدین جب بچوں میں سرکشی اور طغیانی محسوس کریں تو انھیں نرمی اور محبت سے نصیحت کریں۔

② جب اس کا فائدہ نہ ہو تو ان سے اظہارِ ناراضی کے طور پر بات چیت بند کر دیں، جیسا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عادتِ مبارکہ تھی، جس کا پتا بعض واقعات سے پتا چلتا ہے، مثلاً:

① حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک قرابت دار کو کنکریاں پھینکتے ہوئے دیکھ کر یہ کہتے ہوئے منع کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

«إِنَّهَا لَا تَصِيدُ صَيْدًا وَلَا تَنْكَأُ الْعَدُوَّ، وَإِنَّهَا يَفْقَأُ الْعَيْنَ وَيُكَسِّرُ السِّنَّ»

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

”اس سے شکار مارا جاسکتا ہے نہ دشمن کو قتل کیا جاسکتا ہے، لیکن یہ حرکت (کسی بھی راہ گیر کی) آنکھ پھوڑ سکتی اور دانت توڑ سکتی ہے۔“

اس نے ان کی سنی ان سنی کرتے ہوئے یہی حرکت دوبارہ کی تو فرمایا:

«أُحَدِّثُكَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْهُ، ثُمَّ عُدْتَ تَخْذِفُ؟ لَا أُكَلِّمُكَ أَبَداً»[1]

”میں تجھ سے یہ کہہ رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے روکا ہے اور تو دوبارہ یہی حرکت کر رہا ہے؟ میں تجھ سے کبھی بات نہیں کروں گا۔“

② حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک مرتبہ یہ حدیث بیان کی:

«لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللّٰهِ عَنِ الْمَسَاجِدِ»[2]

”اللہ کی کنیزوں (عورتوں) کو نماز کے لیے مسجد جانے سے نہ روکو۔“

ان کے ایک فرزند نے اس کی مخالفت کی اور موجودہ حالات کا واسطہ دیتے ہوئے کہا:

”اللہ کی قسم! ہم انھیں مسجد جانے سے ضرور روکیں گے۔“

یہ سن کر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے زندگی بھر اپنے اس لڑکے سے بات نہیں کی۔

③ جب یہ سزا بھی کارگر نہ ہو تو پھر باپ کی ذمے داری ہے کہ وہ اولاد کی تربیت کے لیے انھیں جسمانی سزا دے، لیکن ملحوظ رہے کہ یہ مار برائے تربیت ہو نہ کہ مار برائے مار۔ بلکہ مارنے سے زیادہ ڈرانے کے پہلو پر

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥١٦٢) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٩٥٤)

[2] صحيح البخاري، صحيح مسلم، سنن أبي داود، مسند أحمد، صحيح الجامع، رقم الحديث (٧٤٥٤ تا ٧٤٥٨)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

عمل کرے۔ اسلاف کے متعلق آتا ہے کہ وہ اپنے گھروں میں نمایاں مقام پر کوڑا لٹکائے رکھتے تھے، تاکہ بچوں میں کسی بے ادبی، گستاخی اور بدتمیزی پر گرفت کا احساس پیدا ہو۔ باپ اپنے بچوں کو بے تحاشا مار نہ مارے اور نہ ایسی مار مارے جس سے جسم پر نشان پڑ جائیں اور چہرے پر تو ہرگز نہ مارے۔

⑤ طلاق:

میاں بیوی میں طلاق ایک اہم سبب ہے، جس سے بچوں میں بگاڑ آتا ہے، وہ اس طرح کہ باپ اولاد کی ماں کو طلاق دے کر اس کی جگہ ان کے لیے سوتیلی ماں لے آئے۔ جو بچے پہلے ہی ماں کی ممتا سے محروم ہو چکے ہیں، وہ اب سوتیلی ماں کے ظالمانہ سلوک سے تنگ آ کر بغاوت پر آمادہ ہو جاتے ہیں، جس کی وجہ سے باپ اور بچوں میں ٹھن جاتی ہے اور نتیجہ دونوں کے حق میں برا نکلتا ہے۔

بچے ماں اور باپ کے درمیان تقسیم ہوکر رہ جاتے ہیں۔ جو بچے باپ کے پاس رہتے ہیں، وہ ماں کی ممتا کو ترستے ہیں۔ اگر وہ ماں سے ملنا بھی چاہیں تو باپ کا خوف انھیں ملنے نہیں دیتا۔ جو بچے ماں کی سرپرستی میں موجود ہیں، وہ باپ کی شفقت کے لیے تڑپ رہے ہوتے ہیں، لیکن ماں کی ناراضی کا خوف انھیں باپ سے ملنے نہیں دیتا۔ بسا اوقات باپ اپنے پاس رہنے والے بچوں میں ماں کے خلاف سخت نفرت بھر دیتا ہے اور اس کے برعکس ماں کے پاس پرورش پانے والے بچے باپ کے خلاف نفرت اور حقارت کو اپنے معصوم سینوں میں پال لیتے ہیں۔ بڑے ہوکر وہ اپنے باپ کو بھی باپ کہہ کر نہیں بلاتے۔

ماں اگر کھاتے پیتے خاندان سے تعلق نہ رکھتی ہو تو ایسے میں غربت و مفلسی کا شکار بچے بھیک مانگنے پر اور عورت محنت و مزدوری کرنے پر بھی مجبور ہو جاتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ گھر سے نکل کر اس بے رحم دنیا میں اس کی اپنی عفت وعصمت کی حفاظت بھی ایک مسئلہ بن جاتی ہے۔ بچے ماں کو گھر میں نہ پا کر آوارہ گردی کا شکار ہوجاتے ہیں۔ کئی بچے باپ کی شفقت اور ماں کی ممتا سے محروم ہوکر جرائم پیشہ عناصر کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں، جو انھیں بے رحم، قاتل اور سفّاک ڈاکو کے قالب میں ڈھال دیتے ہیں، جن نفرت کے کانٹوں میں ان کی پرورش ہوئی، وہ آگے چل کر انھیں غنڈہ، بدمعاش اور معاشرے کے لیے ایک ناسور کے قالب میں ڈھال دیتے ہیں۔

اس لیے والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کے مستقبل کی خاطر اپنے چھوٹے موٹے اختلافات کو حکمت ومصلحت سے ختم کرکے اپنے بچوں کو ایک محبت بھری زندگی عطا کریں، تاکہ وہ آگے چل کر معاشرے کے لیے ایک رحم دل باپ، مشفق شوہر اور نیک انسان کا کردار ادا کرسکیں۔

⑥ والدین کا لڑائی اور جھگڑا:

بچوں کے بگاڑ کا ایک اہم سبب گھر میں والدین کی لڑائی اور جھگڑا ہے۔ جب بچے ماں باپ کو بات بات پر لڑتے جھگڑتے اور ماں کو باپ کے ہاتھوں پٹتے دیکھتے ہیں تو ان کے دلوں میں ماں کے لیے محبت اور باپ کے لیے نفرت کے جذبات پیدا ہوجاتے ہیں۔ وہ گھر چھوڑ کر کہیں بھاگ جانے کو ترجیح دیتے ہیں یا باپ اور ماں میں سے کسی ایک کی حمایت یا مخالفت پر آمادہ ہوجاتے ہیں، جس کا نتیجہ اولاد اور والدین دونوں کے حق میں برا نکلتا ہے۔

⑦ حقوق وفرائضِ زوجین:

اسلام نے گھر کے ماحول کو پرسکون اور خوشگوار رکھنے کی ذمے داری میاں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اور بیوی دونوں پر عائد کی ہے۔عورت کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے شوہر کو خوش رکھے اور رب کی جنت کی مستحق ہوجائے۔ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

« إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا، وَصَامَتْ شَهْرَهَا، وَأَطَاعَتْ بَعْلَهَا، وَأَحْصَنَتْ فَرْجَهَا، قِيلَ لَهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ: اُدْخُلِي الْجَنَّةَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِهَا الثَّمَانِيَةِ شِئْتِ»[1]

''عورت جب پنج وقتہ نماز پڑھے، رمضان کے روزے رکھے، اپنے شوہر کی اطاعت کرے اور اپنی عصمت کی حفاظت کرے، تو اس سے قیامت کے دن کہا جائے گا کہ وہ جنت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہوجائے۔''

ایک حدیث میں شوہر کی خواہشِ نفس کا احترام و تسکین نہ کرنے کو فرشتوں کی لعنت کا موجب قرار دیا گیا ہے، اس لیے کہ اکثر مسائل اسی انکار کے سبب پیش آتے ہیں۔آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

« إِذَا دَعَا رَجُلٌ إِمْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ، فَأَبَتْ أَنْ تَجِيْءَ إِلَيْهِ، فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا، تَلْعَنُهَا الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ»[2]

''جب کوئی شخص اپنی بیوی کو ہم بستری کے لیے بلائے اور وہ آنے سے انکار کر دے اور اس نے ناراضی کی حالت میں رات گزاری، تو صبح ہونے تک اللہ کے فرشتے اس عورت پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔''

مرد کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

---

[1] سنن الترمذي، صحیح الجامع، رقم الحدیث (٤٧٣)

[2] متفق علیه و سنن أبي داود مسند أحمد، صحیح الجامع، رقم الحدیث (٥٣٢)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

«اتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَآءِ، فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانَةِ اللّٰهِ، وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ، وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ»[1]

''عورتوں کے متعلق اللہ تعالیٰ سے ڈرو، کیونکہ تم نے انھیں اللہ کی امانت سمجھتے ہوئے اپنی زوجیت میں لیا ہے اور ان کی عصمتوں کو اللہ کے کلمے سے اپنے لیے حلال کیا ہے، تم پر ان کا حق یہ ہے کہ تم انھیں بھلے طریقے پر خوراک اور لباس و پوشاک مہیا کرو۔''

نبی اکرم ﷺ نے بیوی کی کسی ناپسندیدہ عادت پر شوہر کو یہ کہتے ہوئے صبر کرنے کی تلقین کی کہ وہ اپنی بیوی کی خوبیوں اور خامیوں کا موازنہ کرے، اس کی طرف صرف ناراضی اور کراہت کی نظر سے نہ دیکھے:

«لَا يَفْرَكْنَّ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً، إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقاً رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ»[2]

''کوئی مومن مرد کسی مومن عورت (اپنی بیوی) سے بغض نہ رکھے، کیونکہ اگر اسے اس کی کوئی عادت ناپسند ہے تو کوئی دوسری پسند بھی آئے گی۔''

نبی اکرم ﷺ نے بہترین مرد انھیں قرار دیا ہے، جو اپنی بیویوں کے لیے سب سے اچھے ہوں:

«خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَأَنَا خَيْرٌ لِأَهْلِي»[3]

''تم میں سب سے بہتر شخص وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کے لیے بہتر

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (١٢١٨)

[2] صحيح مسلم و مسند أحمد، صحيح الجامع، رقم الحديث (٧٧٤١)

[3] سنن الترمذي، السلسلة الصحيحة، رقم الحديث (٢٨٥) صحيح الجامع، رقم الحديث (٣٣١٤)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو اور میں اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہوں۔“

ایک حدیث میں شوہر کو تاکید کی گئی ہے کہ بیوی سے جو کچھ میسر آئے لے لے، کیونکہ اس میں ٹیڑھا پن ہونا لازمی ہے اور آدمی اسی طبیعت پر اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے، جس پر وہ پیدا کی گئی ہے۔ فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

«اِسْتَوْصُوا بِالنِّسَآءِ خَيْراً، فَإِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ، وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلاَهُ، فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ، وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ، فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَآءِ خَيْراً»[1]

”عورتوں سے بہتر سلوک کرو، کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلی کا سب سے ٹیڑھا حصہ وہ ہے جو اس کا بلند حصہ ہے۔ اگر تم اسے بالکل سیدھا کرنا چاہو گے تو اسے توڑ (طلاق دے) دو گے اور اگر چھوڑ دو گے تو ٹیڑھی ہی رہے گی، لہٰذا عورتوں سے اچھا سلوک کرو۔“

عورتوں میں شوہر کو کچھ نہ کچھ کہتے رہنے کی فطری عادت ہوتی رہتی ہے، اس سے تنگ آ کر ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کی شکایت لے کر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے۔ جا کر دیکھا تو ان کے گھر کا معاملہ بھی اپنے گھر سے کچھ الگ نہیں تھا۔ امیر المومنین کی بیوی بھی انھیں کچھ کڑوی کسیلی سنا رہی تھیں۔ الٹے قدم واپس آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں طلب کیا اور آ کر واپس چلے جانے کی وجہ پوچھی تو فرمایا:

”جس اُفتاد کی شکایت لے کر آپ کی خدمت میں پہنچا تھا، اسی مصیبت سے آپ بھی دو چار تھے تو واپس چلا گیا۔“

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

---

[1] صحيح البخاري و صحيح مسلم، صحيح الجامع، رقم الحديث (٩٦٠)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''ابن مسعود! میں آپ کو قریش کا عقل مند آدمی سمجھ رہا تھا۔ آج پتا چلا کہ تم ایسے نہیں ہو۔ دیکھو! اللہ تعالیٰ نے بیوی ہونے کے ناتے عورت پر جو فریضہ عائد کیا ہے، وہ یہ ہے کہ جب شوہر اسے اپنے بستر کی طرف بلائے تو وہ چلی آئے، لیکن اس سے بڑھ کر وہ ہمارے گھر کی حفاظت کرتی ہے، بچوں کی پرورش کرتی ہے، ہمارے جانوروں کی خدمت کرتی ہے، ہمارے گھر کی صفائی کرتی ہے، ہمارے لیے کھانا پکاتی ہے وغیرہ، جب بیوی کے اتنے سارے احسانات ہم پر ہیں، اگر وہ کبھی ہم پر گرجتی برستی ہے تو برسنے دو، اس سے فرق ہی کیا پڑتا ہے؟''

نبی مکرم ﷺ اپنی بزرگی اور عظمت کے باوجود بیویوں کے ساتھ نہایت ہی خوشگوار طور پر زندگی بسر فرماتے۔ ہنسی مذاق اور کھیل کود میں بیویوں کو شریک فرماتے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''ایک مرتبہ میں سفر میں آپ ﷺ کے ہمراہ تھی۔ آپ ﷺ نے قافلے والوں کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ جب قافلہ آگے بڑھ گیا تو فرمایا: ''چلو ہم اور تم دوڑ لگاتے ہیں۔'' میں ہلکی پھلکی تھی، دوڑ میں آپ ﷺ کو پیچھے چھوڑ دیا، پھر چند سالوں بعد جب میرا وزن کچھ بڑھ گیا تو دورانِ سفر آپ ﷺ نے کارواں کو آگے بڑھنے کا حکم دیا، پھر مجھ سے فرمایا: ''چلو دوڑ لگاتے ہیں۔'' اب کی بار آپ ﷺ مجھ سے آگے بڑھ گئے اور فرمایا:

«هَذِهِ بِتِلْكَ»[1] ''میں نے پچھلا حساب چکا دیا ہے۔''

[1] سنن أبي داود، سنن النسائي، سنن ابن ماجه، صحيح الجامع، رقم الحديث (٧٠٠٧)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جیسے قانون اور انصاف کے معاملے میں سخت طبع حکمران بھی گھر میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ بالکل ہم آہنگ ہوجاتے۔ خود فرماتے ہیں:

« يَنْبَغِي لِلرَّجُلِ أَنْ يَكُونَ فِي أَهْلِهِ كَالصَّبِيِّ، فَإِذَا كَانَ فِي الْقَوْمِ كَانَ رَجُلًا »[1]

''آدمی کو اپنے گھر میں محبت اور نرمی میں بچے کی طرح ہونا چاہیے، جب لوگوں میں ہو تو مرد بن کر رہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں ایک عام انسان کی طرح زندگی بسر کرتے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں وہ تمام کام کرتے جو تم میں سے ایک عام آدمی کرتا ہے۔ کوئی چیز ایک جگہ سے اٹھاتے اور دوسری جگہ پر رکھتے۔ گھر کے امور میں اپنی بیویوں کی مدد فرماتے، کپڑے سی لیتے، جوتا گانٹھ لیتے، گوشت کاٹ کر دیتے، گھر میں جھاڑو دیتے اور خادم کے کاموں میں اس کا ہاتھ بٹاتے۔''[2]

یہ وہ مبنی بر انصاف حقوق وفرائض ہیں، جو اسلام نے میاں بیوی دونوں پر عائد کیے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جس معاشرے میں ان حقوق پر کما حقہٗ عمل ہو تو اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ وہ معاشرہ انسانیت کا سب سے زیادہ سعادت مند، خوشگوار، محبت بھرا اور ہنستا کھیلتا معاشرہ ہوگا۔ اس معاشرے میں دشمنی،

---

[1] تربية الأولاد في الإسلام (ص: ٩٣)

[2] سنن الترمذي، صحيح الجامع، رقم الحديث (٤٩٧٤) مشكاة المصابيح (٥٨٢٢)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نفرت، حقارت، بیوی پر ظلم و زیادتی، گالی گلوچ، الزامات و تہمتوں، طلاق اور خلع جیسی مکروہ چیزوں کو ہرگز ہرگز کوئی جگہ نہیں ملے گی۔

⑧ باپ کی بدسلوکی:

بچوں کے انحراف میں باپ کی بدسلوکی کا بھی بڑا عمل دخل ہے۔ اگر باپ بری عادتوں مثلاً شراب خوری، قمار بازی کا عادی، جھگڑالو، بدزبان اور بات بات پر بچوں کو بری طرح پیٹنے والا، انھیں مختلف ذریعوں سے ذلیل کرنے والا، ان کا مذاق اڑانے والا، ان کے خلاف غلط پروپیگنڈا کرنے والا اور ان کی عزتِ نفس کو خاک میں ملانے والا ہو تو بچے بچپن میں تو باپ سے ڈرے سہمے رہتے ہیں، لیکن جوان ہونے کے ساتھ ہی وہ باپ کے باغی بن کر اس کی ناقدری پر اتر آتے ہیں۔

باپ کے لیے ضروری ہے کہ اپنے بچوں کے ساتھ پیار و محبت اور شفقت و مہربانی کا سلوک کرے۔ اگر کبھی کچھ ڈانٹ ڈپٹ اور ہلکی سی مار کی ضرورت بھی پیش آجائے تو تھوڑی دیر بعد اس سے محبت کا سلوک کرے۔ تاکہ بچے کے قلب و ذہن میں یہ بات نہ بیٹھ جائے کہ میرا باپ ہمیشہ مجھے ہی مارتا ہی رہتا ہے۔ والد کے لیے ضروری ہے کہ بچے اگر کبھی کچھ غلطی کر جائیں یا شرارت کر بیٹھیں تو بجائے مارنے کے انھیں پیار و محبت سے سمجھائے اور ان کے عمل سے ہونے والے نقصان کی انھیں تفصیل بتائے۔ جب شرارتیں حد سے گزر جائیں تو نفسیاتی طور پر ان پر اثر ڈالے اور تھوڑی دیر کے لیے ایسا انداز اپنائے کہ انھیں احساس ہو کہ ہمارا والد ہم سے ناراض ہے۔ وہ ان کی تربیت میں رحم دلی اور محبت کے اِن تمام تقاضوں کو پورا کرے۔ اگر پیار و محبت کے اسلامی خطوط پر ان کی تربیت ہو تو ان سے ہم بجا طور پر یہ امید کر سکتے ہیں کہ وہ بڑھاپے میں والدین کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئیں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسك الختام

اس بات سے ہر خاص و عام واقف ہے کہ بچے قوم وملت اور ملک کے مستقبل ہیں۔ یہ وہ بیج ہیں، جنھیں اگر زرخیز زمین میں بویا جائے، پھر اس کو تقوے اور ایمان کے پانی سے سیراب کیا جائے تو ہمیشہ اچھے پھل دیں گے۔ اگر بچوں کی تربیت کا ہم گہرائی سے جائزہ لیں تو ہمیں پتا چلتا ہے کہ تین ماحول ایسے ہیں، جو انھیں اچھا یا بُرا بنانے میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں اور وہ ہیں:

① گھر اور خاندان۔ ② مدرسہ۔ ③ معاشرہ۔

تربیتی ماحول کے ان تینوں اہم مقامات کا اچھا اور نیک ہونا فرد کے اخلاق و کردار کی بھلائی کا ضامن ہوتا ہے اور ان تینوں کا بُرا اور بگڑا ہوا ہونا فرد کے بگاڑ اور فساد کے لیے کافی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شریعتِ اسلامیہ کو انسانیت کی فلاح و کامیابی کے لیے نازل فرمایا ہے، اسی لیے تربیت کے ان تینوں اہم مصادر کو ٹھیک رکھنے کے لیے ضروری ہدایات دی ہیں:

① گھر کے متعلق نبی اکرم ﷺ کا ارشاد:

« مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ، أَوْ يُمَجِّسَانِهِ »[1]

''ہر بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ یا تو اسے یہودی بنا دیتے ہیں، یا عیسائی، یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔''

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٦٢٢٦) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٦٥٨)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

«مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ لِسَبْعٍ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا لِعَشْرٍ، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ»[1]

''بچوں کو جب وہ سات سال کے ہو جائیں تو نماز پڑھنے کی تاکید کرو اور جب دس سال کے ہو جائیں تو انھیں نماز نہ پڑھنے پر مارو اوران کے بستروں کو جدا کردو۔''

گھر کا ماحول اسلامی ہے اور والدین پابند شریعت ہیں تو ان سے امید کی جاسکتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کی دینی ماحول میں پرداخت کریں گے۔ اگر معاملہ برعکس ہے تو گھر کا غیر دینی اور فیشن زدہ ماحول اولاد کو راہِ حق سے بھٹکانے کے لیے کافی ہے۔

② مدرسہ:

گھر کے بعد بچے اپنا زیادہ وقت مدرسے، سکول، کالج اور یونیورسٹی میں گزارتے ہیں۔ یہاں پر آنے کے بعد بچوں کے مستقبل کا دارومدار، دو اہم راہنماؤں پر ہوتا ہے:

1 استاد: استاد بچوں کی زندگی کے مقاصد کا رُخ متعین کرتا ہے۔ اگر مدرس ذمے دار اور بچوں کی تربیت میں مخلص ہے تو بچوں کی تعلیمی زندگی پر اس کے بڑے نیک اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اگر بدقسمتی سے استاد غیر ذمے دار بلکہ بداخلاق ہو، تدریس کو بس کھانے کمانے کا ایک پیشہ سمجھتا ہو، جیسا کہ آج کل کالج اور یونیورسٹیوں کا ماحول ہے کہ پروفیسر حضرات بھی اپنے شاگردوں کے ساتھ مل بیٹھ کر شراب نوشی کرتے ہوئے پکڑے گئے، تو ایسا استاد بچوں کے بگاڑ میں اہم کردار ادا کرے گا۔

---

[1] سنن أبي داود، مسند أحمد، صحيح الجامع، رقم الحديث (٥٧٤٤)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

٢ تعلیم: تعلیم ہی بچوں کی معاشرتی زندگی کی راہنمائی کرتی ہے اور تعلیم کے لیے ضروری ہے کہ وہ صحیح منہج اور فکرِ سلیم سے متصف ہو۔ اگر کوئی تعلیم ان اوصاف سے متصف نہیں تو پھر یہ بنی نوع انسان کے لیے زہرِ ہلاہل ہوگی۔ غیر اسلامی افکار، ملحدانہ نظریات اور مجنونانہ تھیوریوں سے جو تعلیم متعلق ہوگی، وہ بچوں کے لیے بلائے جان ہوگی۔ افسوس کہ آج اکثر حکومتوں کی تعلیم سرمایہ دارانہ نظریات، یا کمیونسٹ افکار، یا شوشلزم کی دعوت پر مشتمل ہے۔ ان تمام افکار ونظریات کا اسلام سے دور دور تک کا بھی کوئی واسطہ نہیں، سرمایہ دارانہ نظریات بخل وحرص پر مشتمل ہیں، جس میں ہر صحیح یا غلط طریقے سے دولت کا حصول ہی بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ کمیونزم اور اشتراکیت حسد وبغض پر مشتمل ہے، جس سے مالداروں اور غریبوں کے درمیان کشمکش ہی کو ''جہاد'' کا درجہ حاصل ہے۔

جمہوریت کا حال بھی یہ ہے کہ اس میں قوم پرستی کو اوّلین مقام حاصل ہے۔ اندھی قوم پرستی جس میں سوائے اپنے تمام اقوام کو کمتر سمجھا جائے۔ فرد اور معاشرے میں تعصّب، تنگ نظری، ضد اور ہٹ دھرمی کو جنم دیتی ہے۔ ان تمام اصول ونظریات کو تاریخ اور انسانی معاشرے نے اپنے عمل سے رد کر دیا ہے، اس لیے مسلمان اپنے نصابِ تعلیم میں ان تمام گمراہ اور باطل نظریات کی حقیقت واضح کرکے اسلامی اصول ونظریات کے محاسن اور خوبیوں کو بچوں کے دل ودماغ میں راسخ کریں۔

③ معاشرہ:

معاشرے کی اصلاح کے لیے اسلام نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کا حکم دیا ہے۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾ [آل عمران: ۱۱۰]

''تم بہترین امت ہو جو لوگوں کی بھلائی کے لیے برپا کی گئی ہو، تم لوگوں کو نیکیوں کا حکم دیتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔''

جس معاشرے میں نیکیوں کا حکم اور برائیوں سے روکنا برابر جاری ہو، اس معاشرے میں بُرے افراد اور سماج دشمن عناصر نہیں پنپ سکیں گے۔ نتیجے میں معاشرہ صالح ہوگا، بچوں کے لیے نیک ساتھی اور بھلائیوں پر تعاون کرنے والے دوست و احباب میسر آئیں گے، جن کی صحبت سے امید کی جاسکتی ہے کہ بچے نیک اور صالح ہوں گے۔لیکن افسوس آج امر بالمعروف و نہی عن المنکر نہ ہونے کی وجہ سے معاشرہ برائیوں سے بھر گیا ہے۔ بُرے اور سماج دشمن عناصر غالب اور نیک لوگ مغلوب ہوگئے ہیں۔ ایسے میں والدین کا اوّلین فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے جگر گوشوں کو بُرے ماحول ومعاشرے کے اثرات سے ممکن حد تک بچانے کی کوشش کریں۔

والدین کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ اپنے گھر اور بچوں کے سکول و کالج اور اپنے معاشرے کا جائزہ لیں، اگر یہ تینوں جگہیں ٹھیک ہیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ اگر ان جگہوں میں سے گھر کا ماحول خراب ہے تو اپنے بچوں پر رحم کرتے ہوئے اسے دینی بنائیں، سکول و کالج کے ماحول کو ممکن ہوسکے تو سدھاریں، ورنہ کسی دوسرے مدرسے یا کالج میں بچے کا داخلہ کرائیں۔ اگر معاشرے کی اصلاح ممکن نہیں تو پھر اس برے معاشرے سے کسی نیک ماحول کی طرف

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نقل مکانی کریں، تاکہ آپ کے بچے اس غلط معاشرے سے لاحق ہونے والے نقصانات سے بچ سکیں۔

اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کی اولاد کو نیک اور صالح بنائے اور ان سے سب کے دل کو راحت وسکون اور آنکھوں کو ٹھنڈک عطا فرمائے۔ تمام لوگوں کی بگڑی ہوئی اولاد کو راہِ ہدایت عطا فرمائے اور انھیں اپنے والدین کا مطیع وفرماں بردار بنائے۔ آمین

﴿ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ﴾

[إبراهيم: ٤٠، ٤١]

﴿ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا﴾ [الفرقان: ٧٤]

﴿رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ﴾ [الأحقاف: ١٥]

وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ وَبَارَكَ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَأَزْوَاجِهٖ وَأَهْلِ بَيْتِهٖ أَجْمَعِيْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّيْنِ.

ابوحسان محمد منیر قمر نواب الدین
ترجمان سپریم کورٹ الخبر
و داعیہ متعاون مراکزِ دعوت و ارشاد
(الدمام، الظہر ان، الخبر)
سعودی عرب

1430/11/7ھ
2009/10/26ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

خطباتِ جمعہ اور دروسِ مساجد کے لیے راہنما کتاب
سال بھر کی ترتیب کے ساتھ

خطبات
مکہ مکرمہ
۱۴۲۲ھ

خُطباتِ حرمین

أصحاب الفضيلة
ڈاکٹر عبدالرحمن السدیس، ڈاکٹر سعود الشریم،
ڈاکٹر صالح بن حمید، محمد بن عبداللہ السبیل،
ڈاکٹر أسامہ خیاط، ڈاکٹر عمر بن محمد السبیل

ترجمہ
فضیلۃ الشیخ محمد منیر قمر حفظہ اللہ

تحقیق وتخریج
حافظ شاہد محمود
فاضل مدینہ یونیورسٹی

✸ مجلد ✸ عمدہ طباعت ✸ صفحات 560

گُلدستہ دُروسِ خواتین

تالیف
محترمہ اُمِ عدنان قمر حفظہا اللہ

تنقیح و مراجعہ
فضیلۃ الشیخ مولانا محمد منیر قمر حفظہ اللہ